U57196

Title - KAWAYAFUL MANTAQ YAANI ILM MANTF KA MUFASSAL BAYAAN.

Creator - T. J. Scott.

Publisher - American Machine Press (Lucknow)

Date - 1872.

Pages - 230.

Subjects - N.A.

کوایف المنطق

یعنی

علم منطق کا مفصّل بیان

تصنیف

پادری ٹی جے اسکاٹ صاحب

لکھنؤ

امریکن مشن پریس میں پادری مسیحرو صاحب کے اہتمام سے چھپی

سنہ ۱۸۶۲ء

دیباچہ

علم منطق کا پڑھنا ذہن کی آراستگی اور سنوارنیکے واسطے بہت مفید ہے لیکن اس علم کی کتابین ہندوستانی زبانو مین بہت کم ہین ایک مختصر رسالہ علم منطق نامے حال مین بزبان اُردو چھپا ہے اگرچہ یہ رسالہ اچھا ہے مگر پھر بھی ایسے مختصر رسالہ سے علم منطق کا صاف حال نہین کھلتا ہے فارسی مین بھی دو ایک چھوٹے چھوٹے رسالے مثلاً صغریٰ اور کبریٰ ہین + دو چار باتین یا فصلین منطق کے بیانمین دریای لطافت اور مخزن العلوم مین لکھی ہین مگر ان کتابون سے صرف ونہین لوگونکو فائدہ ہے جو فارسی جانتے ہین لیکن جبکہ فارسی زبان مین اس علم کا سیکھنا مشکل ہوا تو عربی زبان مین (جس سے فارسی مین ترجمہ ہوا ہی) جیسے

رسالہ شمسیہ جسکی شرح قطبی ہے سیکھنا عوام النّاس کیواسطے بہت مشکل ہے سوائے اسکے اُن کتابون سے اس علم کا حال عربی طالب العلمون کی سمجھہ مین بھی اچھی طرح نہین آتا زبان سنسکرت مین چند کتابین اس علم کی پائی جاتی ہین مگر وہ صرف اونھین لوگون کے کام کی ہین جو اوس مشکل زبان مین دخل رکھتے ہین پس یہ کیفیت اس علم کی ملک ہند مین دیکھکر میرے دلمین آیا کہ اون مشکلات کو جو اس علم کے حاصل کرنے مین آکر پڑتی ہین آسان کردون چنانچہ اسی لحاظ سے ایک کتاب بزبان اُردو جسمین علم منطق کا حال خوب طوالت کے ساتھہ لکھا ہے اور جابجا شکلون سے ثبوت دیا ہے اور مثالین ایسی سہل سہل ہین کہ اگر کوئی ایسا ویسا طالب العلم بھی دل لگا کے پڑھے تو اس علم کو حاصل کرلے اور روزمرہ کیواسطے نفع اوٹھاوے تالیف کی ؛

اُردو نسخہ کے ساتھہ انگریزی بھی ہے دراصل یہ کتاب زبان انگریزی مین تالیف ہوئی اور پھر اوس سے اُردو زبان مین ترجمہ ہوا بعض ہندوستانی دوستون نے جو انگریزی سے واقف ہین یہ کہا کہ اگر یہ کتاب دونون زبانون مین ہو تو کیا کہنا مینے بھی یہ سوچا کہ انگریزی طالب العلمونکو منطق کے سیکھنے مین اس زبان سے

بہی مدد پہونچیگی اور دو مطلب حاصل ہونگے ؛

واضح ہو کہ یہ ترجمہ بالکل لفظی نہین ہے جہان جہان اچھی طرح معنی نکلتے ہین وہان ویسے ہی رہنے دیا ہے اور کہین کہین ترتیب عبارت کی اس غرض سے کہ اصطلاحات منطق کے اردو مین بے محاورہ اور بدزیب نہ معلوم ہون بدل دی ہے مگر پھر بھی یہ قاعدہ رکھا ہے کہ اردو ترجمہ بالکل انگریزی سے مطابقت کہاتا ہے یہانتک کہ دونونکو ایک جلد مین رکہنے سے فائدہ نکلتا ہے غرض اس امید پر کہ طلباء علم منطق کو خوب مدد پہونچے اور اچھی طرح اس مفید علم کو سمجھین یہ کتاب جاری کیجاتی ہے

فقط

شہر بریلی — ماہ دسمبر ۱۸۸۰ء

ٹی جے اسکاٹ

علم منطق

مقدمہ

۱۔ منطق ایک ایسا علم و فن ہے کہ جس سے عقل دوڑانے اور دلیل کا قانون معلوم ہو جاوے اصطلاحاً منطق کو علم اوسی حالتمین کہینگے جب عقل دوڑانے یا دلیل کرنیکے خاص قانون کا بیان ہو اور فن اوسی حالتمین بولینگے جب طریقہ حجت کا بیان ہو اور غلطی اور خطا سے محفوظ رہنے کے طریقے معین ہون یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ فن قواعد منطق کے استعمال مین لانیکو کہتے ہین ؛

۲۔ بعض آدمی گمان کرتے ہین کہ عقل دوڑانیکے کئی ایک قوانین ہین جنمین سے منطق ایک ہی وہ سمجھتے ہین کہ منطق ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے مخاطب پیچیدہ باتونمین ڈالکر جھوٹہہ کو بھی سچ کر سکتے ہین چنانچہ وہ خیال کرتے ہین کہ مباحثہ

ہین یہ خواہ سچ پر یا جھوٹ پر غالب رہنے اور اپنے علم اور ذہانت کے ظاہر کرنیکے لئے خواہ غرور کے طور پر ہو یا تمسخر کے طور پر وہ کارآمد ہے یہ اونکی غلط فہمی ہے اور ایسے لوگون کو منطق کی اصلیت اور غرض معلوم نہین ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ منطق کئی ایک طریقون مین سے عقل دوڑانیکا ایک طریقہ ہے بلکہ درحقیقت صرف یہی ایک طریقہ ہے یعنی کسی معاملہ کی اصلیت اور حقیقت کی کامل دریافت کرنیمین ذہن صرف اسیطور پر اون قواعد مقررہ کے بموجب جو خدا کے بنائے ہین لڑتا ہے پس اگر ان قانون کے بموجب ذہن نہ دوڑے تو غلطی مین پڑجاتا ہے +

اصل غرض منطق کی یہ ہے کہ وے قوانین مقررہ بخوبی ظاہر ہوجاوین اور وے قاعدے حاصل ہون کہ جنپر اگر لحاظ رکھا جاے تو اون قوانین مذکورہ کے بموجب عقل دوڑے اور اگر کوئی اون قوانین سے علحدگی اختیار کرے تو ان قاعدونکی روسے اوسکی غلطی معلوم ہوجاے + مثلاً حساب ایک علم ہے جسکا استعمال چند مقرر قاعدون کے بموجب کیا جاتا ہے اور ضرور ہے کہ یہ قاعدے ہمیشہ ہر ملک اور ہر زبان مین ایک ہی ہون مثلاً ضرور ہے

کہ قاعدے جمع تفریق ضرب تقسیم کے ہمیشہ ایک ہی رہین علیٰ ہذا القیاس منطق عقل دوڑانے کا علم ہے اور اگر ہم ٹھیک ٹھیک عقل دوڑانا یا سوچنا چاہین تو منطق ہی کے بموجب کرنا ہوگا ✦

ایسا بھی ہوتا ہے کہ اکثر لوگ درستی سے سوچتے مباحثہ کرتے اور عقل دوڑاتے ہین باوجود اس امر کے کہ ذرا بھی علم منطق کی قواعد سے واقف نہین ہوتے جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے کہ بعض آدمی درست بولنے والون کی صحبت کرکے ٹھیک سے لکھتے اور بولتے ہین اگرچہ صرف و نحو سے مطلق بھی واقف نہین ہوتے ✦ مگر بہرحال یہ بہتر ہے کہ قواعد درست لکھنے اور بولنے کے ناواقفون کی تعلیم کیواسطے اور اون لوگون کے سُدھارنے کیواسطے جو کہ صحیح نہین لکھتے اور بولتے ہین مُعیّن ہون اسی طرح پر قواعد منطق خطا اور غلطی سے محفوظ رکھنے کے لئے اور اورون کی خراب و ناقص دلیلون کا نقص معلوم کرنے کے لئے کارآمد ہین ✦

۳ — بعض آدمی منطق کے مطلب و حقیقت سے واقف نہین ہین پس اسی جہت سے جانتے ہین کہ منطق کے سیکھنے سے اعتقاد دین پر

اور خدا کے وجود پر قائم نہین رہتا وے خیال کرتے ہین کہ منطق
ایک طرح کا ہنر یا حکمت ہے جسکے ذریعہ سے منطقی اپنی مرضی کے
موافق ہر ایک باتکو جھوٹ یا سچ کر سکتا ہے یہانتک کہ آخر انجام یہ ہوتا ہے
کہ منطقی کا اعتقاد سچی بات پر قائم نہین رہتا ہے۔ یہ غلط فہمی ہے
کیونکہ منطق سے قوت ذہنی بڑھتی اور عقل سچائی پر قائم ہو جاتی
ہے اور خطا اور غلطی سے محفوظ رہتی ہے

۴۔ منطق بہت پرانا علم ہے اور قدیم زمانو مین صرف دو
قومون یعنی یونانیون اور ہندؤنکے درمیان پایا جاتا تھا اور سب
قومون نے انہین سے یہ علم لیا لیکن یہ ٹھیک نہین معلوم ہے
کہ آیا یونانیون نے ہندؤن سے پایا یا ہندؤنکو یونانیون سے
ملا۔ بعض یہ گمان کرتے ہین کہ یونانیونکو علم منطق ہندؤن سے
ملا اور بعض اسکے برعکس کہتے ہین اغلب ہے کہ ان دونون قومون
نے علحدہ علحدہ اس علم کو ایجاد کیا اور اسکو ترقی دی یونانیون سے
رومیون نے اور رومیون سے پھر یوروپ والون نے یہ علم پایا
یونانیون سے اہل عرب نے بھی پایا پھر اونسے یہودیون نے

حاصل کیا معلوم ہوتا ہے کہ یونانیون مین سب سے پہلا مصنّف اور
مُعلم اس علم کا زینو تھا جو مسیح سے ۴۸۸ برس پیشتر یونان مین تھا اوسکی
کتاب مین چند باتین اچھی پائی جاتی ہین اور مغلق اور ناقص باتین بھی ہین
اوسکے بعد سقراط اور اقلیدس مگیرا والا اور انٹیس تھنیز اور الکیٹا مین
اور افلاطون وارسطاطالیس مشہور ہوئے زینو اور بعض اوروں نے
انمین سے ایک طرح کی جھوٹی اور پیچدار تقریر کی رسم نکالی معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے اور اونکے شاگردوں کے درمیان مین یہ کیفیت رہی
کہ منطق صرف ایک طرح کا کھیل اور تفریح طبع سمجھا جاتا تھا جسمین
گھنٹون تک اوقات صرف کرتے تھے اس امر کیواسطے کہ دیکھین
کون تیز ہے مگر سقراط جو ۴۶۹ برس پیشتر سنہ عیسوی کے موجود
تھا اچھی طرح منطق کو استعمال مین لایا اور چاہتا تھا کہ ہر ایک بات
کی اصلیت وحقیقت کے دریافت کرنے اور ترقی ذہن اور تہذیب
اخلاق کے کام آوے اوسکا ایک طریقہ یہ تھا کہ مباحثہ مین سوال
و جواب اسطور سے کرتا تھا کہ جو نتیجہ وہ چاہتا تھا وہی نکلے افلاطون
شاگرد سقراط نے اس علم کو اور بھی درجۂ ترقی پر پہونچایا بعد افلاطون کے

ارسطاطالیس نے جو ۳۸۴ سنہ پیشتر مسیح کے پیدا ہوا اسقدر منطق کو تکمیل دی کہ اوسوقت سے آجتک کوئی کچھہ بہت بڑہا نہ سکا پس وہ منطق جو یورپ مین پڑہائی جاتی ہے درحقیقت ارسطاطالیس ہی کی ہے ؛

ارسطاطالیس کی یہ تصنیفات دوسری صدی محمدیہ مین عربی مین ترجمہ کی گئین چنانچہ منطق جو مسلمانون کے درس مین ہے وہ بھی ارسطاطالیس کی ہے مگر چونکہ یہ کتابین اکثر عربی اور کچھہ کچھہ فارسی مین بھی ہین اس سبب سے عوام لوگون کے کار آمد نہین ہین ان کتابونمین بڑا نقص یہ ہے کہ وے ایسی صاف نہین ہین کہ ہر کوئی سمجھہ لے اور ایسا بڑہ ہی کہ باوجود پڑھنے کے علم منطق اچھی طرح کام مین نہین آتا ؛

مگر مجھکو امید ہے کہ ناظرین کو اس کتاب کے دیکھنے سے حال منطق کھلیگا اور سیکھنے والے اچھی طرح اس سے فائدہ اوٹھاوینگے ؛

پہلا حصہ

۱ — علم منطق ذہن سے علاقہ رکھتا ہے علی الخصوص حالت سوچنے اور مباحثہ کرنے مین ؛ ذہن وہ روحانی غیر مادی شے ہمارے جسم مین ہے جو سوچتا ہے اور جس سے ہر ایک چیز ادریافت

معلوم ہوتی ہے بدن جو ہے صرف اوسکی جای سکونت ہے
ذہن محسوسات یعنی عالم جسمانی کو ایسے طور پر جو بعید العقل ہے
بذریعہ حواس خمسہ کے معلوم کرتا ہے اور حواس خمسہ یہ ہین باصرہ
یعنی دیکھنے والی قوت سامعہ یعنی سُننے والی قوت لامسہ یعنی چھونے
والی قوت ذائقہ یعنی چکھنے والی قوت شامہ یعنی سونگھنے والی قوت ✽

ذہن مثل آینہ کے ہے جسپر عکس پہنچتا ہے اگر وہ عکس بذریعہ حواس
خمسہ کے پہنچاوے تو اوسکو محسوس اور اگر علاوہ ان حواسون کے
کسی اور طرح پر عکس ذہن پر پہنچاوے تو اوسکو معقول بولین گے ✽
جاننا چاہیے کہ ذہن مین کئی طرح کی قوتین پائی جاتی ہین چنانچہ بعض
کا ذکر اس کتاب مین آوے گا ✽

۲ — علم منطق تین ذہنی حالتون یا پایون سے متعلق ہے یعنی تصور
اور تصدیق اور دلیل و برہان وغیرہ ✽ جب کسی شئے کی شخصیت
یا ماہیت کا خیال پہلے پہل ذہن مین بذریعہ حواس خمسہ کے یا کسی
اور طرح سے گذرے اوسکو تصور کہتے ہین مثلاً کوئی درخت یا پتھر
ہو جسکے وجود کا خیال بذریعہ حواس باصرہ یعنی دیکھنے سے ذہن مین

آتا ہے پس اوس ہی پتھر یا درخت کی خیال کو تصور کہتے ہین ؛

۳- دوسری بات تصدیق ہے اگر ذہن مین ایسے دو تصور ہون جنکے بیچ مین نسبت اثبات یا نفی کی دیکھا وے اوسکو علم منطق مین تصدیق کہتے ہین مثلاً مثلاً بذریعہ حواس باصرہ کے ایک تو یہ تصور ذہن مین آیا کہ یہ درخت موجود ہے دوسرے بذریعہ اوسیکی اس کی اوسکے رنگ کا تصور آیا پس دو تصور ہوئے اب وہ نسبت حکمی جو ان دو تصورون مین ہے تصدیق کہلاتی ہے خواہ وہ اثبات کے ساتھہ ہو یا نفی کے ساتھہ ہو جیسا کہ یہ درخت سبز ہے یا یہ سبز نہین ہے ؛

دوسری مثال یہ ہے بذریعہ حواس باصرہ کے ایک پتھر کا تصور آیا اور بذریعہ حواس لامسہ کے یعنی چھونے سے سردی یا گرمی کا تصور ذہن مین گذرا اب ان دونون تصورون کے درمیان مین نسبت حکمی جو ہے اوسکو تصدیق کہتے ہین خواہ وہ اثبات ہو یا نفی ہو تصدیق بالاثبات کی مثال جیسا کہ یہ پتھر ٹھنڈا ہے یا گرم ہے ؛ تصدیق بالنفی کی مثال جیسا کہ یہ پتھر ٹھنڈا نہین ہے یا گرم نہین ہے -

جب تصدیق لکھی جاوے یا بولی جاوے تب اوسکو قضیہ کہتے ہین پس تصدیق اور قضیہ مین صرف اتنا فرق ہے کہ تصدیق صرف ذہن مین تھی اور قضیہ جب زبان پر آیا۔

۳۔ تیسری حالت ذہنی حجت ہے اسکو دلیل اور برہان بھی کہتے ہین حجت اوسکو کہتے ہین کہ دو یا کئی تصدیقات معلومہ سے مجہول کو نکالین پس حجت تصدیقات سے بنتی ہے مثلاً دو تصدیقات ہین

پہلی — کل لوہا بھاری ہوتا ہے

دوسری — یہ ڈنڈا لوہے کا ہے

اب ان دو معلوم تصدیقون سے تیسرا مجہول نکلتا ہے کہ یہ ڈنڈا بھاری ہے پس بذریعہ دو تصدیقون معلومہ کے تیسری تصدیق یعنی نتیجہ نکالا حجت اس ہی کو کہتے ہین

دوسری مثال — کل انسان مرنیوالے ہین

زید عمر بکر انسان ہین

پس — زید عمر بکر مرنیوالے ہین

چنانچہ اس ترتیب سے عقل یا ذہن دوڑانیکو حجت کہتے ہین ؛

۵۔ یہ کتاب تین حصّون پر منقسم ہے یعنی تصوّر اور تصدیق اور حجّت کا مفصل بیان ہوگا جاننا چاہیے کہ مقصود علم منطق کا اوس قدرتی قانون کا بیان ہے جو اِن تین ذہنی حالتون مین پایا جاتا ہے ؛

اب مناسب ہے کہ پیشتر اون تین ذہنی حالتون کے مفصل بیان کرنے کے چند ذہنی قوتّون کا بیان کیا جاوے ؛

۱۔ دھیان یا غور اوسکو کہتے ہین جب ذہن خوض و فکر کے ساتھہ کسی چیز یا بات پر لگے مثلاً کسی چیز پر جو دیکھنے مین آوے یا آواز پر جو سننے مین آوے یا کسی کتابی معاملہ پر پڑہتے وقت ہم اپنا دہیان لگاوین یا غور کرین ؛

۲۔ مقابلہ کرنا اوس ذہنی قدرت کو کہتے ہین جس سے ہم دو یا زیادہ چیزون کو ایک دوسری سے مقابلہ کرین پس جب ہم دیکھتے ہین کہ لوہا لکڑی سے بھاری ہے زید عمر سے لمبا ہے یا زید عمر سے زیادہ عالم ہے اسی کو مقابلہ کرنا کہتے ہیں یہان پر غور کرنا چاہیے کہ مقابلہ کرنے سے تصدیقات نکلتی ہین

ہر ایک تصدیق اور حجت کی صحت اور غلطی مقابلے پر منحصر ہے
اور اگر مقابلہ کرنے مین کسی طرح غلطی پڑ جاوے تو تصدیق اور
حجت مین بھی غلطی ہو جاویگی ؛

۳۳ — ایک اور قوت ذہن مین سے ہے جسے قوت تفریقی کہنا
اچھا ہوگا یہ وہی قوت سے ہے جب ہم چاہین تو کسی چیز کی اور سب
خاصیتونکو چھوڑکر اوسکی ایک خاصیت پر لحاظ کرین مثلاً جب ہم چاہین
تو اسی قوت سے لوہی کی اور سب صفتین یعنی رنگ اور سختی اور
وزن اور بو وغیرہ کو چھوڑکر صرف اوسکی ایک صفت یعنی شکل پر
لحاظ رکھہ سکتے ہین یا علاوہ اور سب خاصیتون سے کے صرف
اوسکی سختی یا وزن پر لحاظ رکھین اس قوت ذہنی کا بڑا فایدہ
آگے اسم کے بیان مین معلوم ہوگا ؛

۳۴ — ایک اور قوت ذہن مین سے ہے جسے قوت جنسی کہنا
اچھا ہوگا یہ وہ قوت سے ہے جسکے ذریعہ سے ہم بلحاظ عام خاصیتون
کے جو مختلف چیزون مین پائی جاتی ہون ایک نام اونکے واسطے
مقرر کر سکتے ہین مثلاً باوجودیکہ طرح طرح کے پھول ہین مگر چونکہ

بعضونمین ایک خاصیت پائی جاتی ہے اس سبب سے اون متفرق
سپولیون کو گلاب کہتے ہین اور اسی طرح باوجودیکہ آدمیون مین مختلف
بولی اور رنگ اور قد و قامت وغیرہ ہے مگر بلحاظ عام خاصیت کے
سب کے واسطے ایک ہی نام یعنی انسان رکھتے ہین پس یہ وہی
قوت جنسی ہے غور کرنا چاہئے کہ قوت جنسی سے بمدد قوت تفرقی
کے جنس اور نوع اور فصل بنا سکتے ہین اس بات کو اچھی طرح
سمجھنا علم منطق مین نہایت ضرور ہے جیسا آگے معلوم
ہوگا حاصل یہ ہے کہ ان سب باتون مذکورہ بالا کے سمجھنے کو
اس علم کے سیکھنے اور سمجھنے مین کچھہ نہ کچھہ مدد ضرور
پہونچتی ہے ۞

۵ — بولی یعنی قوت ناطقہ کے کچھہ بیان کیواسطے یہان پر
اچھا موقع معلوم ہوتا ہے خالق نے انسان کو قوت نطق ایسی
عطا کی ہے جس سے بذریعۂ آواز جس سے کلام بنتا ہے
طرح طرح کی تصورات اور خیالات اور اپنی ذہنی حالتین جو گذرتی رہتی
ہین ظاہر کرسکتا ہے صرف انسان ہی مین یہ قوت ہے حیوان بھی

اپنی تکلیفات اور خوف اور غُصّہ اور خوشی وغیرہ ایک طرح کی آواز سے ظاہر کر سکتے ہین مگر اونمین وہ قوت نہین جس سے کلام کرین لیکن ہزارون الفاظ یا آوازین انسان طرح طرح پر استعمال مین لا سکتا ہے تا کہ بیشمار خیالات کو جو دلمین گذرتے رہتے ہین ظاہر کرے ✤

الفاظ مُفرد یا مُرکّب آوازین ہین جو ذہنی خیالات و حالات کے اظہار کے لئے بولے جاتے ہین ✤

فصل اول

تصور کے بیان مین

۱ — اب تصوّر کا مفصل بیان ہوتا ہے ✤

کسی شئے یا بات کے خیال کو تصور کہتے ہین جیسا کہ کسی آدمی کا خیال جب دیکھنے مین آوے یا کسی چیز کی سختی یا ٹھنڈاپن کا جب چھونے مین آوے ✤

۲ — تصور یا تو مُفرد ہوگا یا مُرکّب تصور مفرد اوسے کہتے ہین جبکہ ایک چیز یا کئی چیزونکا خیال علحدہ علحدہ بلا علاقہ کے آوے ✤

تصور مرکب اوسے کہتے ہین جب دو یا زیادہ چیزون کا خیال دل مین

گذرے مثلاً تصور گھوڑے پر سوار کا غور کرنا چاہیئے کہ اس تصور مین گھوڑے اور سوار کے درمیان علاقہ ہے دوسری مثال سیز پر کی کتاب اور دوات یہان تین چیزونکا تصور علاقہ کے ساتھ ہے اور اسیکو تصور مرکب کہتے ہین یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تصور بولا جاوے یعنی جب اوسکے واسطے کوئی لفظ مقرر ہو تو اوسکو جزو یا اسم کہین گے ❊

دوسری فصل

اسم کے مفصل بیان مین

جبکہ تصور بذریعہ لفظ کے ظاہر ہو اوس لفظ کو اسم کہتے ہین مثلاً دیکھنے سے کسی درخت کی ہیت کا تصور ذہن مین آوے لفظ درخت کو جس سے اوس تصور کو ظاہر کیا اسم کہتے ہین دوسری مثال فرض کرو کہ اگر ذہن مین تصور شماس کا آوے تو لفظ شماس اسم ہے واضح ہو کہ اسم کئی تقسیم پر منقسم ہے جسکا بیان آگے آوے گا ✻

۱ — اسم مفرد ہوتا ہے یا مرکب ❊ جب کسی تصور کے ظاہر کرنیکو ایک ہی لفظ کافی ہو یعنی ایک ہی لفظ اوس تصور پر دلالت کرے تو اوس لفظ کو اسم مفرد کہتے ہین اسم مرکب لفظ یا فقرہ کو کہتے ہین جس سے ایک تصور مرکب

ظاہر ہوتا ہے جیسے اونچا درخت نارنگی کی مٹھاس وغیرہ یہاں پر دو تصور اسم
مرکب سے ظاہر ہوئے یعنی اونچا اور درخت ان دونوں تصوروں کی ظاہر
کرنیکو اسم مرکب اونچا درخت بولا گیا دوسری مثال مٹھاس اور نارنگی
ان دونوں تصوروں کی ظاہر کرنیکو اسم مرکب یعنی میٹھی نارنگی بولا گیا ؛
غور کرنا چاہئے کہ لفظ بھی دو طرح پر ہوتا ہے یعنی تمام اور ناتمام لفظ تمام وہ ہے
جو بلا مدد دوسرے کے اپنے معنے بتلا دے جیسے انسان زید درخت وغیرہ لفظ ناتمام
وہ ہے جو بلا مدد کسی اور لفظ کے اپنے معنے نہ بتلا وے مثلاً لفظ اونچا میٹھا وغیرہ
۲ — اسم یا جزئی یا کلی ہوگا - اسم جزئی اوسکو کہتے ہین جو کسی خاص شخص
یا شے کو بتلا وے جیسا زید کلکتہ اسکو اصطلاح نحو یہ مین اسم معرفہ یا علم کہتے ہین
اسم کلی اوسکو کہتے ہین جو بہت سی چیزون یا اشخاص پر بولا جاوے
جیسا انسان سب آدمیونکے واسطے صادق آتا ہے یا لفظ شہر کہ سب
شہرون پر بولا جاتا ہے یا لفظ دریا کہ سب دریاؤن کیواسطے مستعمل ہے
نحو مین اسکو اسم نکرہ یا اسم عام بولتے ہین جتنی شئے یا اشخاص
اسم کلی مین داخل ہین اون کو اوسکے افراد کہتے ہین ؛
۳ — اسم یا تو بالنسبت یا بلا نسبت ہوتا ہے اسم بالنسبت وہ ہے

جسکا اور کسی اسم کے ساتھہ علاقہ پایا جاسے مثلاً باپ بیٹا خاوند بادشاہ چنانچہ باپ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بیٹا ہے بیٹے سے باپ کا علاقہ پایا جاتا ہے بادشاہ سے نسبت ملک اور رعیت کی طرف ہے علیٰ ہذا القیاس *

اسم بلا نسبت وہ ہے جو بغیر نسبت دوسرے کی ایک شخص یا شئے یا خاصیت کو تبلاوے مثلاً انسان دریا دانائی وغیرہ *

۱۴ - پھر اسم تین طرح پر ہے یعنی اسم مشترک اور غیر مشترک جسکو بعضی مفرد بھی بولتے ہین اور اسم مترادف اسم مفرد اوسکو کہتے ہین جس سے صرف ایک ہی معنی سمجھی جاوین مثلاً انسان بجلی دانائی وغیرہ *

اسم مشترک اوسکو کہتے ہین جو کئی معنی پر شامل ہو مثلاً بخار کنارا وغیرہ بخار سے دو معنی پائے جاتے ہین ایک تو بیماری کا نام اور ایک وہ جو پانی سے اوٹھتا ہے علیٰ ہذا القیاس کنارا دو چار معنی پر آتا ہے یا لفظ بلّی کا لو ایک جانور پر اور کواڑ مین جو ہوتی ہے اوسپر بولا جاتا ہے *

اسم مترادف اوسکو کہتے ہین جہان کہ کئی ایک اسم یا لفظ
ایک ہی معنی پر دلالت کرتی ہین مثلاً گہر خانہ مسکن ایک ہی معنی پر
ہین اور رہنا بسنا سکونت کرنا ان سب سے ایک ہی معنی ظاہر ہوتی ہین
۵ - اسم متناقضہ وے ہین جو بالکل ایک دوسرے سے مخالفت
رکہتے ہین اور جتنی چیزین خلقت مین موجود ہین اِن دونون مین سے
ایک مین ضرور ہونگی اگر ایک مین ہین تو دوسری مین نہین اور اگر دوسری
مین ہین تو پہلی مین نہین یعنی کوئی چیز ان دونون سے خالی نہین
مثلاً جسمانی اور غیر جسمانی فانی اور غیر فانی مرنیوالا اور نہ مرنیوالا ✦
غور کرنا چاہیئے کہ اِن اسمون کی درمیان صرف نفی اور اثبات کا
فرق ہے پس جتنی چیزین خلقت مین ہین اسطور سے دو تقسیم پر
ہوسکتی ہین ایسی تقسیم اکثر کسی امر کی جستجو یا مباحثہ کے لئے بڑی
کام کی ہے مثلاً یہ بیماری تپ سل کی ہے یا اور بیماریون مین سے
کوئی ہے مگر فلانی فلانی وجہ سے تپ سل نہین ہے تو اور جو
بیماریان رہین اونکی طرف متوجہ ہونگے اور کہین گے کہ ان
بیماریون مین سے فلانی بیماری ہے یا نہین مگر کسی سبب سے

غلانی بیماری نہین پس رہین باقی بیماریان غرض یون تقسیم اور دریافت
کرتے کرتے اوس حدتک پہونچین گے کہ اصل بیماری ملجاوے گی
اسکو بالعنہ التحاو بہی بولتے ہین ؛

۶ — اسم متضادہ وہ ہین جو آپس مین مخالفت رکھتے ہین لیکن متناقضہ
کیطرح نہین کیونکہ اگرچہ دونون ایک ہی چیز مین شامل نہین ہوسکتی ہین
توبہی بعضی چیزین ایسی ہوتی ہین کہ ان دونون سے خالی ہوتی ہین
پس مثال اسم متناقضہ کی ہر شے مین شامل نہین ہوتی ہے مثلاً عقلمند اور
بیوقوف عالم اور کم علم اسم متضادہ ہین کیونکہ ایک شخص پر دونون صادق
نہین آسکتے ہین مگر ایسی چیزین ہون کہ دونون سے خالی ہون مثلاً پتہر
نہ عقلمند ہے نہ بیوقوف اور بعض آدمی ایسے ہین کہ نہ عالم نہ کم علم لیکن
درجۂ اوسط مین ہون ؛

یہی اصطلاحات اسمون کیواسطے علم منطق مین اکثر مستعمل ہین ۔
واضح ہو کہ ایک ہی اسم بلانسبت اور مفرد اور متناقضہ وغیرہ ہوتا ہے
جس اعتبار سے کہ اوسوقت خیال ہو یاد رکھنا چاہئے کہ دلیل یا مباحثہ
مین اول ہر ایک اسم کے معنی خوب سمجہنا اور ٹہرانا چاہئے کیونکہ ایسا

کرنے سے بہت سی تقریرا اور غلطیونمیں پڑنے سے بچیں گے ؎

اسم کا مجمل بیان

اسم
- مفرد یا مرکّب
- جزئی یا کلّی
- بانسبت یا بلانسبت
- مشترک یا غیر مشترک یا مترادف
- متناقضہ
- متضادہ

تیسری فصل

بیان اجناس اور انواع اور عرض

ا — واضح ہو کہ جنس اور نوع اور عرض کا بیان اسم یعنی جزولن کے متعلق ہے اور منطق کے سمجھنے کیواسطے بڑ ضرور ہے ؎

اسم کلّی سے جنس اور نوع وغیرہ بنائے جاتے ہیں مثلاً جب کئی ایک چیزون کیواسطے بلحاظ ایک یا زیادہ صفتون کے ایک نام مقرر کیا جاے اوسکو جنس نوع وغیرہ کہتے ہیں ؎

نوع کی بہ نسبت جنس کے افراد زیادہ ہوتے ہین کیونکہ ایک جنس میں کئی ایک نوع ہوتے ہین مثلاً حیوان ایک جنس ہے جسمین تمنی چیزین جاندار و متحرک بالارادہ ہین شامل ہین اور اس جنس مین کئی ایک نوع شامل ہین جیسے انسان اور چوپائے اور پرند وغیرہ ❖

جاننا چاہئے کہ نوع بھی کئی ایک فصلون پر تقسیم ہو سکتی ہے پھر اس حال مین بلحاظ اون فصلون کے وہ ایک جنس ہے مثلاً چوپایہ ایک نوع ہے جسمین چار ٹانگ والے جانور داخل ہین اور انھین کو فصل فصل پر بانٹ سکتے ہین مثلاً گھوڑے بھیڑین کتّے وغیرہ پس یہ سب فصلین نوع ہو جاتی ہین اور انکی بہ نسبت وہ لفظ چوپایہ جو کہ نوع تھا اب جنس ہوا پھر اگر گھوڑے کیطرف خیال کرو یہ بھی کئی طرح پہ ہو سکتا ہے جیسا عربی کابلی ترکی وغیرہ پس اب اسصورتمین گھوڑا بھی باعتبار ان قسمون کے جنس ہوا اور علی ہذا القیاس ❖

خیال کرنا چاہئے کہ جنس ہمیشہ نوع سے بڑی اور نوع اوس سے چھوٹی ہے اور کوئی جنس ہو اگر اوپر والی جنس کی طرف خیال کیا جاوے تو یہ باعتبار اوسکے نوع ہے چنانچہ

گھوڑا اگرچہ بلحاظ اپنے اصناف یعنی قسم قسم کے گھوڑون کی جنس ہے تاہم بلحاظ چوپاؤن کے ایک نوع ہے اور یہہ بھی بلحاظ حیوان کے ایک نوع ہے ؛

مثال اقسام کی

انواع	جنس
چوپائے پرندے کیڑے مکوڑے مچھلیان وغیرہ	حیوان

یا اگر چوپائے ایک جنس قرار دی جائین تو یون ہوگا

نوع	جنس
گھوڑے بھیڑین گدھے شتر وغیرہ	چوپائے

نوع	جنس
دیسی بمبئی مالدہ	آم

واضح ہو کہ جو جنس کسی جنس کی اوپر ہو اوسکو جنس اعلی کہتی ہین اور جو کسی کے نیچے ہو
جنس ادنی کہتی ہین اور جو سب سے اوپر ہو اوسکو جنس تفضیل اعلی اور جو سب کے
نیچے ہے اوسکو جنس یا نوع سافل کہتے ہین جتنی جنسین یا نوعین جنس تفضیل علی
اور جنس سافل کی بیچ مین ہین اونکو جنس اوسط کہتے ہین جو جنس کہ ایک جنس کے
عین اوپر ہو جنس قریب کہتے ہین اور جو جنس کہ جنس قریب کی عین اوپر ہو
اوسکو پہلی جنس کی نسبت جنس بعید کہتی ہین جتنی انواع کہ ماتحت ایک جنس کے
داخل ہین اونکو برابر کی کہتے ہین ✣

پس جنس کی تقسیم اسطرح ہے

جنس:
- اعلی
- ادنی
- تفضیل اعلی
- سافل
- اوسط
- قریب
- بعید
- برابر کی نوعین

انکا مطلب بخوبی ذہن نشین کرنا چاہیے ؛

ایک مثال سے زیادہ صاف ہوگا ؛

- حیوان
  - چوپائے
    - گھوڑے
      - عربی
      - کابلی
      - ترکی وغیرہ
    - بھیڑین
    - کُتّے وغیرہ
  - پرند
  - مچھلیان
  - کیڑے مکوڑے

اب اسمین گھوڑے کی بہ نسبت چوپائے جنس اعلی اور عربی ادنی ہے اور تقسیم مذکورہ مین حیوان جنس تفضیل اعلی اور عربی کابلی وغیرہ نوع سافل ہین چوپائے اور گھوڑے چونکہ جنس تفضیل اعلی اور نوع سافل کے درمیان ہین جنس اوسط ہین چوپائے گھوڑے کی جنس قریب ہے اور حیوان اوسکی جنس بعید

اور گھوڑے بھیڑین کتے جنس برابر ہین ویسے ہی چوپائے پرند مچھلیان کیڑے مکوڑے ہین ؛

تقسیم اجناس اور انواع کی درستی کے ساتھہ خاص کرکے ایک ہی بات پر منحصر ہے یعنی فصل پر ؛

۳۔ فصل وہ ہے جو ایک جنس کو اوسکے مشارکت یعنی اور جنس یا نوع وغیرہ سے جدا کردے مثلاً حیوان اگر ایک جنس قرار دیا جاوے جسمین کئی ایک قسم کے جاندار شامل ہین جنمین ایک انسان سمجھو تو اسصورتمین قوت ناطقہ اوسکی ایک فصل ہے جسکی سبب سے حیوانونمین انسانکو حیوان ناطق کہتے ہین علی ہذا حیوانون کی پرند بھی ایک جنس ہے جسکے پر اور بازو ہین اور ان پرون اور بازؤن کی جہت سے پرندونکو اور حیوانون سے تمیز ہوئی پس اسی نظر سے انکو فصل کہتے ہین اور ان جاندارونکو جنمین یہ بات ہی پرند بولتے ہین اگر خیال کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ نوع جنس اور فصل سے بنتی ہے مثلث مثلاً حیوان ایک جنس ہے بخیال جان کے اور اوسکے نیچے پرند ایک نوع ہے اس خیال سے

کہ اوسکے سر ہین پس صاف معلوم ہے کہ نوع پرند دو خیال جنس اور فصل سے بنی ہے یعنی اوس نوع مین جان ہے اور سر ہین ✠

۴ — عرض کے بیان مین - عرض اوسکو کہتے ہین جو ذات سے خارج ہو جب کوئی صفت یا خاصیت کسی نوع مین پائی جائے لیکن اوسکی ذات سے خارج ہے پس اگر اوسکے سب افراد مین پائی جائے تو اوسکو کُلّی کہتے ہین اور اگر ایک نوع کے افراد مین خواہ کل اُن افراد مین یا بعض مین تو اوسکو خاصہ کہتے ہین اور اگر ایک نوع سے زیادہ مین پائی جائے تو اوسکو عرض عام کہتے ہین مثلاً دم لینا اور بولنا انسان کی ذات سے خارج ہے یعنی انسانیت انپر موقوف نہین ہے پس وہ عرضی ہوا ✠

جاننا چاہیے کہ دم لینا کُلّی ہے کسواسطے کہ نوع انسان کے کل افراد مین پایا جاتا ہے اور عرض عام بھی ہے اس نظر سے کہ اور نوعون مین ہے کیونکہ طرح طرح کے جانور دم لیتے ہین لیکن بولنا خاصہ ہے کسواسطے کہ صرف نوع انسان مین

پایا جاتا ہے ۔ اگر وہ صفت یا خاصیت نوع کی افراد سے جدا نہو سکے
اوسکو عرض لازم اور اگر جدا ہو سکے اوسکو عرض مفارق کہتے ہین
مثال پہلے کی زید کلکتہ مین پیدا ہوا پیدا ہونا کلکتہ مین زید سے جدا
نہین ہو سکتا ۔ مثال دوسری عرض مفارق کی جیسے زید چلتا ہے
یہ کچھ ضرور نہین کہ زید ہمیشہ چلتا رہے کیونکہ کبھی لیٹا ہو یا بیٹھا ہو ؛

عرض
- کُلّی
- خاصہ
- عرض عام
- لازم
- مفارق

چوتھی فصل
مُعَرِّف کے بیان مین

۱ ۔ مُعَرِّف کا بیان چونکہ متعلق اسم کے ہے اس سبب سے
اوسکا جاننا علم منطق مین بہت ضرور ہے ۔ مُعَرِّف کسی لفظ کو
حد باندھنے کو کہتے ہین اور علم منطق مین جب اسکا استعمال

اسمون کیو اسطے کیا جائے تو یہ مراد ہوتی ہے کہ بیان یا تعریف ہونا اون اسمون کا اسطور سے کہ اونکو اورون سے تمیز ہو جائے یہ بہت ضرور ہے کہ مباحثہ مین اسم اور لفظون کے ٹھیک ٹھیک معنی مقرر کئے جاوین کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک لفظ کے کوئی کچھہ معنی لیتا ہے اور کوئی کچھہ اس باعث سے تفرقہ اور غلطی پڑجاتی ہے

۲ — اکثر منطقین کے نزدیک معرف مین دو باتین پائی جاتی ہین یعنی جنس اور فصل جنس اور فصل کے ملانے سے معرف بنتا ہے مثلاً مثلاً انسان کا معرف حیوان ناطق ہے اب یہانپر حیوان جنس ہے جو فصل ناطق سے ملکر معرف انسان کا ہے پس معلوم ہوا کہ حیوان ناطق جو معرف ہے انسان کی جنس اور فصل سے بنا دوسری مثال بمبئی کا آم ایک آم ہے جو کہ دراصل بمبی کیطرف سے آیا تھا پس اسجگہہ لفظ آم جنس ہے اور لفظ بمبی اوسکا فصل ہے جو اس آم کو اورون سے تمیز دیتا ہے ✤

۳ — جاننا چاہیے کہ معرف خاص کر دو طور پر ہوتا ہے یا تو معرف کسی شئی کا نام بتلا دیگا یا اوسکی حقیقت کو ظاہر کریگا مثلاً مثلاً گولی

کہے کہ یہ دور بین ہے تو صرف اوسکا نام معلوم ہوا اور اگر کوئی کہے
کہ یہ شئے اسطور پر فلانی فلانی چیز سے بنی ہے تو اوسکی حقیقت
معلوم ہوئی ؛

قواعد معرف

معرف کے بنانے میں چند قاعدے ہیں چنانچہ اونمیں سے دو قاعدونکا
جو نہایت ضرور ہیں یہان پر بیان کیا جاتا ہے ؛

پہلا — ضرور چاہیئے کہ معرف تام ہو جسکو بعضے منطقین حد تام
بولتے ہیں یعنی اپنے کل افراد کو جامع ہو اور غیر کے داخل ہونیکو
منع کرے مثلاً اگر کوئی نقد کے معنی یون تبلاوے کہ وہ ایک دہات
کی چیز ہے تو یہ تعریف جامع نہین ہے کیونکہ نقد مین کوڑیان بھی
داخل ہین حالانکہ وہ دہات کی نہین ہین یا اگر کوئی یون بولے کہ نقد ایک چیز ہے
جس سے جنس خریدی جاتی ہے تو یہ غیر کو داخل ہونے سے منع نہین کرتا کیونکہ
اناج وغیرہ سے بھی اور جنس خریدی جاتی ہے پس اب اسصورت مین
غیر افراد بھی اس تعریف مین داخل ہوئے جاتے ہین اسلئے یہ معرف تام نہوگا
دوسرا — چاہیئے کہ معرف اوس چیز سے جسکے معنی تبلاتا ہے صاف ہو

ورنہ اوس چیز کی شرح بخوبی ظاہر نہ کریگا اسواسطے اگر ممکن ہو معرف مجازی یا پیچیدہ نہ ہو اگر اِن دونون قاعدون پر بخوبی لحاظ رہے تو ہر لفظ کے معنی ایسے صاف رہینگے کہ غلطی و خطا نہ پڑیگی ؛

اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف بیان تصدیقات کے جو کہ تصورات سے بنتے ہین ؛

دوسرا حصہ

پہلی فصل

بیان قضیون کا

۱- جب تصدیق زبان سے صادر ہو تو اوسکو قضیہ کہتے ہین ؛ بعضے لوگ قضیئہ کی تعریف یون لکھتے ہین کہ کئی لفظون سے مرکب ہو اور احتمال جھوٹھ اور سچ کا پایا جائے ؛ علم منطق مین قضیئہ ایک جملہ بیانیہ ہے یعنی وہ جملہ کہ نہ واسطے سوال نہ حکم نہ التجا کے بلکہ صرف واسطے بیان کے ہووے ؛

۲- قضیہ کئی لفظون سے مرکب ہوتا ہے اور جھوٹھ اور سچ کا احتمال اوسمین پایا جاتا ہے مثلاً یہ درخت سبز ہے یہ قضیہ

مرکب درخت اور سبز سے جسمین لفظ ہے کا واسطے نسبت کے
آیا ہے ٭ قضیہ مین تین باتین ہوتی ہین یعنی موضوع اور محمول اور
نسبت حکمیہ ٭ موضوع اوسکو کہتے ہین جسکی نسبت کچہ کہا جاوے
خواہ اثبات کے ساتھہ ہو یا نفی کے ساتھہ مثال یہ درخت سبز ہے
یہان پر درخت موضوع ہے جسکی نسبت کچہ بیان ہے یعنی کہ وہ
سبز ہے اور محمول وہ ہے جو موضوع کی نسبت کہا گیا ہو اور یہ کے
قضیہ مین لفظ سبز کا جو آیا ہے محمول ہے ٭ نسبت حکمی وہ ہے
جس کے ذریعہ سے موضوع اور محمول کے درمیان مین موافقت یا
ناموافقت پائی جاتی ہی مثلاً درخت سبز ہے یہانپر لفظ ہے کا نسبت حکمی ہے
واضح ہو کہ نسبت حکمیہ مصدر ہونا سے ہمیشہ ہوتی ہے مگر یہ نہین
کہ سب جگہ ظاہر ہو کیونکہ بعضی جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ حکماً ہوتا ہے
مثلاً یہ پرند اوڑجایگا اسمین ہونا حکماً پایا جاتا ہے کیونکہ درحقیقت
اسکا مطلب یعین ہے کہ پرند کا اوڑنا ہوگا ٭ غور کرنا چاہئے کہ بعضی
جگہ محمول اور نسبت حکمیہ ایک ہی ہوتی ہین جیسا کوئی کہے کہ زید جاتا ہے
یہانپر جاتا ہے محمول اور نسبت حکمیہ دونون ہے غرضکہ قضیہ مین

تین باتین ہوتی ہین یعنی موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ مثلاً زید عالم ہے یہانپر زید موضوع اور عالم محمول اور ہے نسبت حکمیہ ہے مغلون نے ہندستان مین حکومت کی تھی یہانپر لفظ مغلون کا موضوع اور حکومت محمول اور کی تھی نسبت حکمیہ ہے

اقسام قضیہ

قضیہ کئی طرح پر ہے جنکا سمجھنا علم منطق مین بہت ضرور ہے

ا۔ قضیہ یا مفرد ہوتا ہے یا مرکب ﴿ قضیہ مفردہ وہ ہے جسکا موضوع اور محمول مفرد ہو مثلاً لوہا سخت ہے یہانپر لوہا جو موضوع ہے اور لفظ سخت کا جو محمول ہے دونون مفرد ہین ﴿

قضیہ مرکب وہ ہے کہ جسمین کم سے کم دو موضوع یا دو محمول ہون یا موضوع اور محمول دونون کم سے کم دو دو ہون ﴿ اس قضیہ کو جدا جدا کر کے کئی ایک قضیے بنا سکتے ہین مثلاً چوپائے اور پرند اور کیڑے مکوڑے جاندار ہین ﴿ غور کرنا چاہئے کہ دراصل اس قضیہ مین تین موضوع ہین یعنی چوپائے اور پرند اور کیڑے مکوڑے اور تین قضیے بن سکتے ہین مثلاً

چوپائے جاندار ہین

پرند جاندار ہین

کیڑے مکوڑے جاندار ہین

مثال دوسری — انسان اور فرشتے ذی عقل اور عابد ہین یہانپر موضوع اور محمول دونون دو دو ہین ؛ اس قضیۂ مرکبہ کو جدا کرکے دو قضیہ مفردہ بنا سکتے ہین مثلاً

انسان ذی عقل اور عابد ہین

فرشتے ذی عقل اور عابد ہین

جاننا چاہیے کہ بعض قضیئے ایسے ہین کہ صورت مین مرکب ہین لیکن درحقیقت مرکب نہین مفرد ہین مثلاً غم اور خوشی آپسمین مخالف ہین یہ کوئی کہہ نہین سکتا کہ غم مخالف ہے یا خوشی مخالف ہے اگر چاہین کہ اس قضیئے کے دو قضیئے مفردہ بناوین تو نہین ہوسکتا کیونکہ دراصل مفرد ہے

۲ — قضیہ یا موجبہ ہوگا یا سالبہ ہوگا قضیۂ موجبہ اوسکو کہتے ہین جب موضوع اور محمول کے درمیان موافقت ہو یعنی اونکے بیچمین اثبات پائی جاوے مثلاً برف ٹھنڈا ہے ا — ب — ہے ؛ -

قضیہ سالبہ وہ ہے جسکے موضوع اور محمول مین ناوافقیت ہو یعنی
اونکے بیچمین نفی پائی جاے مثلاً آگ ٹھنڈی نہین ہے

ا ۔ ب ۔ نہین ہے ؎

قضیئہ بموجب اپنے نسبت حکمیہ کے موجبہ یا سالبہ ہوتا ہے
یعنی جیساکہ اقرار یا انکار محمول کا موضوع کیواسطے ہو مثلاً خدا کے
حکم کو نہ ماننا گناہ ہے یہ قضیہ درحقیقت موجبہ ہے کیونکہ لفظ گناہ
کا جو محمول ہے موضوع کے اقرار مین آیا ہے انکار مین نہین ؎

بعض سالبون مین علامت نفی کی ایسے موقع پر ہوتی ہے
کہ اوسکا سالبہ ہونا بخوبی معلوم نہین ہوتا مثلاً نہ تمام انسان نہ فرشتے
کسیکو گناہ سے پاک کر سکتے ہین ؎

یہانپر علامت نفی کی سب سے پہلے آئی اور فعل سے دور ہے
اگر یہ قضیہ بموجب عام محاورہ کے بولا جاے تو یون ہوگا تمام انسان
اور فرشتے کسیکو پاک نہین کر سکتے ہین ایسے قضیئون بے ترتیب
اور پیچیدہ کے مطلب کو سمجھہ لینا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر
قضیہ دو حال سے خالی نہین یا تو موجبہ ہوگا یا سالبہ ہوگا ؎

۳۔ قضیہ کلیہ ہوگا یا جزیہ ہوگا ؟

قضیہ کلیہ وہ ہے جسکا محمول تمام فردون کے اقرار یا انکار مین آوے یعنی محمول موافقت یا ناموافقت رکھے تمام موضوع سے ؛ یا اسطرح سے اوسکا بیان سمجھو کہ قضیہ کلی مین محمول کل موضوع پر کہا جاوے مثلاً کل انسان مرنیوالے ہین یہ قضیہ کلیہ ہے اسلئے کہ لفظ مرنیوالے کا جو محمول ہے کل موضوع کیواسطے جو انسان ہے کہا گیا ہے یعنی لفظ مرنیوالے کا صرف ایک آدمی کیواسطے نہین بلکہ تمام انسان کیواسطے آیا ہے ؛ کل ا ۔ ب ۔ ہے یہ قضیہ بھی کلیہ ہے ؛ ایک اور مثال دیجاتی ہے انسان درخت نہین ہے یہ بھی قضیہ کلیہ ہے کیونکہ یہانپر لفظ درخت کا تمام موضوع یعنی انسان کے انکار مین آیا ۔ کوئی ا ۔ ب نہین ہے یہ بھی قضیہ کلیہ ہے سب تمام ہر ایک کوئی نہین وغیرہ جو لفظ ہین انسے قضیہ کی کلیت ثابت ہوتی ہے ؛

جس قضیہ کلیہ مین علامت کلیت کی لفظون مین موجود نہو اسکو محمل کہتے ہین مثلاً بہیڑین چوپایہ ہین اب یہانپر باوجودیکہ علامت کلیت کی موجود نہین پہر بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مطلب سب بہیڑون سے ہے ؛

جھوٹھ بولنے والے گنہگار ہین

جانور ذی عقل نہین ہین

یہانپر بھی کلّیت سمجھی جاتی ہے اگرچہ ظاہر مین کوئی لفظ نہین ہی غرض کہ جہان کلّیت کا کوئی لفظ نہ پایا جاوے تو وہانپر صرف مطلب سے سمجھین گے ؛

قضیہ جزیہ وہ ہے جسکے موضوع کے بعض افراد لئے جائین یعنی محمول موضوع کے کل افراد کے واسطے نہ آیا ہو بلکہ بعض افراد کیواسطے مثبت مثلاً بعض عیسائی مسیح کے سچے پیرو نہین ہین ؛

اس مثال مین چونکہ فقرہ سچے پیرو کا جو محمول ہے بعض عیسائیون کے انکار مین جو موضوع واقع ہوا ہے آیا ہے اس سبب سے اس قضیہ کو جزیہ کہتے ہین غرضکہ اس جگہ پر محمول موضوع کے بعض افراد کی انکار مین آیا ہے یعنی سب عیسائیون کیواسطے نہین ؛

دوسری مثال - بہت آدمی بہادر ہین بعض ا ب ہین

یہ بھی قضیہ جزیہ ہے کیونکہ لفظ بہادر کا جو محمول ہے کل انسانکے واسطے صادق نہین آیا ہی اور اسیطرح محمول ب کل موضوع ا پر دلالت نہین کرتا غرض ہم دیکھتے ہین کہ قضیہ جزیہ مین موضوع کی بعض افراد پر دلالت ہوتی ہے

خواہ بالاثبات ہو خواہ بالنفی ؛

بعض قضیۂ جزیہ بھی مہملہ ہوتے ہیں یعنی لفظ جزیت کی بعض کچھ وغیرہ اونمین نہین پائے جاتے ہین مثلاً آدمی شاعر ہوتے ہین ہندو بت پرست ہین یے دونون قضیہ مہملہ ہین کیونکہ یہ مطلب نہین ہو سکتا ہی کہ تمام انسان شاعر ہین کیونکہ بہتیرے آدمی ایسے ہین جنکو شعر لکھنا نہین آتا اور ہندو نمین بھی ایسے ہین کہ بت پرست نہین ہین ؛ ایسے قضیون کی کلیت یا جزیت صرف مطلب سی معلوم ہوتی ہی ؛ قضیہ مہملہ کی کلیت اور جزیت کا مقرر کرنا علم منطق کی غرض نہین اوسکی غرض صرف اتنی ہے کہ جب ہم قضیون کی کلیت اور جزیت قرار دیکر باہمدگر ضرب دین اور پھر ضرب دینے سے جو نتیجہ نکلے اوسکی صحت یا عدم صحت کا حال بتائے

اس موقع پر خیال رکھنا ضرور چاہئے کہ ہر قضیہ موجبہ ہوگا یا سالبہ ہوگا اور ہر واحد ان دونون مین سے یا کلیہ یا جزیہ پس ایک ہی موضوع اور محمول سے ہم چار قضیہ بنا سکتے ہین ؛

موجبہ کلیہ

سالبہ کلیہ

موجبہ جزیہ

سالبہ جزیہ

اب ان چاروں صورتوں کیواسطے یہ حروف مقرر کئے جاتے ہیں یعنی

م ک جس سے مراد موجبہ کلیہ

س ک جس سے مراد سالبہ کلیہ

م ج جس سے مراد موجبہ جزیہ

س ج جس سے مراد سالبہ جزیہ

۴ — قضیہ یا حملیہ ہوتا ہے یا شرطیہ

قضیہ حملیہ میں شرط نہیں ہے یعنی اثبات یا نفی بلا شرط پائی جاتی ہے مثلاً انسان مرنیوالا ہے روح فانی نہیں ا — ب — نہیں

قضیہ شرطیہ وہ ہے جسمیں شرط ہو اسکی دو قسمیں ہیں متصلہ و منفصلہ

قضیہ شرطیہ متصلہ وہ ہے جس میں پایا جانا دوسرے جز قضیہ کا اول جز پر اتصال کے ساتھ موقوف ہو مثلاً اگر زید دوا کھاوے تو اچھا ہو جائیگا اگر ا — ب — ہے تو وہ ج ہے

قضیہ شرطیہ منفصلہ وہ ہے جسمیں حکم بالانفصال پایا جاوے

یعنی نہ تو دونون جزؤن قضیہ کا سچا ہونا ممکن ہو نہ جھوٹھا ہونا دونونکا۔
حرف انفصال کا یا ہے مثلاً زید یا سچا ہے یا جھوٹا ا ۔ یا ب ہے یا ج ہے

قضیہ معلولہ وہ ہے جسمین دوسرا جزء اول کا سبب پڑا ہو جیسا کہ زید عالم ہے کیونکہ کتابین اپنے مطالعہ مین رکھتا ہے اور حرف سبب کے یہ ہین کیونکہ اس جہت سے اسواسطے وغیرہ

قضیہ
- حملیہ
- شرطیہ
  - متصلہ
  - منفصلہ
  - معدولہ

قضیہ شرطیہ کا بیان آگے چلکر مفصل ہوگا یہان پر قضیہ حملیہ کی مثالین دیجاتی ہین

بیان مادّے کا

یہ موقع اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قضیون کے مادّے کا بیان کیا جاوے ۞ مادّہ اوس نسبت کی حقیقت کو جو قضیہ کے جزؤن کے درمیان ہے کہتے ہین یعنی مادّے سے یہ مراد ہے کہ آیا اس

قضیہ مین احتمال صدق کا ہے یا کذب کا ✦

اگر ہم غور کر کے دیکھین کہ چیزون کے درمیان نسبت کے طرح کی تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف تین طرح پر ہے یعنی ضروری بالایجاب جو قضیہ موجبہ مین ہوتی ہے نسبت ضروری بالسلب جو قضیہ سالبہ مین ہوتی ہے نسبت مساوات جو کہ قضیہ جزیون مین پائی جاتی ہے مثلاً دو لفظ ہون لوہا اور بھاری اب اگر ہم ان دو لفظونکی اصلیت پر بغور لحاظ کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونونکی درمیان نسبت ایجاب بالضرور ہے اور قضیہ یون ہوگا لوہا بھاری ہے ✦

اور اگر یہ دو لفظ ہون یعنی شکر اور کھٹا اور اسکے درمیان نسبت ایجاب دیجاے قضیہ کا سچا ہونا غیر ممکن ہوگا پس اس سبب سے نسبت سلب کی دیکر یون کہین گے کہ شکر کھٹی نہین ہے ✦

اور اگر یہ دو لفظ ہون یعنی آدمی اور عالم ہم دیکھتے ہین کہ ان دونون کی درمیان نسبت ایجاب یا سلب کی کلیت کے ساتھ صادق نہین آسکتی ہے یعنی کوئی نہین کہہ سکتا کہ سب آدمی عالم ہین یا کوئی آدمی عالم نہین بلکہ اسکے درمیان نسبت غیر معینہ ہے یعنی یہ مقرر نہین کہ نسبت

یا بالایجاب ہو یا بالسلب جسکے سبب سے یون کہنا چاہیے کہ بعض آدمی عالم ہین یا بعض آدمی عالم نہین ہین ؞

پس بہ لحاظ مادے قضیون کے تین قاعدے نکلتے ہین جنکا خیال غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان یونہین صادق آتے ہین ؞

۱ـ نسبت ضروری بالایجاب ہین قضیہ موجبہ سب صحیح اور سالبے سب غلط ہوتے ہین ؞

۲ـ نسبت ضروری بالسلب ہین اوپر کے برعکس یعنی سالبے کے سب صحیح اور موجبے غلط ہوتے ہین ؞

۳ـ نسبت مساوات ہین قضیہ جزئیہ صحیح اور کلیہ غلط ہوتے ہین

مادے کے سمجھنے کا فائدہ قضیونکی تقیض کے بیان سے بخوبی معلوم ہوگا ؞

ناظرین کو بیان مجمل مندرجہ ذیل بخوبی ذہن نشین کرلینا چاہیے ؞

قضیہ
- یا مفرد ہوگا یا مرکب
- یا موجبہ ہوگا یا سالبہ
- یا کلیہ ہوگا یا جزئیہ
- یا حملیہ ہوگا یا شرطیہ
  - متصلہ
  - منفصلہ
  - مماثلہ

ضروری بالایجاب
مادۂ نسبت { ضروری بالسلب
مساوات

دوسری فصل

بیان کام یعنی کلیت اور جزیت موضوع اور محمول کا

ا۔ بیان کام یعنی کلیت اور جزیت موضوع اور محمول کا قضیوں کے ساتھہ یہ ضرور ہے ؛ جب قضیہ کے موضوع و محمول اپنے تمام افراد کو شامل کرتے ہین تو اونکو کلی کہتے ہین اور جب صرف بعض افراد کو شامل کرتے ہین تو اونکو جزئی کہتے ہین مثلث مثلاً قضیہ کل انسان فانی ہین جو ہے اسمین موضوع کل انسان کلی ہے کیونکہ اپنی تمام افراد کو فانی ہونیمین شامل کرتا ہے مگر فانی جو محمول ہے اس قضیہ مین جزئی ہے کسواسطے کہ صاف ظاہر ہے کہ یہ لفظ اس جگہہ اپنی کل افراد پر دلالت نہین کرتا ہے بلکہ بعض پر یعنی انسان پر اس جہت سے کہ لفظ فانی مین بہت اور مخلوق شامل ہین انسان تو مخلوق کا صرف ایک جزو ہے

۲۔ تاوقتیکہ یہی کام یعنی کلیت اور جزیت بخوبی سمجھ مین نہ آ لے علم منطق کو اچھی طرح استعمال مین نہین لا سکتے ہین چونکہ استعمال علم منطق کا اس ہی پر منحصر ہے لہذا اوس بات کا جسپر کلیت اور جزیت موقوف ہے صاف و مفصل بیان کیا جاتا ہے

ہر قضیہ کا موضوع اور محمول دو حال سے خالی نہین ہوگا یعنی یا تو کلی ہوگا یا جزئی

۳۔ واضح ہو کہ موضوع کی کلیت اور جزیت قضیہ کی کلیت اور جزیت پر موقوف ہے مگر محمول کی کلیت اور جزیت قضیہ کی ایجاب و سلب پر موقوف ہی کیفیت اسکی مثالات ذیل سے بخوبی معلوم ہوگی

قضیہ حملیہ کی صرف چار صورتین ہین یعنی

موجبہ کلیہ (م ک) کل ا ب ہے

سالبہ کلیہ (س ک) کوئی ا ب نہین ہے

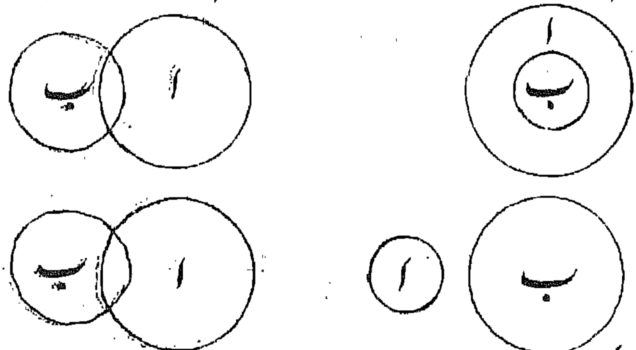
موجبہ جزیہ (م ج) بعض ا ب ہے

سالبہ جزیہ (س ج) بعض ا ب نہین ہے

ان چارون قضیونکو اقلیدس کے بموجب یون بیان کر سکتے ہین

ہر دایرہ کو ایک قضیہ سمجھو

م ک کُل ا ب ہے　　　　م ج ا ب ہے



س ک کوئی ا ب نہین ہے　　　　س ج بعض ا ب نہین ہے

اگر موضوع کی نسبت ان قضیون پر لحاظ کیا جاے تو معلوم ہوتا ہے کہ قضیہ کلیہ کا موضوع ہمیشہ کُلی ہوتا ہے یعنی اپنے کل افراد پر دلالت کرتا ہے اور یہ دلالت لفظ کل اور کوئی نہین بھی معلوم ہوتی ہے اور دائرون کے دیکھنے سے اس بات کی حقیقت آنکھون پر کھلتی ہے پس قانون یہ ہی کہ

۱- قضیہ کلیہ کا موضوع ہمیشہ کُلی ہوتا ہے

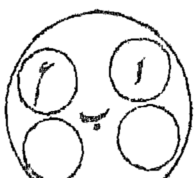
اگر موضوع کی نسبت قضیہ جزیون پر لحاظ کیا جاے تو معلوم ہوتا ہے کہ موضوع کبھی جزئی ہوتا ہے یعنی فقط اپنے بعض افراد کو بتلاتا ہی اور یہ جزئیت لفظ بعض سے معلوم ہوتی ہے اور دایرہ کھرقومہ بالا سے ساری

کیفیت اسکی روشن ہے کہ فقط ایک حصہ دایرہ ا کا ب مین
داخل ہے ۔ پس قانون یہ ٹھہرا کہ —

۲ ۔ قضیہ جزیہ کا موضوع ہمیشہ جزئی ہوتا ہے

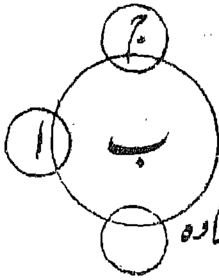
پس معلوم ہوا کہ کلیت اور جزئیت موضوع کی قضیہ کی کلیت اور جزئیت
پر موقوف ہے +

اور اگر محمول کی نسبت ان چار قضیہ حملیون پر لحاظ کیا جاوے
تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ محمول کی کلیت و جزئیت موضوع
ہی کی مانند ہو کیونکہ محمول کی کلیت و جزئیت قضیہ کی ایجاب و سلب پر موقوف ہے
اگر کوئی قضیہ موجبہ کلیہ ہو جیسے کل انسان فانی ہین یا کل
ا ۔ ب ۔ ہے تو اس سے یہ دعوی نہین نکلتا کہ اور مخلوقات سوا انسان
کے فانی نہین یا سوا ۔ ا ۔ کے اور کوئی چیز ب نہین ہے بہت اور
مخلوق ہین سوا انسان کے جو فانی ہین اور بہت اور شکلین ہین سوا ۔ ا ۔ کے
جو ب ہین جیسا کہ شکل ذیل سے ظاہر ہے



پس صاف ظاہر ہے کہ کل محمول فانی
اور ب کام مین اسجگہ نہین آیا یعنی محمول کے کل افراد پر دلالت نہین ہے

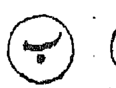
اور اگر ہم ان دو قضیوں کو جزیہ بنائین مثلاً بعض انسان فانی ہین یا بعض ا ب ہے



تو اسصورت مین بھی محمول فانی اور ب
جزئی رہتا ہے کیونکہ علاوہ انسان کے
بعض اور مخلوق بھی فانی ہو سکتے ہین اور علاوہ
ا کے بعض اور دایرے ہین کہ دایرہ ب مین شامل ہون
پس قضیہ کلیہ ہو یا جزیہ قانون یہ رہا کہ —

۳ — قضیہ موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزیہ محمول اوسکا ہمیشہ جزئی ہوتا ہے

اب اگر ہم قضیہ سالبہ کیطرف خیال کرین خواہ وہ کلی ہو یا جزئی محمول اوسکا ہمیشہ کلی ہوگا مثلاً سالبہ کلیہ کوئی آدمی چڑیا نہین یا کوئی ا ب نہین

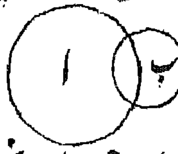


یہانپر غور کرنا چاہئے کہ کل محمول چڑیا یا ب بلحاظ ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ کوئی انسان چڑیون مین نہین ہے پس اس قضیہ مین محمول چڑیا کلی ہوا علی ہذا القیاس جب کل محمول ب پر لحاظ ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ کچھ حصہ ا ب مین نہین ہے



پس ہر قضیہ سالبہ کا محمول کلی ہوگا اسیطرح ہر قضیہ سالبہ جزیہ کا بھی مثلاً سالبہ جزیہ

بعض ا-ب-نہین ہے یہانپر صاف ظاہر ہے کہ جبتک کل ب



نہ کہہ لین ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ کچھ ب-ا کے

اوس حصہ مین نہین ہے جسکا ذکر ہے پس سب قضیہ سالبہ کی لیئے یہ قانون لکلتا ہے کہ

۴- ہر قضیہ سالبہ کا محمول کُلی ہے ؛

اب معلوم ہوا کہ کُلیّت محمول کی قضیون کے ایجاب و سلب پر

موقوف ہے ان باتونکو خوب ذہن نشین کرنا چاہیئے ؛

مجموعہ قوانین کلیت و جزیت کا ذیل مین ہے ؛

۱- ہر قضیہ کُلیہ کا موضوع کُلی ہوتا ہے

۲- ہر قضیہ جزیہ کا موضوع جزئی ہوتا ہے

۳- ہر قضیہ موجبہ کا محمول جزئی ہوتا ہے

۴- ہر قضیہ سالبہ کا محمول کُلی ہوتا ہے

اس کتاب کے تیسرے حصہ مین چلکر معلوم ہوگا کہ اس بات

کا جاننا کیسا ضروری ہے ؛

تیسری فصل
عکس کے بیانمین

۱۔ عکس اوسکو کہتے ہین کہ کسی قضیہ کے موضوع کو محمول کر دین اور محمول کو موضوع مثلاً یہ قضیہ کہ کوئی انسان فرشتہ نہین ہے اگر اسکے موضوع کو محمول کر دیا جاے تو قضیہ یون ہوگا کوئی فرشتہ انسان نہین ہے دوسری مثال بعض آدمی نیک ہین اسکا عکس بعض نیک (مخلوق) آدمی ہین جب کسی قضیہ کا عکس کیا جاے تو اوسکو معکوسہ کہتے ہین اور قبل عکس کے قضیہ کو غیر معکوسہ کہتے ہین

عکس اوسوقت درست ہوگا جب قضیہ معکوسہ اور غیر معکوسہ کی حقیقت مین کسی طرحکا فرق نہ واقع ہو پس ایسے عکس کو عکس صحیح کہتے ہین اور اگر کسی اور طرح کیا جاوے تو وہ عکس صرف نظاہر ہوگا نہ یہ کہ حقیقت مین

۲۔ عکس تین طور پر ہوتا ہے اور ہر قضیہ کا عکس ان تینونمین سے کسی نہ کسی کے بموجب ہو سکتا ہے

• اول ۔ موضوع کو محمول کرنا اور محمول کو موضوع کرنا اور کسی طرحکا

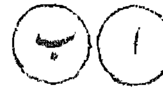
تبدل اور تغیر نہ کرنا

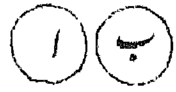
مثلاً کوئی اچھا آدمی باغی نہین ہے

اسکا عکس کوئی باغی اچھا آدمی نہین ہے

بعض خراب آدمی عالم ہین

اسکا عکس بعض عالم خراب آدمی ہین

کوئی ا - ب - نہین ہے 

کوئی ب - ا - نہین ہے 

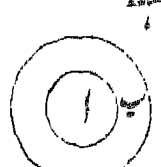
اسکو عکس مستوی کہتے ہین

دویم اگر ہم قضیہ حملیہ کی چارون صورتون کا عکس اسیطرح بنانا چاہین تو نہین ہوسکتا ہے جیسا کہ موجبہ کلیہ

سب گھوڑے چوپائے ہین

اگر اسکا عکس اوسی طریق پہ بنانا چاہین تو صحیح نہوگا مثلاً اگر کوئی کہے کہ سب چوپائے گھوڑے ہین تو صحیح نہین ہے

کیونکہ بہت چوپائے گھوڑے نہین ہین دوسری مثال



سب ا - ب - ہے اسکا عکس یون نہین ہوسکتا کہ

سب ب - ا - ہے کیونکہ ا - کے سوا - ب مین بہت اور ہین
پس اسواسطے کہ موجبہ کلیہ کے اصلی معنون مین فرق نہ آوے اوسکا
عکس موجبہ جزیہ ہوگا مثلاً -

بعض چوپاے گھوڑے ہین

بعض ب - ا - ہے

پس عام قاعدہ یہ ٹھہرا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزیہ آتا
ہے یعنی صرف کلیت اور جزیت مین فرق آجاتا ہے
اسکو بھی عکس مستوی کہتے ہین

سوم - اگر ہم چاہین کہ سالبہ جزیہ کا عکس ان دونون مین
کسیکے موجب بناوین تو صحیح نہ ہوگا یہان ایک دقت ہے اگر ہم یون لیوین کہ

بعض چوپاے گھوڑے نہین ہین

تو اسکا عکس یون نہین ہوسکتا ہے کہ -

بعض گھوڑے چوپاے نہین ہین

کیونکہ یہ صحیح نہین ہے اور اگر سالبہ کلیہ بناوین تو بھی درست نہ ہوگا

سب گھوڑے چوپاے نہین ہین

تاہم اسکا ایک طرحکا عکس ہوسکتا ہے ۵ اگر ہم حرف نفی کو نسبت حکمیہ سے الگ کرکے اوسکو محمول کا ایک جز کردین تو اسصورتمین قضیہ موجبہ جزیہ ہوجائیگا اور اسکا عکس ہوجائیگا مثلاً

بعض چوپائے گھوڑے نہین ہین

اب حرف نفی کو نسبت حکمیہ سے الگ کرکے محمول کا جز بنانا چاہئے یعنی

بعض چوپائے ناگھوڑے یعنی غیر گھوڑے ہین

اسکا عکس یون ہوگا کہ

بعض غیر گھوڑے چوپائے ہین

یعنی بعض جانور جو گھوڑے نہین ہین چوپائے ہین ۵ دوسری مثال اسکی -

بعض آدمی شاعر نہین - اسکا عکس یون نہ ہوگا کہ بعض شاعر آدمی نہین ہین لیکن اگر حرف نفی محمول کا ایک جز ہوجاوے پھر اوسی صورت مین اوسکا عکس ہوجائیگا جیسا کہ

بعض غیر شاعر آدمی ہین

اسکو عکس نقیض کہتے ہین

غرضکہ عکس تین طور پر ہوتا ہے جنکے ذریعے سے ہر قضیہ کا عکس ہوسکتا ہے

قضیہ کے عکس کے نیکے طریقے جو ہین اونپر اگر غور کیا جاوے تو
معلوم ہوتا ہے کہ موضوع و محمول جزئی بعد عکس کی بھی جزئی رہتا ہی ؛
مثلاً سب گھوڑے چوپائے ہین
اسکا محمول چوپائے جو ہے جزئی ہے کسواسطے کہ کسی قضیہ موجبہ کا
محمول کلیہ ہوتا ہی نہین جزیہ ہوتا ہے پس اگر عکس کیا جاوے تو یون ہوگا
بعض چوپائے گھوڑے ہین
اور عام قاعدہ یہ ٹھہرا کہ
جو موضوع یا محمول کہ جزئی ہے بعد عکس کے بھی جزئی رہے

عکس
۱ عکس مستوی
۲ عکس نقیض

چوتھی فصل
نقیض کے بیان مین

۱- نقیض اوسکو کہتے ہین کہ دو قضیئون کا موضوع و محمول

ایک ہی رہے مگر کلیت و جزئیت یا ایجاب و سلب یا دونون مین
اختلاف ہو مثلاً

۱- اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ ہو تو دوسرا اوسکی نقیض سالبہ
کلیہ ہو یا جزئیہ جیسا سب ا - ب - ہے

نقیض { سب ا - ب - نہین ہے
بعض ا - ب - نہین ہے

۲- اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ یا جزئیہ ہو اوسکی نقیض سالبہ کلیہ ہو مثلاً

سب ا - ب - ہے
بعض ا - ب - ہے } نقیض کوئی ا - ب نہین ہے

۳- اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ ہو تو اوسکی نقیض موجبہ جزئیہ ہو مثلاً
سب ا - ب - ہے نقیض بعض ا - ب - ہے

۴- اگر اول قضیہ سالبہ کلیہ ہو تو اوسکی نقیض سالبہ جزئیہ ہو کوئی ا - ب
نہین ہے نقیض بعض ا - ب - نہین ہے

قضیہ حملیہ کی چار صورتین ہین یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ
اور سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ پس چونکہ ان چارون مین سے کوئی

دو مقابلے مین ہو سکتے ہین اس سے یہ ظاہر ہے کہ ایک ہی موضوع و محمول کی نقیض چار طرح پر ہوتی ہے

پہلے دو کلیئے فقط ایجاب و سلب مین متناقض ہون مثال سب ا-ب ہے

نقیض کوئی ا-ب نہین ہے

دوسرے دو جزیئے صرف ایجاب و سلب مین متناقض ہون

مثال بعض ا-ب ہے

نقیض بعض ا-ب نہین ہے

تیسرے دو قضئے ایجاب و سلب مین موافق ہون مگر کلیت و جزیت مین متناقض ہون مگر ایسی نقیض حالانکہ حقیقی نہین ہے پھر بھی ایک طرحکا تناقض اسمین پایا جاتا ہے

مثال سب ا-ب ہے	مثال کوئی ا-ب نہین ہے
نقیض بعض ا-ب ہے	نقیض بعض ا-ب نہین ہے

چوتھے دو قضئے ایجاب و سلب اور کلیت اور جزیت دونو مین متناقض ہون

مثلاً سب ا-ب ہے

نقیض بعض ا-ب نہین ہے

یا کوئی ا ب نہین ہے

نقیض بعض ا ب ہے

غرضکہ مختصر بیان یون ہے کہ

م ک اور س ک تناقض

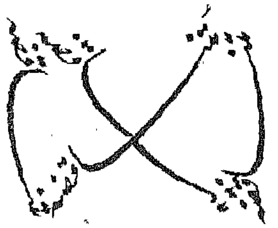
م ج اور س ج تناقض

م ک اور م ج تناقض

س ک اور س ج تناقض

ان چارون قسم کی نقیض کی شکل ذیل مین مسطور ہے

سب انسان فانی ہین م ک تناقضہ س ک کوئی انسان فانی نہین ہے



بعض انسان فانی ہین م ج تناقضہ س ج بعض انسان فانی نہین ہین

۲ بحث مادے مین صدق وکذب قضیون کا جو بیان مذکور

ہو چکا ہے اگر یاد ہو اور شکل مذکورہ بالا پر بھی لحاظ رہے تو معلوم ہوگا کہ

اگر ایک کلیہ صادق ہی دوسرا ضرور کاذب ہے

اگر ایک کلیہ کاذب ہے تو ممکن ہی کہ دوسرا بھی کاذب ہو

اگر ایک جزیہ کاذب ہے تو دوسرا ضرور صادق ہے

اگر ایک جزیہ صادق ہے تو ممکن ہی کہ دوسرا بھی صادق ہو

اگر دو موجبون یا سالبونکے بیچمین کُلی صادق ہی تو جزئی بھی ضرور صادق ہے

اگر دو موجبون یا دو سالبون کی بیچمین جزئی صادق ہو تو کچھ ضرور نہین

کہ کلی بھی صادق ہو

اگر دو موجبون یا سالبون کے بیچ مین جزئی کاذب ہو تو کلی

بھی ضرور کاذب ہوگا

اگر دو قضیے کلیت و جزیت ایجاب و سلب مین متناقض ہون تو

اگر ایک صادق یا کاذب ہو تو دوسرا خلاف اوسکے ہوگا

تین قاعدۂ ذیل کل بیان مذکورہ کو جامع ہین

پہلے دو کلیون کا کاذب ہونا ممکن لیکن دونونکا صادق ہونا غیر ممکن ہی

دوسرے دو جزیونکا صادق ہونا ممکن لیکن کاذب ہونا غیر ممکن ہی

تیسرے ان دو قضیونمین جو مختلف ہون ایجاب و سلب اور

کلیت وجزیت مین اگر ایک صادق یا کاذب ہو تو دوسرا اوسکی خلاف ہوگا
نقیض کی بحث مین جو قاعدے معلوم ہوئے اونکو خوب ذہن نشین
کرنا چاہئے کیونکہ ان ہی کی ذریعہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک قضیہ کا صادق
یا کاذب آنا دوسرے پر کسطرح موقوف ہے

قضیہ کا مجمل بیان

۳۳۔ منطق کا دوسرا حصہ تمام ہوا اب بہتر ہے کہ پہر قضیون
کا بیان یادداشت کیواسطے مجملاً لکہا جاوے

۱۔ جب تصدیق بذریعہ لفظ کے ظاہر ہو اوسکو قضیہ کہتے ہین

۲۔ قضیہ مین تین باتین ہوتی ہین یعنی موضوع اور محمول
اور نسبت حکمیہ

۳۔ اقسام قضیہ
- مفرد ہو یا مرکب
- موجبہ ہو یا سالبہ
- کلیہ ہو یا جزیہ
- حملیہ ہو یا شرطیہ
  - متصلہ
  - منفصلہ
  - معدولہ

۴۔ قضیون مین نسبت تین طور پر ہے یعنی
- نسبت ضروری بالایجاب موجبون مین
- ضروری بالسلب سالبون مین
- مساوات جزیون مین

۵ قواعد نسبت

پہلے۔ نسبت ضروری بالایجاب مین قضیہ موجبہ سب صحیح اور سالبے سب غلط ہوتے ہین

دوسرے۔ نسبت ضروری بالسلب مین قضیئے سالبے سب صحیح اور موجبے غلط

تیسرے۔ نسبت مساوات مین قضئے جزئی سب صحیح اور کلئے غلط

۶۔ موضوع ومحمول اگر اپنے تمام افراد پر دلالت کرین کلی ہین اور اگر بعض افراد پر تو جزئی ہین

۷ قواعد کلیت وجزئیت کے

پہلا قضیہ کلیہ کا موضوع کلی ہوتا ہے

دوسرا ہر قضیہ جزئیہ کا موضوع جزئی ہوتا ہے

تیسرا ہر قضیہ موجبہ کا محمول جزئی ہوتا ہے

چوتھا ہر قضئہ سالبہ کا محمول کلی ہوتا ہے

۸۔ عکس اوسکو کہتے ہین کہ قضیہ کے موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کرنا

۹ عکس صحیح وہ ہے جسمین اصل قضیہ کی معنی سے اختلاف نہو

۱۰ عکس دو طرح پر ہوتا ہے

عکس { مستوی
نقیض

۱۱ قاعدہ عکس کا

جو موضوع یا محمول کہ جزئی ہے بعد عکس کی بہی جزئی رہے

۱۲ نقیض اوسکو کہتے ہین کہ دو قضیئونکا موضوع و محمول ایک ہی رہے مگر کلیت و جزیت یا ایجاب و سلب یا دونو مین اختلاف ہو

۱۳ نقیض چار طرح پر ہوتا ہے

م ک	نقیض	س ک
م ج	‹‹	س ج
م ک	‹‹	م ج
س ک	‹‹	س ج

نقیض کے قواعد

پہلے دو کلیون کا کاذب ہونا ممکن لیکن صادق ہونا غیر ممکن

دوسرے دو جزئیونکا صادق ہونا ممکن لیکن کاذب ہونا غیر ممکن

تیسرے اون دو قضیون مین جو مختلف ہین ایجاب و سلب کلیت و جزئیت مین اگر ایک صادق یا کاذب ہو تو دوسرا اوسکی خلاف ہوگا

اب علم منطق کا تیسرا حصہ جسمین بحث کی حجت سے ہے شروع ہوگا

تیسرا حصہ

پہلی فصل

دلیل یا حجت کے بیان مین

ا۔ تیسری حالت ذہنی جس سے علم منطق کو تعلق ہے دلیل یا حجت ہی ہا دلیل یا حجت اوس سوچ کو کہتے ہین جو ایسی یقینی مقدمات سے مرکب ہو جنسے نتیجہ یقینی نکلے مثلا جیسے

جس چیز مین کسیطرحکی کاریگری پائی جاتی ہے اوسکا بنانیوالا ضروری ہے

دنیا مین کاریگری پائی جاتی ہے

پس دنیا کا کوئی بنانیوالا ضرور ہے

• دلیل مین دو باتین ہوتی ہین یعنی دال اور مدلول

دال وہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے نتیجہ حاصل ہوتا ہی اور اوس نتیجہ کو مدلول کہتے ہین مثلاً مذکورہ بالا مین پہلے دو مقدمونکو دال کہینگے اور تیسرا جو اون دونون سے حاصل ہوا مدلول ہے

دال اور مدلول جیسا کہ اس مثال سی معلوم ہوتا ہی قضیے ہین یعنی قضیہ دالہ قضیے ہوتے ہین اور اونسے ایک یا ایک سی زیادہ قضیہ یقینی حاصل ہوتے ہین اور سب قضیہ یا قضیئے جو حاصل ہوتی ہین اونکو مدلول یا نتیجہ کہتی ہین

علم منطق سی یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ نتیجہ یقینیہ بذریعہ مقدمات یقینیہ کے اسطرح سے نکالنا چاہیے

۲ - جو حجت بہ ترتیب کامل موجب علم منطق کی بیان کیجاوی اوسکو قیاس کہتے ہین

قیاس مین قضیے اس ترتیب پر ہوتے ہین کہ نتیجہ خود بخود حاصل ہوتا ہے بغیر سمجھے موضوع اور محمول کے مثلاً

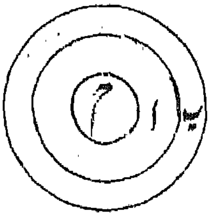
ا - ب ہے

ج - ا - ہے

پس ج - ب ہے

یہ صاف ظاہر ہی کہ اگرچہ ان حرفون سے کوئی مطلب نہین معلوم ہوتا ہی

مگر تاہم نتیجہ یون نہین نکلتا ہے چنانچہ اسکی کیفیت شکل ذیل سے بخوبی ظاہر ہے



ا- ب مین شامل ہے

ج- ا- مین شامل ہے

پس ج- ب مین شامل ہے

مثال دوسری- سب انسان فانی ہین

زید عمر بکر انسان ہین

پس زید عمر بکر فانی ہین

قیاس مرکب ہوتا ہے کُل تین قضیون سے جسمین سے پہلے کو کبری اور دوسرے کو صغری اور تیسرے کو نتیجہ کہتے ہین ۔ پہلے دو مقدمات کہلاتے ہین ۔

۴- بیان ہوا کہ ہر قضیہ مین دو چیز یعنی موضوع و محمول ہوتے ہین ۔ یاد کرنا چاہیے کہ ہر قیاس مین تین چیز ہوتے ہین اکبر اور اصغر اور حد اوسط ۔ اکبر اس سبب سے کہتے ہین کہ وہ کبری مین ہوتا ہے اور اصغر اس سبب سے کہتے ہین کہ صغری مین ہوتا ہے ۔ حد اوسط کو جو کبری اور صغری دونون مین پائی جاتی ہے

حد اوسط اس سبب سے کہتے ہین کہ گویا وہ اکبر او اصغر کے
درمیان ہین اونکی نسبت بتانے کا ایک واسطہ ہے ہپس
اسطرح پر حد اوسط سے نتیجہ میں آن کر معلوم ہوتا ہے کہ اکبر
اور اصغر کے بیچ یا تناموافقت ہے یا ناموافقت
غرضکہ قیاس بولتے ہین دو قصوروں (اکبر و اصغر) کو تیسرے
(حد اوسط) ساتھ مقابلے کرنیکو تاکہ معلوم ہوجاے کہ ان دونو
امروں مین موافقت ہے یا نہین
مثلاً کوئی سوال ہو کہ فلانی چیز زہر ہے کہ نہین؟ اب
یہان پر تیسری چیز سے جیسی سنکھیا جسکو ہم جانتے ہین کہ زہر ہے
اوس شے کا جسکا ذکر ہے مقابلہ کرینگے تاکہ معلوم ہوجاے کہ یہ
شے بھی زہر ہے کہ نہین؟ اگر معلوم ہوجاے کہ یہ شے
سنکھیا سے موافقت رکھتی ہے تو معلوم ہوا کہ زہر ہے پس قیاس یون ہوگا

سنکھیا زہر ہے
یہ شے سنکھیا ہے
پس یہ شے زہر ہے

واضح ہو کہ نتیجہ کا موضوع اصغر ہوتا ہے اور محمول اکبر ہوتا ہے

۴ - چند مثالیں قیاس کی بالتفصیل ذیل میں اس مقصد کیواسطے مندرج کیجاتی ہیں کہ مشق بڑھے

قیاس

اپنے نفع کیواسطے غیر کا نقصان کرنا گناہ ہے

جوے میں ایسا نفع ہے جسکی بدولت غیروں کا نقصان کیا جاتا ہے

پس جوا گناہ ہے

یہاں تین قضیے ہیں اول کبری دوسرا صغری تیسرا نتیجہ اور ہر قضیہ میں موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ جو ان دونو کے درمیان ایک واسطہ ہے ہوتا ہے پہلے قضیے یعنی کبری میں اپنے نفع کیواسطے غیروں کا نقصان کرنا موضوع ہے اور گناہ محمول دوسرے قضیہ یعنی صغری میں جوا موضوع ہے اور اپنے نفع کیواسطے غیروں کا نقصان کرنا محمول ہے - پچھلے قضیے یعنی نتیجہ میں جوا موضوع اور گناہ محمول ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قیاس میں صرف تین جز ہیں پہلے

اسنے نفع کیواسطے غیرونکا نقصان تکنا دوسرا گناہ تیسرا جوا

اسنے نفع کیواسطے غیرونکا نقصان تکنا حد اوسط ہی جس سے
دو اور جز جو ہین مقابلے کئے جاتے ہین ۞ کبریٰ مین گناہ اکبر
اور صغریٰ مین جوا اصغر ہے اور نتیجہ مین جوا جو اصغر ہی موضوع
ہے اور نتیجہ مین گناہ جو اکبر ہے محمول ہے جیسا کہ نتیجہ مین نتیجہ
ہونا چاہیئے ۞

قیاس

سب خونی واجب القتل ہین

نانارا و خونی تھا

پس نانارا و واجب القتل تھا

دیکھو یہان تین قضیئے ہین جنمین پہلا کبریٰ دوسرا صغریٰ
اور تیسرا یعنی اخیر کا نتیجہ ہے ۞ ہر قضیہ کا موضوع اور محمول
جدا ہے مگر حقیقتاً قیاس مین تین ہی جز ہوتے ہین جیسا کہ
اس مثال سے ظاہر ہے کہ پہلا حد اوسط خونی دوسرا اکبر واجب القتل
اور تیسرا اصغر نانارا و نتیجہ کا موضوع اصغر ہے اور محمول اکبر ہے

مثال تیسری

طمع گناہ ہے

گناہ کا انجام دوزخ ہے

پس طمع کا انجام دوزخ ہے

اس مثال میں گناہ حد اوسط اور طمع اصغر اور انجام دوزخ اکبر ہے

مثال چوتھی

حد اوسط

(جس مسئلے میں خدا کی بے تعظیمی پائی جاتی ہے)

اکبر

(رد کرنا چاہیئے)

اصغر

(قسمت کے مسئلے ہیں)

حد اوسط

(خدا کی بے تعظیمی پائی جاتی ہے)

ایسی (قسمت اصغر کے مثالکو) (رد اکبر کرنا چاہیئے)

۵ - جاننا چاہیئے کہ ہر دلیل یا حجت بصورت قیاس ہوسکتی ہے مگر کچھ ضرور نہین کہ جو دلیل بعینہ اسی صورت پر کیجاے تو صحیح ہو ورنہ نہین لیکن یہ ہے کہ دلیل اگر صحیح ہو تو اسصورت پر بیان ہوسکتی ہے مثلاً کوئی انکار کرے کہ دنیا کا خالق کوئی نہین ہے اور ایک کہے اور دعوی کرے کہ پیدا کرنیوالا خدا ہے اسکے وجود کی چند مثالین صنعت ہین اس امر کے پیش کرے کہ دنیا مین کوئی چیز خالی از حکمت نہین ہی یہ ثبوت کامل اور دلیل صحیح ہے حالانکہ بصورت قیاس نہین کیونکہ ایک بات رہگئی یعنی جس چیز مین حکمت پائی جاتی ہے اوسکا حکیم ضرور ہوگا ؛

اب اگر یہ دلیل پوری بیان کیجاوے اور بہ ترتیب قیاس لکھی جاے تو یون ہوگی ؛

جس چیز مین کچھ حکمت پائی جاتی ہے اوسکا حکیم ضرور ہوگا

دنیا مین طرح طرح کی حکمت پائی جاتی ہے

پس دنیا کا حکیم ضرور ہوگا

معلوم ہوتا ہے کہ قیاس دلیل کے صدق وکذب کے
پرکھنے کی کسوٹی ہے ۞

۱۶- بنا قیاس کی ارسطاطالیس کے قول پر ہے اور وہ
قول یہ ہے کہ - جو کچھ کسی کلّی یا جنس کی نسبت کہا جاے
اوسکے سب افراد پر بھی صادق آے گا ۞ اسکا مفصّل
بیان یون ہے کہ اگر کسی کلّی یا جنس کی نسبت کچھ کہا جاے
خواہ ایجاب کے ساتھ یا سلب کے ساتھ اور یہ دیکھا جاے
کہ اس کلّی یا جنس مین فلانی فلانی فرد داخل ہے تو اسصورت مین جو کچھ
اس کلّی یا جنس کی نسبت کہا گیا ہے وہ اوس چیز یا فرد کی نسبت
جو اسمین داخل ہو کہا جاوے مثلاً اگر کوئی کہے کہ -



سب ا - ب مین داخل ہے

اور معلوم کرے کہ -

سب ج - ا - مین داخل ہے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ سب
ج - ب مین شامل ہے ۞

غرض یہ کہ جو کچھ کسی کلّی کی نسبت کہا جاوے اوسکے کل افراد کی نسبت کہا جاوے ❊ ہر صحیح دلیل اسی اصل پر قائم ہے کیونکہ اسی اصل کے بموجب عقل دوڑتی ہے ❊ یہ قانون بہت صاف وسہل ہے ❊ اگر ہم کچھہ بولین کسی کلّی یا جنس کی نسبت پھر بعد اسکے ثابت کرین کہ فلانی چیز اسمین داخل ہے تو البتہ اوس چیز کی نسبت بھی اوسی طرح کہنا واجب ہوگا

خیال رکھنا چاہیے کہ یہی کلّی یا جنس قیاسمین حد اوسط ہوتی ہے

۷- ہر قیاس صحیح موافق چند قواعد مقرر کے ہوتا ہے ❊

یہ بیان ہوچکا ہے کہ ہر قیاس میں تین جُز ہین یعنی اکبر اصغر اور حد اوسط جس سے اکبر اور اصغر کا مقابلہ ہوتا ہے

قیاس کے قانون یہ ہین

۱- اگر دو جُز کسی تیسرے جُز کے مطابق ہون تو آپسمین مطابق ہین

۲- اگر ایک جُز مطابق اور دوسرا جُز غیر مطابق ہو کسی تیسرے جُز کے تو یہ دونو آپس مین غیر مطابق ہین ❊

* جنس وہ ہے کہ بغیر غور و تامل سمجھہ مین آجاوے

تیسرے جزسے مراد حد اوسط ہے

اِن دو قانون بدیہی سے چند ایسے قواعد نکلتے ہین جنسے قیاس کی صحت بخوبی معلوم ہو جاتی ہے

پہلا قاعدہ — جس قیاس مین کبریٰ اور صغریٰ موجبہ ہین نتیجہ بھی موجبہ ہوگا

یہ قاعدہ پہلے قانون سے نکلتا ہے کیونکہ اگر کبریٰ موجبہ ہو یعنی اکبر حد اوسط سے مطابق ہو اور صغریٰ بھی موجبہ ہو یعنی اصغر مطابق ہو حد اوسط تو صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ بھی جسکے دونو جز ایک دوسرے کے مقابل ہین ضرور موجبہ ہوگا یعنی دونو جز موافق ہونگے زیرا کہ یہ دونو مطابق ہو چکے ہین تیسرے جز یعنی حد اوسط کی مثلاً اگر ہم کہین کہ

سب ذوالعقل خدا کی اطاعت کرنیکو پیدا ہوئے ہین (کبریٰ)

فرشتے ذوالعقل ہین (صغریٰ)

پس نتیجہ مین یہی کہنا پڑیگا کہ

فرشتے خدا کی اطاعت کرنیکو پیدا ہوئے ہین (نتیجہ)

اب یہان پر خدا کی اطاعت کرنیکو اور فرشتے یہ دونون جز
مطابق تیسرے جز ذیعقل کے ہین اس سبب سے نتیجہ مین مطابق ہین

دوسرا قاعدہ - اگر کبری و صغری مین ایک موجبہ ہو اور
ایک سالبہ ہو تو نتیجہ ضرور سالبہ ہوگا

یہ قاعدہ دوسرے قانون بدیہی سے نکلتا ہے چونکہ یہ
ظاہر ہے کہ کبری اور صغری مین سے کسیکا ایک جز اگر حد اوسط
سے موافقت رکھے یعنی منسوب بالایجاب ہو اور دوسرے
کا ایک جز حد اوسط کے غیر مطابق ہو یعنی منسوب بالسلب ہو
تو اس صورت مین یعنی جبکہ ایک مطابق اور دوسرا غیر مطابق
حد اوسط کے ہے آپس مین بھی کسیطرح مطابقت نہ ہوگی
پس نتیجہ سالبہ نکلیگا جیسا مثال سے ظاہر ہے

نیک لوگ بہشت کو جاتے ہین
جھوٹے لوگ نیک نہین ہوتے ہین
پس جھوٹے بہشت کو نہین جاتے ہین

اس مثال مین کبری موجبہ ہے یعنی جز اکبر بہشت کو جاتے ہین

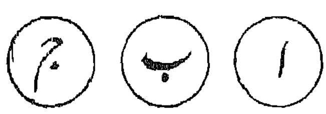
مطابقت رکھتا ہے نیک لوگ سے جو حد اوسط پڑا
صغریٰ سالبہ ہے یعنی جھوٹے کا لفظ جو جزا صغریٰ ہے غیر مطابق
ہے حد اوسط کے پس دونوں باہم یکدیگر غیر مطابق رہتے ہین اور
نتیجہ سالبہ نکلتا ہے یعنی جھوٹے بہشت کو نہین جاتے ہین

تیسرا قاعدہ - اگر کبریٰ اور صغریٰ دونوں سالبے ہون کچھہ
نتیجہ نہ نکلے گا مثلاً

زید محنتی طالب علم نہین ہے
عمر محنتی طالب علم نہین
اس سے کچھہ نتیجہ نہین نکلتا

دوسری مثال -

ا - ب نہین
ج - ب نہین



ان دونون کے درمیان یعنی ا - اور ج سے کچھہ نسبت نہین
معلوم ہوتی ہے کہ نتیجہ نکلے
پہلی مثال مین یہ کہنے کا موقع نہین کہ زید اور عمر مین

کیونکہ اگرچہ فی الواقع یہ سچ ہے مگر یہان کبریٰ اور صغریٰ سے
نہین نکلتا اس سبب سے کہ قیاس ایک ایسی عبارت ہے
جسمین دو جز بذریعہ حد اوسط باہمدیگر مقابلہ کئے جاتے ہین اور
کم از کم ایک جز ضرور حد اوسط سے مطابق ہونا چاہیئے ورنہ
کسطرح مقابلہ ان دونو جزونکا نہ ہوگا ہمین یہ دریافت کرنا
چاہیئے کہ ان دونو جزون یعنی اکبر اور اصغر کے درمیان کیا نسبت
ہے لیکن اکبر اور اصغر کے درمیان کچھہ نسبت معلوم نہین
ہوسکتی ہے تا وقتیکہ ان دونومین سے کم سے کم ایک جز مطابق
حد اوسط جو اونکو باہمدیگر مقابلہ یا ناپنے کے لئے ایک پیمانہ
ہے نہ ہو مثلاً اگر دو پتھر ہون اور ہم دریافت کرنا چاہین کہ یہ دونو
با اعتبار وزن کے کیا نسبت آپس مین رکھتے ہین اور اوس وقت
مین کوئی باٹ ایسا موجود نہو جس سے دونو کو تول سکین تو
اون دونو کے درمیان کیا نسبت معلوم ہوگی

پس اگر ہم کہین کہ ـــ

زید محنتی طالب علم نہین ہے
محنتی طالب علم نہین ہے

تو اس صورت مین زید اور عمر کے درمیان کچھ نسبت معلوم
نہین یعنی یہ نہین معلوم کہ زید عمر سے بڑا ہے یا نہین یا عقلمند ہے یا نہین
یا اچھا ہے یا برا ۔ مگر ایک قضیہ اگر موجبہ ہو مثلاً

زید محنتی طالب علم نہین ہے
اچھے لڑکے محنتی ہوتے ہین

یہان پر چونکہ زید کا اچھے لڑکے کے ساتھ مقابلہ ہو سکتا ہے
اس جہت سے نتیجہ یون نکلتا ہے —

زید اچھا لڑکا نہین ہے

غرضکہ نتیجہ اوس نسبت کو ظاہر کرتا ہے جو اکبر اور اصغر
کے درمیان ہوتی ہے اور یہ نسبت حد اوسط کے وسیلے سے
معلوم ہوتی ہے

چوتھا قاعدہ — حد اوسط ضرور مفرد ہونا چاہیے یعنی کبری
اور صغری مین اوسکے صرف ایک ہی معنی ہون
اسکا سبب یہ ہے کہ بوسیلہ حد اوسط کے اکبر اور اصغر کا
مقابلہ کیا جاتا ہے پس ضرور ہے کہ ہر قیاس مین صرف تین حد

جز ہون لیکن اگر کسی قیاس مین حد اوسط مشترک ہو یعنی کبری
مین اور معنی سے لئے جاوین اور صغری مین اور تو اس صورت
مین درحقیقت دو حد اوسط یعنی چار جز ایک قیاس مین ہو جاوینگی
حالانکہ چاہیئے یہ تہا کہ صرف تین جز ہون

ایسے مقدمات سے جنمین دو حد اوسط ہون نتیجہ نکلنا
ایسا ہے جیسے دو ڈنڈون مین سے ایک کو پورے گز سے
اور دوسرے کو ایسے گز سے جو پورا نہو ناپ کر دونو کے
طول کا مقابلہ کرنا یعنی یہ دریافت کرنا کہ یہ دونو باعتبار طول کے
کیا نسبت آپس مین رکہتے ہین یا جیسے دو پتہرون مین سے
ایک کو پورے باٹ سے دوسرے کو کمتر باٹ سے تولنا اور
پہر مقابلہ کرنا دونو کا اسطرح پر کہ آیا ایک دوسرے سے کتنا بڑا یا چہوٹا ہے یا برابر

مثال اول حد اوسط مشترکہ

تل ایک قسم کا اناج ہے
اکثر آدمیون کے مُنہہ پر تل ہوتا ہے
پس اکثر آدمیونکے مُنہہ پر اناج ہوتا ہے

اس مثال مین لفظ تل کا دو معنون پر مستعمل ہے

مثال دوسری

بخار ایک بیماری ہے

تالابون سے بخار اوٹھتا ہے

پس تالابون سے بیماری اوٹھتی ہے

ان مثالون مین صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدا وسط مشترک ہے اور کوئی ایسی صریح غلطیون مین نہ پڑے گا لیکن بہت جگہ ایسا ہوتا ہے جہان صاف نہین معلوم ہوتا ہی کہ حدا وسط مشترک ہے یا نہین مثلاً عیسائی اور مسلمان بروقت مباحثہ تثلیث کے مختلف معنی تثلیث کے لیتے ہین مسلمان دعوی کرتے ہین کہ عیسائی جماعت خدا کے قایل ہین اس سبب سے کافر ہین پس باعتبار اس معنی تثلیث کے جو مسلمان قرار دیتے ہین اگر دلیل بہ صورت قیاس مرتب کیجائے تو یون ہوگا

تثلیث سے جماعت خدا کی ثابت ہوتی ہے

عیسائی تثلیث کے قایل ہین

پس عیسائی جماعت خدا کے قایل ہین

یہان پر حد اوسط یعنی تثلیث مشترک ہے جو معنی تثلیث کے کبری مین مسلمان قرار دیتے ہین اور ہین اور جو معنی تثلیث عیسائی صغری مین قرار دیتے ہین وہ اور ہین

اسیطرح لفظ ایمان مین کبھی کبھی شرکت معنون کی ہوتی ہے مثلاً عیسائیون کا دعوی یہ ہے کہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے خدا اوس سے راضی ہوتا ہے اور نجات دیتا ہے ❊ ہندو کہتے ہین کہ ہمارا ایمان خدا پر ہے اس سبب سے ہماری نجات ہوگی ❊ پس اگر ہندؤن کا دعوی بصورت قیاس بیان کیا جاوے تو یون ہوگا

خدا پر ایمان لانیسے نجات حاصل ہوتی ہے

ہندو خدا پر ایمان رکھتے ہین

پس ہندؤنکو نجات حاصل ہوگی

یہان پر حد اوسط خدا پر ایمان لانا مشترک ہے کیونکہ

عیسائیون کے یہان ایمان سے یہ مراد ہے کہ خدا کی ذات
وصفات کو پہچاننا اور اوسپر بہروسا رکہنا اور اوسکی اطاعت
کرنی اور ہندؤن کے یہان ایمان لانے سے مراد یہ ہے
کہ صرف خدا کے وجود کو ماننا اور بس غرض قیاس مین یہ
ضرور ہے کہ حد اوسط کے ایک ہی معنی رہین —

پانچوان قاعدہ کبریٰ اور صغریٰ مین سے ایک مین تو حد اوسط ضرور کلی ہونا چاہیئے

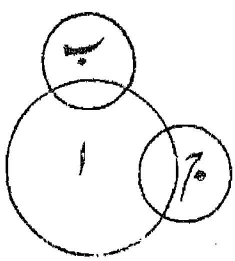
اسکا اثبات یہ ہے کہ اگر حد اوسط نہ کبریٰ مین کلی ہو
اور نہ صغریٰ مین تو اکبر اور اصغر کے مقابلہ کرنے کے واسطے
کافی نہین ہو گا کیونکہ اگر حد اوسط ایک مین بھی کلی نہو یعنی اکبر اور
اصغر مین سے اگر کوئی بھی اوسکے کل افراد سے مقابلہ نہ کیا
جاوے تو شاید اکبر حد اوسط کے بعض ایک افراد سے
ہو بالکل پہلے سے جدا ہین مقابلہ کیا جاوے تو اس صورت
مین دو حد اوسط ہوئے جاتے ہین یعنی اکبر اور اصغر ایک
ہی چیز سے مقابلہ نہین کئے جاتے اور اوس قیاس مین

چار حد ہوجاتے ہین چنانچہ شکل مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے

بعض ا ب ہے

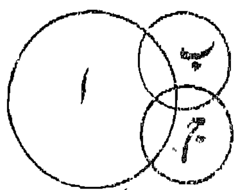
بعض ا ج ہے

پس بعض ج ب ہے



اس مثال مین حد اوسط ا کلّی نہین چنانچہ لفظ بعض سے ظاہر ہے اور شکل سے ظاہر ہے کہ کچھ ضرور نہین کہ نتیجہ یونہین نکلے اگرچہ اتفاقاً یہ بہی صادق آوے یعنی یہ کہ

بعض ج ب ہے



ذیل مین ایک مثال اسیطرح کے قیاس کی مندرج ہے

بعض جانور بھیڑین ہین

بعض جانور گھوڑے ہین

پس بعض گھوڑے بھیڑین ہین

دوسری مثال

سپیدی ایک رنگ ہے

سیاہی ایک رنگ ہے

پس سیاہی سپیدی ہے

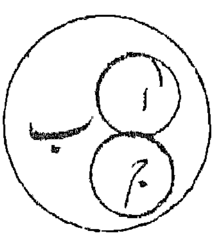
ظاہر ہے کہ اس مثال مین حد اوسط رنگ ہوہے کبری صغری دونو مین جزئی ہے اس جہت سے یہ نتیجہ غلط نکلتا ہی پس ضرور ہے کہ حد اوسط کم سے کم ایک مین کلی ہو چنانچہ بموجب قول ارسطاطالیس بھی قیاس مین یونہین ہونا چاہی کہ کل افراد حد اوسط کا محمول بیان پڑا ہو

چھٹوان قاعدہ اگر مقدمات مین اکبر یا اصغر جزئی ہون تو نتیجے مین بھی جزئی ہونا چاہیے

سبب اسکا یہ ہے کہ اگر اکبر یا اصغر نتیجے مین کلی ہو جب کبری اور صغری مین جزئی ہو تو ایسا ہوگا کہ بعض افراد جو کبری اور صغری مین مقابلہ کرنے کو رہ گئے تھے نتیجے مین اگر مقابلہ کئے جاتے ہین پس اسصورت مین چار حد قیاس مین ہوئے جاتے ہین حالانکہ تین ہونا چاہیے ✣ نتیجہ مین ایک جز کے صرف ادنہین افراد کا دوسرے

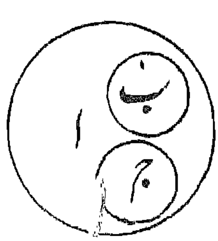
جزء سے مقابلہ ہو سکتا ہے جو کبریٰ و صغریٰ میں حد اوسط سے
مقابلہ کئے گئے تھے لیکن اگر کبریٰ و صغریٰ میں اوسی جزء کے
صرف بعض افراد کا مقابلہ کیا گیا ہو اور نتیجہ میں اگر کل افراد اسکے
مقابلہ کئے جائیں تو بعض اور افراد جو پیشتر مقابل نہیں تھے اب آگئے ہیں -

شکل ذیل سے یہ غلطی صاف ظاہر ہے



سب ا - ب ہے
کوئی ج - ا - نہیں ہے
پس کوئی ج - ب نہیں ہے
حالانکہ حقیقت میں ج - ب ہے

دوسری مثال



سب ا - ب ہے
سب ا - ج ہے
پس سب ج - ب ہے

یہ بھی غلط ہے کیونکہ ج مطلق ب میں نہیں آیا ہے
پہلی مثال میں ب - جو اکبر ہے جزئی ہے اس سبب سے

که محمول بڑا ہے قضیہ موجبہ کا یعنی جتنا حصہ ب - کا اسمین
داخل ہے اوتنا ہی سے لیا ہے نہ یہ کہ کُل - ب - لیکن نتیجے
مین ب - کُلی ہے اس سبب سے کہ محمول ہے قضیہ
سالبہ کا یعنی کُل ب لیا جاتا ہے پس یہ کہنا غلط ٹھہرتا ہے
کہ ج کُل ب مین نہین

دوسری مثال مین اصغر ج - جزی ہے (یعنی تمام ا سپر
نہین آتا ہے) اس سبب سے کہ محمول بڑا ہے قضیہ موجبہ
کا مگر نتیجے مین بباعث موضوع ہونے قضیہ کُلیہ کے کُلی ہے
اور یہی باعث غلطی کا ہے

پہلی مثال مین ایسی غلطی ہے گویا کوئی کہے کہ

سب چوپائے حیوان ہین
کوئی پرند چوپایہ نہین ہے
پس کوئی پرند حیوان نہین ہے

دوسری مثال مین اسطرحکی غلطی ہے جیسے کوئی کہے

سب انسان گناہگار ہین

سب انسان حیوان ہین

پس سب حیوان گنہگار ہین

جو اکبر کہ کبری ہین یا اصغر کہ صغری ہین جزئی ہو اور نتیجے ہین اگر کلی ہوجاے اوسکو کلیت ناجایز کہتے ہین پس اگر اکبر نتیجے ہین کلی ہوجاے جس حال ہین کہ کبری ہین جزئی تہا اوسکو کلیت ناجایز اکبر کی کہتے ہین اور جو اصغر کہ صغری ہین جزئی تہا اور نتیجے ہین کلی ہوجاے اوسکو کلیت ناجایز اصغر کی کہتے ہین ۔

ساتوان قاعدہ اگر کبری اور صغری دونو جزئی ہین تو نتیجہ کچہہ نہین نکلے گا

یہ قاعدہ پانچوین اور چہٹوین قاعدہ سے نکلتا ہے

یہ ظاہر ہے کہ جب دونو جزئی ہون تو کوئی واسطہ کا علم اکبر اور اصغر کے مقابلہ کرنے کا نہ ہوگا

دو قضیہ جزئیون سے نتیجہ نکالنا دو غلطیون سے خالی نہ ہوگا یا حد اوسط جزئی ہوگی یا کلیت ناجایز اکبر یا اصغر کی

پائی جائیگی مثلاً کوئی کہے ۔

بعض آدمی عقلمند ہین

بعض آدمی بیوقوف ہین

اس سے کچہہ نتیجہ نہین نکلتا ہے اس سبب سے
کہ حد اوسط جزئی ہے اور بالفرض اگر نکالا بہی جاسے تو یون
ہوگا کہ بعض بیوقوف آدمی عقلمند ہین اور یہ کہنا صحیح نہین
بلکہ ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ

بعض ا ب ہے

بعض ا ج ہے

پس بعض ج ب ہے



اور اگر کبری اور صغری مین سے ایک سالبہ ہو تو مثال یون ہوگی

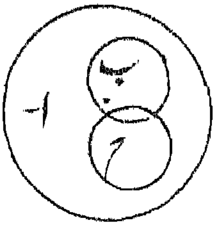
بعض حیوان ہوشیار ہین ۔

بعض چوپائے ہوشیار نہین ہین

پس نتیجہ نکالنا انہین سے اس طرح پر کہ

بعض چوپائے حیوان نہین کلیت ناجایز اکبر کی ہے

یہ بھی کہنا ایسا ہی ہے کہ



بعض ا ب ہے

بعض ج ب نہین ہے

پس بعض ج ا نہین ہے

یہ ساتون قواعد واسطے دریافت کرنے صحت قیاس
کے ہین اگر کوئی قیاس ان قواعد کے بموجب نہ ہو تو بیشک
غلط ہوگا اگرچہ صریح نہ معلوم ہو کہ فلانی غلطی ہے مگر تاہم
غلط سمجھنا چاہیے اگر ثبوت ان قواعد کا ہر وقت یاد نہ رہے
تو خیر لیکن قواعد کا بخوبی ذہن نشین کرنا چاہیے ۞

مجمل بیان

۱- ہر قیاس مین صرف تین ہی قضیے ہوتے ہین
یعنی کبریٰ صغریٰ اور نتیجہ

۲- ہر قیاس مین تین ہی جز ہوتے ہین یعنی اکبر اصغر اور حد اوسط

قیاس کے قانون بدیہی

پہلے- اگر دو جز کسی تیسرے جز کے مطابق ہون تو آپس مین

بھی مطابق ہونگے

دوسرے اگر ایک جز مطابق ہو اور دوسرا غیر مطابق ہو
کسی تیسرے جزو کے تو یہ دونو آپس مین غیر مطابق ہونگے

قیاس کے قواعد

پہلا قاعدہ جس قیاس مین کبری اور صغری موجبہ
ہون تو نتیجہ بھی موجبہ ہوگا

دوسرا اگر کبری اور صغری مین ایک موجبہ اور ایک
سالبہ ہو تو نتیجہ ضرور سالبہ ہوگا

تیسرا اگر کبری اور صغری دونو سالبے ہون تو کچھہ نتیجہ
نہ نکلے گا۔

چوتھا حد اوسط ضرور مفرد ہونا چاہئے یعنی کبری اور
صغری مین اوسکے صرف ایک ہی معنی ہون

پانچوان کبری اور صغری مین سے ایک مین تو ضرور
حد اوسط کلی ہونا چاہئے

چھٹوان اگر کبری یا صغری مین اکبر یا اصغر جزئی ہون

تو نتیجے مین بہی جزی ہونا چاہیے

ساتوان اگر کبری اور صغری دونو جزی ہون تو کچہہ نتیجہ نہ نکلیگا

دوسری فصل

شکل

ابہی تک اس بات کا کچہہ لحاظ نہ تہا کہ بموجب موقع اور محل حد اوسط کے قیاس کی کئی صورتین ہوتی ہین بعض موقع ایسا ہے کہ حد اوسط کو موضوع گرداننا کبری مین اور محمول صغری مین سب سے اچہا معلوم ہوتا ہے اور بعض موقع ایسا آکر پڑتا ہے کہ جہان حد اوسط کبری اور صغری دونو مین محمول ہوتا ہے کوئی جگہہ خاص حد اوسط کے ہونے کی متعین نہین ہے بلکہ جس جا پر اوسکا لانا دلیل کرنے والے کے دل کو پسند آوے وہین پر لاویگا مثلاً ایک قیاس ہے کہ

جہوٹے دوزخ کو جائینگے

نیک لوگ دوزخکو نہ جائینگے

پس نیک لوگ جہوٹے نہین ہوتے ہین

اور اسطرح پر بہی اسکو بیان کرسکتے ہین کہ

نیک لوگ دوزخکو نہین جائینگے

جہوٹے دوزخ کو جائینگے

پس جہوٹے نیک لوگ نہین ہوتی ہین

اور یون بہی ہوسکتا ہے کہ

جو لوگ دوزخکو جاتے نیک لوگ نہین ہین

جہوٹے دوزخ کو جاتے ہین

پس جہوٹے نیک لوگ نہین ہین

پہلے دو قیاس مین حد اوسط دوزخکو جانا کبری اور صغری دونو مین محمول پڑا ہے؛ تیسرے قیاس مین کبری مین موضوع اور صغری مین محمول پڑا ہے

شکل سے مراد موقع اور محل واقع ہونے حد اوسط کا ہے

اگرچہ اول مبتدی کو بیان شکل کا ذرا مشکل معلوم ہوگا مگر تھوڑی ہی مشق مین بخوبی صاف ہوجایگا۔ اس کیفیت سے آگاہ ہونا نہایت ضرور ہے تاکہ مختلف صورتین قیاس کی بآسانی تمام تمیز ہوجاوین

۲- یہ ظاہر ہے کہ حد اوسط چار موقع پر آسکتا ہے

پہلے اگر حد اوسط موضوع ہو کبریٰ مین اور محمول ہو صغریٰ مین تو شکل اول ہوگی

دوسرے اگر حد اوسط کبریٰ اور صغریٰ دونو مین محمول واقع ہو تو شکل دوم ہوگی

تیسرے اگر حد اوسط دونو مین موضوع ہو تو شکل سوم کہینگے

چوتھے اگر حد اوسط کبریٰ مین محمول ہو اور صغریٰ مین موضوع ہو تو شکل چہارم ہوگی

اب فرض کرو کہ ح حد اوسط اور ا- اکبر اور س اصغر ہو تو چار شکلین اسطرح پر ہونگی

۱- شکل	۲- شکل	۳- شکل	۴- شکل
ح - ا ہے	ا - ح ہے	ح - ا ہے	ا - ح ہے
س ح ہے	س - ح ہے	ح س ہے	ح س ہے
س - ا ہے	س - ا ہے	س ا ہے	س - ا ہے

ہر شکل مین ایک مثال دی جاتی ہے تاکہ کیفیت اُنکی اچھی طرح سے
کھلجاوے ـ حدّ اوسط دو لکیرون کے بیچ مین ہے

شکل اول

اورون کے نقصان سے اپنا نفع تکنا گناہ ہے

جُوئے مین اپنے نفع کیواسطے غیرونکا نقصان تاکا جاتا ہے

پس جُوا گناہ ہے

شکل دوم

سب عقلمند آدمی علم کو عزیز جانتے ہین

بعضے دولتمند علم کو عزیز نہین جانتے ہین

پس بعضے دولتمند آدمی عقلمند نہین ہین

شکل سوم

بعض نیک آدمی عالم نہین ہوتے ہین

بعض نیک آدمی قابل تحسین ہوتے ہین

پس بعض آدمی قابل تحسین عالم نہین ہوتے ہین

شکل چہارم

کوئی کام ظلم کا کسی عملداری مین نفع خلایق نہین

بعض کام نفع خلایق سے کے نہین چلتے ہین

پس بعض کام جو نہین چلتے ہین ظلم نہین ہین

۴۴- اب ان چار شکلون پر بہ ترتیب غور کرنی چاہیئے

بیان شکل اول

ظاہر ہے کہ پہلی شکل کی ایسی صورت ہے کہ ارسطاطالیس کے قول سے خوب پر کہی جاے مثلاً پہلی شکل کی ایسی صورت ہے کہ اوسمین—

کُلّی کی نسبت کچھہ کہا جاتا ہے

بعض چیزین اوس کُلّی مین شامل کیجاتی ہین

پس ان بعض چیزونکی نسبت بہی وہ بات کہی جاتی ہے

اور یہی صورت ارسطاطالیس کے قول کی ہے

قضیہ حملیہ کی چارون صورتون کو کُلّیت و جزیت اور ایجاب و سلب سے کے بموجب بنانے سے معلوم ہوتا ہے کہ شکل اول مین قیاس کی صرف چار صورتین ہوسکتی ہین—

١	٢	٣	٤
سب ح ا ہے	سب ح ا ہے	کوئی ح ا نہین	کوئی ح ا نہین
سب س ح ہے	بعض س ح ہے	سب س ح ہے	بعض س ح ہے
سب س ا ہے	بعض س ا ہے	کوئی س ا نہین	بعض س ا نہین

اسواسطے کہ شکل اول بموجب قول ارسطاطالیس کے ہے
تو موضوع کے کل افراد پر محمول کا دعوی ہوگا ؛ پس ظاہر ہے
کہ شکل اول مین کبری ہمیشہ کلیہ ہوتا ہے اسی سبب سے
اگر شکل اول مین کوئی ایسا قیاس ہو کہ جسمین کبری جزیہ ہو
تو قیاس باطل ہوگا

چونکہ بموجب قول ارسطاطالیس کے صغری مین دعوی اس
بات کا ہوتا ہے کہ موضوع اوسکا کبری کے موضوع مین شامل
ہے اس سبب سے ظاہر ہے کہ شکل اول مین صغری موجبہ ہوتا ہے ؛
پس اس شکل مین کوئی قیاس کیون نہو اگر اوسکا صغری سالبہ ہے تو وہ غلط ہوگا
چنانچہ اس بیان کے بموجب پہلی شکل کیواسطے دو قاعدے ہین۔

١- کبری کا کلیہ ہونا ضرور چاہئے

٢- صغری کا موجبہ ہونا ضرور چاہئے

غرضکہ اس شکل میں قیاس کی صرف چار صورتین ہین جنکی صحت
ارسطاطالیس کے قول سے معلوم ہوتی ہے مگر اور شکلین چونکہ
بصورت قول ارسطاطالیس نہین ہین اس جہت سے ضرور
ہے کہ جو قوانین بدیہی اور قواعد واسطے صحت اقسام قیاس
کے مقرر ہین اونسے اونکی صحت دریافت کیجائے ؛

بیان شکل دوم

معلوم ہوتا ہے کہ شکل دوم مین نتیجہ قیاسون کا ضرور سالبہ
ہونا چاہئیے اس سبب سے کہ صغری اور کبری دونومین حداوسط
محمول واقع ہوتا ہے اور اگر کبری و صغری دونون موجبے
ہون دونومین حداوسط جزئی ہوگا حالانکہ چاہئیے یہ تھا
کہ ایک مین کلی ہو ؛ اسواسطے ضرور ہے کہ ایک قضیہ سالبہ
ہو کیونکہ سالبون کا محمول کلی ہے پس اگر کبری اور صغری
مین سے ایک سالبہ ہو تو نتیجہ بھی بموجب قاعدۂ مذکورہ کے
ضرور سالبہ ہوگا (صفحہ ۸۷ - ق ۲)

اور علاوہ اسکے اگر نتیجہ سالبہ ہو تو اوسکا محمول جو اس شکل

مین کبری کا موضوع واقع ہوا تھا کلی ہوگا ۔ پس کبری کلیہ ہوگا
پس بموجب بیان مذکورہ بالا کے دوسری شکل کے
لئے تین قاعدے نکلتے ہین یعنی —
پہلا کبری ضرور کلیہ ہونا چاہیے
دوسرا کبری صغری مین سے ایک ضرور سالبہ ہونا چاہیے
تیسرا نتیجہ ضرور سالبہ ہونا چاہیے
جو کوئی قیاس اس شکل کا قواعد مذکورہ بالا کے خلاف ہوگا غلط ہوگا

بیان شکل سوم

مثال اس شکل کی
ح ا ہے
ح س ہے
س ا ہے

اورون کی بہ نسبت اس شکل کی کئی صورتین ہین اسکے
لئے دو قاعدے ہین اول نتیجہ جزیہ ہوگا جیسا کہ اس شکل
کی صورتون سے ظاہر ہو جائیگا مثلاً اگر کبری اور صغری دونون
موجبہ ہون اور نتیجہ کلیہ نکالا جاوے تو اصغر جو اوسکا موضوع ہے

کلی ہوگا لیکن چونکہ یہی اصغر بباعث واقع ہونے محمول صغری
موجبہ کے کلی نہین ہے اس جہت سے اگر نتیجہ مین آکر
کلی ہو جائے تو یہ کلیت ناجائز اصغر کی ہوگی اور اگر یون فرض
کیا جائے کہ کبری اور صغری مین سے ایک سالبہ ہو کیونکہ دونو
کا سالبہ ہونا حسب قاعدہ مذکورہ کے کسیطرح جائز ہی نہین
ہے (صفحہ ۷۸ ق ۲) اول فرض کرو کہ کبری سالبہ ہو تو اس
صورت مین صغری چونکہ موجبہ ہوگا اس باعث سے محمول
اوسکا اصغر جزئی ہوگا پس نتیجہ جسکا موضوع واقع ہوئی
محمول اصغر جو جزئی تھا صغری مین کیونکر کلیہ ہو سکتا ہے
دوم فرض کرو کہ صغری سالبہ ہو تو اسصورت مین کبری ضرور
موجبہ اور نتیجہ سالبہ ہوگا بموجب قاعدون مذکورہ کے پس
اگر سالبہ کلیہ نکالا جائے تو اکبر جو باعث واقع ہونے محمول قضیہ
موجبہ کے جزئی ہوگا اور یہی اکبر جو جزئی ہوگا قضیہ موجبہ مین
نتیجہ سالبہ کا بھی محمول واقع ہوگا پس اگر بیان کلی قرار
دیا جائے تو کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ کلیت ناجائز اکبر کی ٹھہرے گی

غرضکہ ہر صورت نتیجہ اس شکل کا جزیہ ٹھہرتا ہے ❊

قاعدہ دوم صغری کا موجبہ ہونا ہمیشہ ضرور ہے زیراکہ ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ نتیجہ اس شکل کا ہمیشہ جزیہ ہوتا ہے لیکن اگر صغری سالبہ ہو تو محمول اوسکا اصغر کلی واقع ہوگا اور اس صورت میں تاکہ محفوظ رہیں کلیت ناجایز سے نتیجہ کلیہ نکالنا پڑیگا حالانکہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نتیجہ اس شکل کا کلیہ کسیطرح نہیں آتا ہے پس بیان مذکورہ سے دو قاعدے نکلتے ہیں

۱ نتیجہ ضرور جزیہ ہونا چاہیے
۲ صغری ضرور موجبہ ہونا چاہیے

بیان شکل چہارم

چوتھی شکل کی صورت یہ ہے
ا ح ہے
ح س ہے
س ا ہے

یہ شکل پہلی شکل کا اُلٹا ہے یعنی اوس شکل میں حد اوسط اکبر کا موضوع اور اسمیں محمول پہلے میں حد اوسط اصغر کا محمول تھا

اور اسمین موضوع - ارسطاطالیس نے اس شکل کا استعمال
نہین کیا لیکن اور منطقین متاخرین نے اسکو اختیار کیا بعض
اس شکل کو نہین مانتے ہین کیونکہ وہ سمجھتے ہین کہ یہ شکل خلاف
عقل کے ہے لیکن چونکہ احتمال ہے کہ کہین پر بباعث بے
ترتیبی کے کسی دلیل یا قیاس مین یہ صورت واقع ہو اس
باعث سے اسکا اور اون قاعدون کا جنکی روسے یہ شکل
چہارم استعمال مین آتی ہے سمجھنا بہتر ہے —

سوا موجبہ کلیہ کے اور سب قضیئے حملیہ نتیجہ اس
شکل کا ہوا کرتے ہین موجبہ کلیہ صرف شکل اول کا نتیجہ واقع
ہوتا ہے اس شکل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر
کبری موجبہ ہو تو صغری ضرور کلیہ ہوگا وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر کبری
اور صغری خلاف اس قانون کے ہوتے تو حد اوسط
جو اس شکل مین محمول واقع ہوا ہے کبری کا اور موضوع صغری
کا مطلق کلی نہوتا حالانکہ یہ چاہیئے ہے کہ دونوین سے
ایک مین تو کلی ہو (صفحہ ۷ دق ۵۵) غرض اگر کبری موجبہ ہو تو

جو حد اوسط ہے جزی ہوگا اسلیئے کبری جسکا وہی حد اوسط موضوع
پڑا ہے ضرور کلی ہونا چاہیئے تاکہ اونکی کلیت ایک میں تو ضرور
ہو جاوے ؀

اگر صغری موجبہ ہو تو نتیجہ ضرور جزیہ ہوگا

اگر ایسا نہو تو کلیت ناجایز اصغر کی ٹھہرے گی کیونکہ اگر صغری
موجبہ ہو تو اوسکا محمول اصغر جزی ہوگا اور وہی اصغر بباعث
واقع ہونے موضوع نتیجے کے ضرور جزی ہونا چاہیئے
تاکہ کلیت ناجایز نہو

اگر کبری اور صغری میں سے ایک سالبہ ہو تو ضرور ہے

کہ کبری کلیہ ہو ورنہ کلیت ناجایز اکبر کی ٹھہرے گی مثلاً ان
دونوں میں سے اگر ایک سالبہ ہو تو نتیجہ بھی ضرور سالبہ ہوگا
صفحہ ۷۰ ق ۲) اور اوسکا محمول جو اکبر ہے کلی ہوگا صفحہ ۸۰ ق ۴)
اور یہی محمول نتیجے کا کبری میں موضوع ہے لیس ضرور ہے
کہ وہاں بھی کلی ہو ورنہ یہ اکبر نتیجے میں کلی ہوگا اور کبری
میں نہیں۔ اور یہ خلاف قاعدہ ہے۔ لیس تین قاعدے ہیں

چنانکہ بموجب اس شکل کے قیاس ہوا کرتے ہیں

۱- اگر کبریٰ موجبہ ہو تو صغریٰ ضرور کلیہ ہوگا

۲- اگر صغریٰ موجبہ ہو تو نتیجہ ضرور جزیہ ہوگا

۳- اگر کبریٰ اور صغریٰ مین سے ایک سالبہ ہو تو ضرور ہے

کہ کبریٰ کلیہ ہووے

ان چارون شکلون کے قاعدون کو خوب ذہن نشین

کر لینا چاہئے تاکہ حسبوقت موقع پڑے کام مین لاوین

۴- غور کرنا چاہئے کہ نتیجہ شکل چہارم کے جو اتفاقیہ دلیل

بے ترتیبی کیصورت مین آپڑتی ہے باقی تینون شکلین اپنے

اپنے موقع پر استعمال مین آتی ہین- مثلاً شکل اول بعینہ

مطابق قول ارسطاطالیس کے ہے اس جہت سے اس

لائق ہے کہ جہان کہین کلیت مسلمہ یعنی تسلیم کی ہوئی سے

یا عام باتون سے نتیجہ نکالنا چاہین سو نکالین- مثلاً اگر کوئی اس

عام بات کو مانے کہ اورون کے نقصان سے اپنا نفع پانا

گناہ ہے تو اگر ہم ثابت کرین کہ جوا کھیلنا ایسا فعل ہے جسمین

اور وہ اسکے نقصان سے نفع پاتا ہے پس یہی نتیجہ نکلیگا
کہ جو اکسانا کیسا ہی کیون نہو گناہ ہے۔

دوسری شکل اپنا دعوی پایۂ ثبوت کو قائم کرنیکے لئے اتنی کارآمد نہین ہے جتنی
کہ دوسرے کی بات کو کاٹنے کے لئے۔ مثل شکل اول
کے اس شکل کا کبری قضیہ کلیہ ہوتا ہے جسکو فریق ثانی جسوقت
بحث کیجاتی ہے تسلیم کرلیتا ہے پھر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ دعوی فریق ثانی کا صحیح نہین ہو
سکتا ہے اس سبب سے کہ یا تو اوسکے دعوی مین ایک بات نہین پائی جاتی ہے
جو قضیہ کلیہ مسلمہ مین پایا جاتا ہے یا اوس مین وہ پائی جاتی ہے مگر قضیہ مسلمہ مین پائی نہین
جاتی ہے پس اوسکا دعوی قابل تسلیم نہین ہے۔

مثلاً کوئی کہے کہ خداوند یسوع مسیح دغاباز تھا اسواسطے
کہ اپنے لئے ایک گروہ کو مطیع کرنا چاہتا تھا اور اونکی بہتری
سے کچھ سروکار نہ تھا تو ہم اسکے رد مین یہ قضیہ کلیہ لاوینگے کہ
جو دغاباز اپنے مطلب کیواسطے ایک گروہ کو مطیع کرتا ہے
اس امر کی اطلاع اوس گروہ کو نہ دیگا کہ تمہارے اوپر میرے
مطیع ہونیکے سبب سے بڑی بڑی مصیبتین اونگی جب

ہم دونو اسکو تسلیم کرین تو ثابت کرتا ہے کہ خداوند عیسی مسیح نے اپنے شاگردون کو اسطرح کی اطلاع دی پس نتیجہ یہ نکلیگا کہ وہ دغاباز نہ تھا۔

دوسری مثال۔ فرض کرو کوئی کہے کہ بیبل انسان کی بنائی ہوئی ہے کیونکہ بہت باتین اوسمین انسان کی معلوم ہوتی ہین بلکہ بہت باتین اوسمین ایسی ہین جنمین انسانکی غلطی معلوم ہوتی ہے تو اسصورت مین شاید ہر کوئی اس قضیہ کلیہ کو تسلیم کریگا کہ

کوئی کتاب جسکی تعلیم اور خاصیت ایسی ہو کہ انسان کی طاقت سے باہر ہو گو کہ بعض مقامات مین کیسی ہی مشکل باتین ہون ضرور الہامی ہوگی

بیبل درحقیقت ایسی کتاب معلوم ہوتی ہے

پس بیبل ضرور الہامی ہے

شکل سوم خاص کرکے دو موقع پر دلیل کرنیکے واسطے استعمال کیجاتی ہے اول جہان کہ حد اوسط اسم خاص یعنی

اسم معرفہ ہوتا ہے کیونکہ درحقیقت اسم معرفہ محمول نہین ہوتا ہے اور چونکہ اس شکل مین حد اوسط محمول نہین واقع ہوتا ہے بلکہ کبریٰ صغریٰ دونون مین موضوع واقع ہوتا ہے اس جہت سے اگر اسم معرفہ ہو تو کچھہ مضایقہ نہین۔ مثلاً

قیصر ظالم تھا

قیصر بڑا نامور تھا

پس بعض ظالم نامور ہوتے ہین

پس اسطرح پر کبھی کبھی ایک دلیل یا قیاس شکل سوم کی صورت مین بنانا پڑتا ہے

دوم یہ شکل اوس موقع پر استعمال کیجاتی ہے جہان اسکہ فریق ثانی کے دعویٰ پر اعتراض پیش کرنا چاہین کب چاہین جبکہ وہ فریق قضیہ جزیہ سے بحث کرے جس حالت مین قضیہ کلیہ سے بحث کرنا چاہین تو ایسی جگہہ پر ہم ثبوت کرینگے کہ اگر یہ دلیل بصحت لکھی جائے تو فریق ثانی کے مطلب سے بھی بڑھ کر ثابت ہوتا ہے یعنی خود اوسکے اوپر اعتراض

وارد ہوتا ہے فرض کرو کوئی شخص کہے کہ فلانی بات نہین ماننی چاہیئے کیونکہ سمجھہ مین نہین آتی اور کوئی اوسے سمجھا نہین سکتا ہے اگر یہ دعوی بہ ترتیب قیاس کے لکھا جائے تو یون ہوگا کہ

بعض باتین جو سمجھہ مین نہین آتین اونکو نہ ماننا چاہیئے
فلانی بات سمجھہ مین نہین آتی۔
پس اوسکو نہ ماننا چاہیئے

اور یہی مثال بذریعہ حروف کی یون ہوگی کہ

بعض ا ـ ب ہے
ج ا ـ ہے
پس ج ب ہے

اس مثال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس قیاس کا حدّ اوسط جزئی ہے اس سبب سے یہ دلیل صحیح نہین ہے۔ اگر صحیح طور پر لکھی جائے تو یون ہوگی

ہر ایک بات جو سمجھہ مین نہین آتی اوسکو نہین ماننا چاہیئے
فلانی بات سمجھہ مین نہین آتی

پس اوسکو نہین ماننا چاہیے

یہان پر کبری کلیہ سے جو دلیل نکلتی ہے اوس دلیل سے بھی بڑھکر ثابت ہوتا ہے جتناکہ فریق ثانی کو منظور تھا یعنی خود اوسکے اوپر اعتراض وارد ہوتا ہے تیسری شکل کی رو سے مثلاً

روح اور جسم کے درمیان علاقہ جو ہے سمجھہ مین نہین آتا ہے اور کوئی اوسکو سمجھا نہین سکتا

روح اور جسم کے درمیان علاقہ جو ہے ہم اوسکو نہین مانتے ہین

پس بعض باتین جو سمجھہ مین نہین آتی ہین ہم مانتے ہین

اس قیاس سے علانیہ ثابت ہے کہ اگر دعوی فریق ثانی کا بصحت لکھا جاوے تو کبری غلط ٹھہرتا ہے

بیان شکلون اور اونکے قواعد کا بخوبی ہو چکا اب ہم ایک اور بیان متعلق قیاس یعنی ضرب کا بیان شروع کرتے ہین —

تیسری فصل

بیان ضرب کا

۱- ضرب سے مراد ہے تینون قضیون قیاس کی کلیت و جزیت اور ایجاب و سلب یعنی کم و کیف

یاد رکھنا چاہیے کہ چار علامتین سب قضیون کی کلیت و جزیت اور ایجاب و سلب کے معلوم کرنے کے واسطے مقرر کی گئین ہین یعنی م ک واسطے موجبہ کلیہ کے س ک واسطے سالبہ کلیہ کے م ج واسطے موجبہ جزیہ کے س ج واسطے سالبہ جزیہ کے - ہر قیاس کی ضرب ان چارون علامتون سے نکلتے ہین - مثلاً ایک قیاس ہے کہ

م ک } جس فعل مین کہ اورون کے نقصان سے اپنا نفع ہو گناہ ہے

م ک } جوا ایسا فعل ہے جس مین اورون کے نقصان سے اپنا نفع ہوتا ہے

م ک الپس جوا کھیلنا گناہ ہے

تینون قضیے اس قیاس کے موجبہ کلیہ ہین پس
ضرب اس قیاس کی جس سے مراد ہے بتلانا کم وکیفت کا
بذریعہ علامتون معینہ کے یہ ہے م ک م ک م ک۔
واضح ہو جہان کہین ایسی علامتین واقع ہون اول علامت
سے مراد کبری دوم سے صغری سوم سے نتیجہ ہوگی۔ ظاہر
ہے کہ چارون قضیہ حملیہ یعنی م ک س ک م ج س ج کی
عوض معاونہ کے قاعدہ سے چونسٹھ ضربین ہو سکتی ہین مثلاً
یہ معلوم ہے کہ قیاس کے تین قضیے ہوتے ہین اور ہر قضیے
کی چار صورتین ہو سکتی ہین یعنی م ک یا س ک م ج یا
س ج اب غور کرنا چاہیے کہ کبری ان چارون مین آسکتا ہی
اور ہر ایک کبری کے ساتھ صغری کی چار صورتین آسکتی
ہین یعنی م ک س ک م ج س ج پس کبری اور صغری
کے سولہ جوڑ ہوئے اور پھر ہر جوڑ کا نتیجہ بھی انھین چار
صورتون پر آسکتا ہے تو اس طرح چونسٹھ ضربین
نکلینگی۔

۴ کبری   م ک   س ک   م ج   س ج

۱۶ صغری   م ک   س ک   م ج   س ج   ایضاً   ایضاً   ایضاً

۶۴ نتیجے   م ک   س ک   م ج   س ج

ان چونسٹھ ضربون مین بہت نادرست ہین اس سبب سے کہ خلاف ہین اون قاعدونکو جو مذکور ہوچکے ہین واسطے قیاس اور شکلون کے مثلاً جو ضرب کہ جسکا کبری اور صغری موجبہ ہو اور نتیجہ سالبہ ہو جیسے م ک م ک س ک اور م ک م ج س ج صحیح نہین اسواسطے کہ وے خلاف پہلے قانون کے ہونگے (صفحہ ۱۰۸ ق ۱) کل ضربین جنکا کبری اور صغری سالبہ ہون مثلاً س ک س ک اور س ج س ج اور س ک س ج قانون کے خلاف (صفحہ ۱۰۸ ق ۳) جن ضربون کے کبری و صغری جزیہ ہوتے ہین وہ ضربین بھی بہ باعث خلاف قاعدہ ہونیکے گرجاتی ہین (صفحہ ۱۰۸ ق ۷) چند ضربین جیسے م ج س ک س ج بسبب کلیت ناجائز ہونے کے گرجاتی ہین

(صفحہ ۱۰۸ ق ۶) چونکہ ہمین اٹھائیس ضربین تو صرف بسبب سالبہ اور جزئیہ ہونے کبری و صغری کے گرجاتی ہین غرض یہ کہ صرف گیارہ صحیح رہتی ہین یعنی —

چار موجبے		سات سالبے
م ک م ک م ک	اور	س ک م ک س ک
م ک م ج م ج		م ک س ک س ک
م ک م ک م ج		س ک م ک س ج
م ج م ک م ج		م ک س ج س ج
		س ج م ک س ج
		س ک م ج س ج
		م ک س ک س ج

۲ اگر چارون شکلون مین گیارہ گیارہ ضربین استعمال کیجاتین تو کل چوالیس ضربین ہوتین لیکن یہ بات نہین ہی بلکہ بعض ضربین جو ایک شکل مین صحیح ہین دوسری مین غلط بہ باعث مخالف ہونے اون قواعد کے جو در باب نہ ہونے جزئیت حد اوسط اور کلیت پائیے

کی بیان ہو چکے ہین۔ پس یہی ضرب م ج م ک م ح جو ہے
شکل سوم مین صحیح ہے مگر اول مین نہین کیونکہ وہان حد اوسط
جزئی ہو جایگی اسی طرح م ک س ک س ک کی ضرب
شکل سوم مین صحیح ہے لیکن اول مین نہین کیونکہ اگر وہان استعمال
مین آئی تو کلیت ناجایز اکبر کی ہوتی غرضکہ اسی طرح پر ان گیارہ
ضربون کو چارون شکلون مین جانچو تو معلوم ہوگا کہ ہر شکل مین چھ چھ
ضربین یعنی کُل چوبیس صحیح رہتی ہین مگر ان چوبیس مین سے
بھی پانچ اگرچہ صحیح ہین لیکن بہ باعث دینے نتیجہ جزئیہ کے جس
حال مین کہ نتیجہ کلیہ نکل سکتا ہے بیکار ہین مثلاً ضرب م ک
م ک م ح کی شکل بیکار ہے زیراکہ ضرب م ک م ک
م ک کی بھی نکل سکتی ہے جسمین نتیجہ ضرب اول کا داخل ہے
مثلاً کُل انسان فانی ہین

کُل ہندو انسان ہین

پس بعض ہندو فانی ہین

یہ ضرب بالکل صحیح ہے لیکن جس حال مین کہ نتیجہ کلیہ آ یعنی

کل ہندو فانی ہین نکل سکتا ہے تو یہ کس کام کا ہے غرضکہ اسطرح پر کل انیس ضربین باقی رہتی ہین چار شکل اول کی چار دوم کی چھ سوم کی پانچ چہارم کی چنانچہ سب ضربین بترتیب ذیل مین مندرج ہین۔

شکل ۱ م ک م ک — س ک م ک س ک — م ک م ج م ج

شکل ۲ س ک م ک س ک — م ک س ک س ک م ک م ج م ج م ک س ج س ج

شکل ۳ م ک م ک م ج — م ج م ک م ج — م ک م ج م ج — س ک م ک
س ج — س ج م ک س ج — س ک م ج س ج

شکل ۴ م ک م ک م ج — م ک س ک س ک — م ج م ک م ج
س ک م ک س ج — س ک م ج س ج

صرف یہی ضربین صحیح ہین اور جو قیاس ضروب مندرجہ نقشہ بالا کے خلاف ہوگا ناجایز ہوگا اگر نقشہ ضروب کا بخوبی یاد کر لیا جاوے تو جو کوئی قیاس کسی بحث مین پیش کیا جاوے اوسکی صحت فوراً معلوم ہو جاوےگی

نقشہ ضروب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نتیجہ

کلیہ صرف شکل اول ہی کا نتیجہ واقع ہوتا ہے اور باقی اور قضئے بھی اسکا نتیجہ ہوتا ہے شکل دوم کا نتیجہ صرف سالبہ آتا ہے اور سوم کا صرف جزیہ

۱۸ بعض منطقین شکل اول کی ضربونکو ضروب بیانہ اور کاملہ کہتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ قول ارسطاطالیس یعنی وہ قانون جسپر بنا قیاس کی ہے اس شکل کے جتنے قیاس ہین اُن سب پر بالمطابقت صحیح آتا ہے تین اور جو شکلین رہین اونکی ضربین بموجب قانون خُلف کے شکل اول مین لاتے یہان تک کہ وہی نتیجہ اس شکل مین بھی نکل آتا ہے خُلف کسی ضرب کی ترتیب کے بدلنے اور پہلی شکل مین لانے کو کہتے ہین اور یہ دو طرح ہے

ایک تو یہ کہ لانا کسی قیاس کا بموجب قاعدہ عکس کے (یا اسطرح پر کہ کبریٰ کو صغریٰ اور صغریٰ کو کبریٰ) شکل اول کی کسی ضرب کی صورت مین کرنا تاکہ وہی نتیجہ نکل آوے جو اوس قیاس مین نکلا تھا یا ایسا نتیجہ نکالے کہ عکس

کرنے سے وہی ہو جائے جو اوس قیاس مین تہا۔

دوسرے یہ کہ شکل دوم یا سوم یا چہارم کا کوئی قیاس ہوا وسکے نتیجہ کی صحت شکل اول مین جاکر اسطرح پر ثابت کرنا کہ نقیض اس نتیجہ کی غلط ہے پس اگر شکل سے ثابت ہو جائے کہ نقیض اس نتیجہ کی غلط ہے تو البتہ وہ نتیجہ صحیح ہوگا پس معلوم ہوتا ہے کہ تین اور شکلون کی ضربین جو ہین اونکے نتیجون کی صحت شکل اول سے بہی دریافت ہو جاتی ہے اور بعض منطقین اس غرض سے بہت طول طویل بیان کرتے ہین لیکن یہ محنت فضول ہے جبعال مین کہ ہر قیاس کی صحت دریافت کرنیکے واسطے قواعد کافی موجود ہین ؛

چوتھی فصل

بیان قیاس استثنائی کا

یہان تک سے جتنے اون قیاسونکا جو ہم کتب ہین حملیہ ہے

بیان کیا اور جنکو قیاس اقترانی کہتے ہین اب ہم بیان
کرتے ہین اون قیاسون کا جو مرکب ہین شرطیات سے
واضح ہو کہ جس قیاس مین قضیہ شرطیہ پایا جاتا ہے
اوسے استثنائی کہتے ہین اور جیسا قضیہ جس قیاس مین
پایا جاتا ہے ویساہی اوسکا نام ہوتا ہے اگر قضیہ متصلہ پایا جاے
تو قیاس اتصالی اور اگر قضیہ منفصلہ پایا جائے تو انفصالی
کہین گے۔ قیاس استثنائی مین کبری قضیہ شرطیہ اور
صغری حملیہ ہوتا ہے اور نتیجہ بھی حملیہ نکلتا ہے قضیہ شرطیہ
کے جزاول کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہین اور بعض
جگہہ مقدم پیچھے آجاتا ہے اور تالی اول مثال قضیہ شرطیہ

اگر زید کو بخار ہے تو وہ بیمار ہے

یہان پر اگر زید کو بخار ہے مقدم اور تو وہ بیمار ہے تالی ہی
اور مقدم اگر تالی کی جگہہ آجائے تو یون ہوگا کہ

زید بیمار ہے اگر اوسکو بخار ہے

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ قیاس استثنائی یا اتصالی

ہوتا ہے یا انفصالی

اول ہم بیان کرتے ہین اتصالی کا جسکا کبری شرطیہ متصلہ ہوتا ہے اور صغری منفصلہ مثال اسکی —

اگر زید کو بخار ہے تو بیمار ہے

لیکن زید کو بخار ہے

پس وہ بیمار ہے

وہی مثال بذریعہ حروف —

اگر ا ب ہے تو ج د ہے

لیکن ا ب ہے

پس ج د ہے

اس مثال سے بخوبی روشن ہے کہ اگر مقدم تسلیم کیا جائے تو تالی کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا پس پہلا قاعدہ نکلا کہ —

۱ — اگر مقدم تسلیم کیا جائے تو تالی کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا لیکن اگر مقدم کا انکار کیا جائے تو کچھ ضرور نہین کہ تالی کا بھی انکار کیا جائے مثلاً

زید کو بخار نہین ہے

پس وہ بیمار نہین ہے

یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ اگر بخار نہو تو بیمار بھی نہ ہوگا شاید

کسی اور سبب سے بیمار ہو ؏

اگر تالی کا انکار کیا جاوے تو مقدم کا بھی انکار کرنا پڑیگا مثلاً

زید بیمار نہین ہے

پس اوسکو بخار نہین ہے

صاف ظاہر ہے کہ اگر زید بیمار نہین ہے تو اوسکو بخار بھی

نہین ہے پس دوسرا قاعدہ یہ نکلا کہ

---

۲ اگر تالی کا انکار کیا جاوے تو مقدم کا انکار بھی کرنا پڑیگا

لیکن غور کرنا چاہیئے کہ اگر تالی تسلیم کیجاوے تو کچھ ضرور

نہین کہ مقدم بھی تسلیم کیا جاوے مثلاً یون نہ کہنا چاہیئے

زید بیمار ہے

پس اوسکو بخار ہے

کیونکہ شاید کسی اور سبب سے بیمار ہو

دونو قاعدون مذکورۂ بالا سے تیسرا قاعدہ نکلتا ہے۔

۳- اگر تالی تسلیم کیجائے یا مقدم کا انکار کیا جاے تو کچھہ نتیجہ نہین نکلے گا

جب مقدم کو صادق قرار دیکر تالی کو صادق ٹھہراوین تو دعوی قائم ہوتا ہے اور جبکہ تالی کو قرار دیکر مقدم کو کاذب ٹھہراوین تو اوسوقت مین دعوی باطل ہوجاتا ہے اول صورت کو مثبتہ اور دوسرے کو منفیہ کہنا چاہیئے اول صورت کے قیاس مین واسطے قائم کرنے دعوی کے کل قضیہ متصلہ کو کبری گردانتے ہین اور اوسکے عین مقدم کو صغری پس عین تالی اوسکا نتیجہ نکلیگا چنانچہ مثال اسکی ذیل مین لکھی ہے

اگر یہ شخص گناہگار ہے تو خدا اوس سے ناخوش ہے

لیکن یہ شخص گناہگار ہے

پس خدا اوس سے ناخوش ہے

واسطے باطل کرنے دعوی کے کل قضیہ متصلہ کو جیسا پہلی صورت مین تھا کبری کرتے ہین اور نقیض تالی کی صغری

پس نقیض مقدم کی نتیجہ نکلتا ہے مثلاً
اگر یہ شخص گناہگار ہے تو خدا اوس سے ناخوش ہے
لیکن خدا اوس سے ناخوش نہین ہے
پس وہ گناہگار نہین ہے
دوسری مثال
اگر انصاف کا قانون جاری ہو تو غریب غربون کا
حق ٹھکانے رہتا ہے
لیکن غریب غربون کا حق ٹھکانے نہین رہتا ہے
پس انصاف کا قانون جاری نہین ہے
جاننا چاہیئے کہ قضیہ متصلہ درحقیقت کلیہ ہوتا ہے
خواہ اوسکا مقدم اور تالی کلی ہو یا جزی موجبہ ہو یا سالبہ مثلاً
اگر کوئی شخص گناہ کرے خدا اوس سے خوش نہوگا
دیکھو اگرچہ یہانپر مقدم موجبہ کلیہ اور تالی سالبہ کلیہ ہی
تاہم کل قضیہ موجبہ کلیہ ہے صدق اور کذب قضیہ متصلی کا
اوسکی تالی پر موقوف ہے یعنی اگر تالی مقدم کو لازم ہے

تو قضیہ سچّا ورنہ جھوٹھا مثلاً ۔

اگر زید کو بخار ہے تو وہ بیمار ہے

یہ قضیہ متصلہ سچّا ہے کسواسطے کہ تالی مقدم کو لازم ہے

لیکن اگر کوئی کہے کہ

اگر یہ آدمی چور ہے تو ہندو ہے قضیہ جھوٹا ہے کیونکہ اسکی تالی مقدم کو مطلق لازم نہین ہے زیرا کہ تالی او مقدم کے درمیان کچھہ علاقہ ضروری نہین ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کل قضیہ متصلہ صادق ہوتا ہے لیکن مقدم اور تالی دونو کاذب ہوتے ہین مثلاً

اگر علم بری چیز ہے تو چھوڑ دینا چاہیے

اس قضیہ کے صادق ہونے مین کچھہ کلام نہین مگر دونو جزاسکے کاذب ہین یعنی نہ تو علم بری چیز ہے نہ یہ کہ اوسکو چھوڑ دینا چاہیے

قیاس اتصالی کو اقترانی کیطرف پھیرتے ہین یعنی اقترانی بناتے ہین اسطرح پر کہ کبری کی علامت اتصال اگر کو

دور کرکے اوسکی جگہہ لفظ جس موقع پر یا جس حالت مین

اور اس موقع پر یا اس حالت مین بڑہاتے ہین مثلاً

جس حالتمین زید کو بخار ہے وہ بیمار ہے

اس حال مین زید کو حالت بخار کی ہے

پس اس حال مین وہ بیمار ہے

قیاس اتصالی کی صحت دریافت کرنے کیواسطے

یہی قواعد مستعمل ہین جو اقترانی کیواسطے تھے

دوسرا بیان قیاس انفصالی

قیاس انفصالی وہ ہے جسکا کبری قضیہ منفصلہ اور صغری

حملیہ ہو صورت اوسکی یہ ہے

یہ ا - یا ب ہے یا ج ہے

یہ ا - ہے ب

پس یہ ا - ج نہین ہے

دوسری مثال

یہ دہات یا سونا ہے یا چاندی

لیکن یہ چاندی نہین ہے

پس یہ سونا ہے

ناظرین کو معلوم ہو گا کہ کبریٰ مین دو جز انفصالی ہوتے ہین اور صغریٰ مین دونو مین سے ایک موجبہ ہوتا ہے اور نتیجہ مین دوسرا سالبہ یا برعکس اُسکے جیسے دوسری مثال سے ظاہر ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ دو ہی جز انفصالی ہون بلکہ تین ہون یا زیادہ مثلاً

یہ ا- یا ب ہے یا ج ہے یا- د- ہے

یہ ا- نہ ب ہے نہ ج ہے

پس یہ ا- د- ہے

دوسری مثال

عالم قدیم ہے یا از خود بنگیا ہے یا کسی دانا اور بینا کا بنایا ہے

لیکن عالم نہ تو قدیم ہے نہ از خود بنگیا

پس کسی دانا و بینا کا بنایا ہے

تیسری مثال

زاویہ ا- یا برابر ہوگا یا بڑا ہوگا یا کم ہوگا زاویہ ب سے
لیکن زاویہ ا- نہ برابر ہے نہ کم ہے زاویہ ب سے
پس زاویہ ا- ضرور بڑا ہوگا زاویہ ب سے
ایک سہل سا قاعدہ واسطے قیاس انفصالی کے

یہ ہے کہ اگر ایک جزو کا ذب قرار دیا جائے تو دوسرا
صادق قرار دیا جائیگا

جاننا چاہیے کہ کبھی اس قاعدہ عام کے خلاف
بھی واقع ہوا کرتا ہے مثلاً

یہ سبب نیکی کے ہم یا انسان کی نظر مین پسند
آتے یا خدا کی نظر مین

یہان پر ممکن ہے کہ دونو جز صادق ہون جس
بیان مین ایسا قضیہ واقع ہو تو وہان پر طرز بیان سے
معلوم ہو جائیگا کہ دونو جز صادق ہین یا صرف ایک

پانچوین فصل

قیاس مرکب استثنائی

قیاس مرکب استثنائی اوسکو کہتے ہین جسکا کبریٰ قضیہ متصلہ مرکبہ ہوتا ہے اور صغریٰ قضیہ منفصلہ

اس قیاس مین درحقیقت دو یا اس سے زیادہ قیاس ہوتے ہین جن سبکو اختصار کے لئے ملا کر ایک کر دیتے ہین

قیاس مرکب استثنائی کی کئی صورتین ہین مثلاً

اول صورت وہ جس مین کئی ایک مقدم ہوتے ہین اور تالی ایک ہوتی ہے یا تالی کئی ایک اور مقدم سبکا ایک

مثال ۱- اگر ا-ب ہے یا ج-د ہے تو ر-س ہے
لیکن یا تو ا-ب ہے یا ج-د ہے
پس ر-س ہے

مثال ۲- اگر ا-ب ہے تو ج-د ہے یا ر-س ہے
لیکن نہ تو ج-د ہے نہ ر-س ہے

پس ا-ب نہین ہے

دوسری صورت وہ ہے جسمین کئی کئی مقدم ہوتی ہین

اور ہر مقدم کی تالی جدا ہوتی ہے مثلاً

اگر ا-ب ہے تو ج-د ہے اور اگر ر-س ہے

تو ف-ک ہے اور اگر ل-م ہے تو ن-و ہے

لیکن یا ا-ب ہے یا ر-س ہے یا ف-ک ہی

پس ج-د ہے یا ف-ک ہے یا ن-و ہے

یہ سب مثالین مذکورہ شبتہ ہین اگر ہم چاہین منفیہ بنا سکتے ہین

اول صورت کی مثال یہ ہے کہ

اگر پاک لوگونکو بہشت مین کسی بات کی خواہش نہین

ہوتی ہے یا ہوتی ہے اور پوری ہو جاتی ہے تو انکو کامل

راحت ہے

لیکن انکو یا تو خواہش نہین ہوتی یا ہوتی ہے تو پوری ہو جاتی ہے

پس پاک لوگون کو بہشت مین کامل راحت ہوتی ہے

اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس مرکب انسانی در حقیقت

دو یا اس سے زیادہ قیاس ہوتے ہین جنکو ملا کر ایک کر دیتے ہین اور صغری جنکا منفصلہ ہوتا ہے چنانچہ واسطے ظاہر کرنے اس بات کے دونو قیاس جو اس قیاس مرکب مین ملا کر ایک کر دیے ہین جدا جدا کر کے لکھے جاتے ہین

۱- اگر پاک لوگونکو بہشت مین چاہ کسی بات کی نہین ہوگی
تو وے کمال راحت مین ہونگے
لیکن اونکو چاہ نہین ہوگی
پس پاک لوگ بہشت مین کمال راحت مین ہون گے

۲ اگر پاک لوگونکی چاہ بہشت مین پوری ہو جاویگی تو وے
کامل راحت مین ہون گے
لیکن اونکی چاہ بہشت مین پوری ہو جاویگی
پس پاک لوگ بہشت مین کمال راحت مین ہونگے

دوسری مثال - تالی کئی ایک اور مقدم ایک
اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہین کر سکتا ہے
تو وہ حیوان مطلق ہے یا خدا کے برابر ہے

لیکن نہ وہ حیوان مطلق ہے نہ خدا کے برابر ہے

پس وہ نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے

اسکے بھی دو قیاس ہو سکتے ہین مثلاً

۱- اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہین کر سکتا ہے

تو وہ حیوان مطلق ہے

لیکن وہ حیوان مطلق نہین ہے

پس وہ نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے

۲ اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہین کر سکتا ہے

تو وہ خدا کے برابر ہے

لیکن وہ خدا کے برابر نہین ہے

پس انسان نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے

قیاس مرکب کی دوسری صورت کی مثال جسکے

کئی مقدم ہوتے ہین اور ہر مقدم کی تالی جدا ہوتی ہے —

اگر یہ آدمی عقلمند ہوتا تو خدا کی نسبت یہ تمیز لیتا کہ جھوٹ موٹ نہی بانٹا تا

اور اگر نیک ہوتا تو حقیقت مین ایسا نکرتا اور اگر خیرخواہ انسان کا

ہوتا تو بہولکر بہی ایسا نہ کرتا۔

لیکن وہ یا تو جہوٹ موٹ یا حقیقتاً یا بہولکر ایسا کرتا ہے

پس وہ یا تو عقلمند نہین یا نیک نہین یا انسان کا خیرخواہ نہین

اس قیاس مین بہی تینون قیاس جدا جدا ہو سکتے ہین

۱ اگر یہ آدمی عقلمند ہوتا تو خدا کی نسبت بےتمیزی کا
کلمہ جہوٹ موٹ بہی زبان پر نہ لاتا
لیکن وہ بےتمیزی کا کلمہ جہوٹ موٹ زبان پر لاتا ہے
پس وہ عقلمند نہین ہے

۲ اگر یہ آدمی نیک ہوتا تو خدا کی نسبت بےتمیزی کا
کلمہ حقیقت مین زبان پر نہ لاتا
لیکن وہ بےتمیزی کا کلمہ خدا کی نسبت زبان پر لاتا ہے
پس وہ نیک نہین ہے

۳ اگر یہ آدمی خیرخواہ انسان کا ہوتا تو خدا کی نسبت بےتمیزی کا
کلمہ بہولکر زبان پر نہ لاتا
لیکن وہ خدا کی نسبت بےتمیزی کا کلمہ بہولکر زبان پر لاتا ہے
پس وہ خیرخواہ انسان کا نہین ہے

قیاس مرکب استثنائی اور قیاس اتصالی کے
درمیان اتنا فرق ہے کہ قیاس مرکب استثنائی دو تین قیاسون
اتصالی سے جو اختصار کے ساتھ ہون ملکر بنتا ہے

قیاس مرکب استثنائی بھی قیاس اقترانی کیصورت
مین ہو سکتا ہے اور واسطے دریافت کرنے صحت اس
قیاس کے بھی وہی قواعد جنکا بیان اوپر آچکا استعمال
کئے جاوین اور جیسا کہ قیاس اتصالی کو اقترانی کیطرف پھیرنے
کیواسطے لفظ جس موقع پر اور اس موقع پر وغیرہ مستعمل ہوتے ہین مثلاً

جس موقع پر ا - ب ہوتا - یا ج - د - ہوتا ہے اوس
موقع پر - ر - س ہوتا ہے

اس موقع پر ا - ب ہے یا ج - د ہے

پس اس موقع پر - ر - س ہے

اگر مقدمات تسلیم کئے جاوین تو جو نتیجہ اون سے
نکلے گا اوسکو ضرور ماننا چاہیئے ۔

چہوڑوین فصل

قیاس مخفف

قیاس مخفف اوسکو کہتے ہین جسکا ایک قضیہ یعنی کبری
یا صغری مکدر ہو پس اوسکو قیاس مخفف سمجھنا چاہیے
جیساکہ اس کتاب مین بیان ہو چکا ہے (صفحہ) اکثر یون
ہوا کرتا ہے کہ دلیلون مین مفصل بیان نہین ہوتا ہی اسلیے
کہ اوس دلیل کو ہم ویسا ہی سمجھتے ہین اگرچہ بعض قضیے چہوڑ دے
جاتے ہین مخفف دلیلین اکثر اسی صورت مین ہوا کرتی ہین اور
یہ اختیار ہے کہ کبری صغری مین سے جون سا چاہین مکدر کرین
مثلاً ایک دلیل ہے کہ

کل انسان فانی ہین

زید انسان ہے

پس زید فانی ہے

اب اگر ہم چاہین تو کبری کو اس دلیل مین نہ ذکر کرین مثلاً

زید انسان ہے

پس زید فانی ہے

دونون طرح دلیل پوری ہے کیونکہ قضیہ مکررہ ذہناً سمجھا جاتا ہے گو کہ لفظاً موجود نہو

جاننا چاہئے کہ مخفف قیاس سے پورا قیاس باسانی بن سکتا ہے کیونکہ تینون جز قیاس کے یعنی اکبر اور اصغر اور حد اوسط موجود ہین قیاس مخفف کے نتیجہ کو دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اکبر اور اصغر یہ ہین کیونکہ نتیجہ مین ہمیشہ یہ جز موجود ہوتے ہین پس چونکہ موضوع نتیجہ کا اصغر ہوتا ہے اور اوسکا محمول اکبر یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ قضیہ قیاس مخفف مین کبری ہے یا صغری مثلاً پہلی مثال مذکورہ بالا قیاس مخفف مین معلوم ہوتا ہے کہ پہلا قضیہ جو ہے صغری ہی اس سبب سے کہ نتیجہ کا موضوع اوسمین پایا جاتا ہے اور دوسری مثال مین جو قضیہ پایا جاتا ہے ضرور کبری ہوگا کیونکہ نتیجہ کا محمول اوسمین موجود ہے پس جب معلوم ہوجاتا ہے کہ فلانا مقدمہ اس قیاس مین موجود

سکتین ہے اوسی ہی کو لانے کے پورا قیاس بنا لیتے ہین اور
اوسکی صحت بذریعہ اون قواعد کے جو واسطے پورا کرنے
قیاس کے مقرر ہین دریافت کر لیتے ہین

جاننا چاہئے کہ اکثر دلیل ہین کبریٰ مکدر ہوا کرتا ہے اس
وجہ سے کہ وہ ایک ایسا مشہور و معروف قضیہ ہے کہ
دل بغیر ذکر کرنے کے بآسانی اوسے تسلیم کر لیتا ہے پس
قاعدہ یہ ہے مثلاً اگر کوئی بیان کرے کہ زید فانی ہے تو کبریٰ
یعنی کل انسان فانی ہین اسکو مکدر کریگا کیونکہ ادنیٰ و اعلیٰ
اس حقیقت سے واقف ہین پس وہ یون کہیگا کہ

زید انسان ہے
پس وہ فانی ہے

بعض موقع پہ قیاس مخففہ قیاس کی صورت پر
نہین ہوتا ہے جیسا کوئی کہے

زید فانی ہے
کیونکہ وہ انسان ہے

جہان کہین کوئی حرف علت کا جیسا چونکہ کیونکہ اسیاعث وغیرہ کسی قیاس مخفف کے قضیون کو باہمدیگر ربط دے تو اگر ہم چاہین اونکا عکس یعنی مقدم کو ماخر اور ماخر کو مقدم کرینگے اور حرف علت کو دور کرکے آخر کے قضیہ مین لفظ پس بڑہا دینگے تو اس حالت مین پورا قیاس بننے کے لائق ہوگا پس اوپر کی مثال کو اگر اس صورت مین لاوین تو یون ہوگی

زید انسان ہے

پس زید فانی ہے

قیاس مخفف سے پورا قیاس بنانیکا قاعدہ یہ ہے اگر کسی مقدمہ مین موضوع نتیجہ کا پایا جاوے تو وہ صغری ہے اور اگر محمول پایا جاوے تو کبری

قیاس مسلسل

قیاس مسلسل شکل اول کے قیاسون مختصر کے سلسلہ کو کہتے ہین یہ اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ بحث مباحثے

ہین ہر دلیل کو بجنسہ بصورت قیاس علحدہ علحدہ کر کے نہین بیان کرتے ہین بلکہ بعض قضیہ ایسے موقع پر بلکذر کرتے ہین اگر کئی ایک قیاس سلسلہ وار اس ترتیب سی بیان کئے جائین کہ نتیجہ ہر قیاس کا دوسرے کا مقدمہ واقع ہو تو ایسے اختصار کو قیاس مسلسل کہتے ہین اور یاد رکھنا چاہیے کہ قیاس مسلسل مین محمول قضیہ اول کا دوسرے قضیہ کا موضوع ہوتا ہے اور تیسرے کا محمول چوتھے کا موضوع واقع ہوتا ہے حتی کہ سب سے اخیر کے قضیہ کا محمول قضیہ اول کے موضوع کا محمول پڑتا ہے یہی قاعدہ اکثر دلیل لانے کا ہے مثال قیاس مسلسل کی ذیل مین مندرج ہے

ا - ب ہے

ب - ج ہے

ج - د ہے

د - ر ہے

ر - س ہے

پس ا - س ہے

اور اگر ان حروف کے عوض مین قضیے قایم کئے جائین

تو مثال یون ہوگی ؂

ذہن ایک قوت دراکہ ہے

قوت دراکہ روح ہے

روح جسم نہین ہے

جو چیز جسم نہین غیر فانی ہے

جو چیز غیر فانی ہے ابد تک رہیگی

پس ذہن ابد تک رہے گا

اگر اس دلیل مختصر مین جتنے قیاس داخل ہین اون سبکو

جدا جدا کر کے رکھین تو دلیل یون ہوگی ؂

ب ج ہے	ج ـ د ہے	د ـ ر ـ ہے	ر ـ س ہے
ا ـ ب ہے	ا ـ ج ہے	ا ـ د ہے	ا ـ ر ـ ہے
پس ا ـ ج ہے	پس ا ـ د ہے	پس ا ـ ر ہے	پس ا ـ س ہے

یہ مثال حروف کی ہوئی قضیون کی مثال

یہ ہے ؂

قوت دراکہ روح ہے
۱ ذہن ایک قوت دراکہ ہے
پس ذہن روح ہے

روح جسم نہین ہے
۲ ذہن روح ہے
پس ذہن جسم نہین ہے

جو چیز جسم نہین ہی غیر فانی ہے
۳ ذہن جسم نہین ہے
پس ذہن غیر فانی ہے

جو چیز فانی ہو ابد تک رہیگی
۴ ذہن غیر فانی ہے
پس ذہن ابد تک رہیگا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ سب قیاس شکل اول سے ہین اور قیاس مسلسل سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ب – ج – د – ر – جو قیاس مین دو دو بار آئے ہین حدا وسط

ہین اور معلوم ہوگا کہ قیاس مسلسل ہین اوتنے حد اوسط
ہوتے ہین جتنے اول قضیہ اور نتیجہ کے بیچ ہین قضیے ہوتے
ہین پس ظاہر ہے کہ جتنے حد اوسط ہین اوتنے ہی قیاسون
سے اختصار کر کے قیاس مسلسل بنا ہے اور علاوہ اسکے
ان قیاسون کے قیاس مسلسل سے مقابلہ کرنے سے
معلوم ہو جاتا ہے کہ اسمین صغری صرف ایک ہوتا ہے
یعنی ا ـ ب سے ہے اور باقی سب کبری ہوتے ہین غرضکہ
یہ ظاہر ہے کہ قیاس مسلسل مین اصغر کو لیکے ایک
حد اوسط کو دوسرے سے سلسلہ وار ملاتے چلے
آتے ہین حتی کہ نتیجے مین آکر اوس ہی اصغر کو سب سے
آخری قضیہ کے محمول سے نسبت دیتے ہین اس
طرح گویا کہ صرف ایک ہی قیاس ہوتا ہے چنانچہ مثال
مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ اصغر ب ـ اکبر س سے
بذریعہ حد اوسط ب ج د ـ ر کے نسبت دیا گیا ہے
جبکہ یہ بات قرار پائی کہ قیاس مسلسل قیاسون

شکل اول کا انحصار ہے تو معلوم ہوا کہ قیاس مسلسل مین
بجز قضیہ اول کے اور کوئی جزیہ ہوتا ہی نہین اس سبب
سے کہ پہلا قضیہ صغری ہوتا ہے اور شکل اول مین صغری
ہی جزیہ آتا ہے نہ کہ کبری (ص ۹۴ ق ۳) اور باقی سب
کبری ہوتے ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قیاس
مین صرف ایک ہی قضیہ سالبہ ہوتا ہے اور وہ آخری
ہے کیونکہ اگر اور کوئی قضیہ سالبہ ہو تو علاوہ قیاس آخری
کے ایک اور قیاس قیاس مسلسل مین ایسا ہوگا
کہ جسکا نتیجہ سالبہ نکلے گا اور یہ نتیجہ قیاس مین صغری
واقع ہوگا لیکن شکل اول مین صغری سالبہ نہین ہوتا ہے
پس ایک قاعدہ ذیل مین لکھتے ہین ٭

قیاس مسلسل مین سوا نتیجہ کے صرف پہلا قضیہ جزیہ
ہوتا ہے اور صرف آخری یعنی نتیجہ کے اوپر جو ہوتا ہے
سالبہ ہوتا ہے

٭ جو قیاس مسلسل اس قاعدے کے خلاف

ہو گا صحیح نہین ہو گا جب قیاس مسلسل کے سب قیاس
الگ الگ کر کے لکھے جائین تو اون کی صحت اون
قاعدون سے دریافت کرنا چاہئے جو اس مقصد کے
واسطے مقرر ہین قاعدہ واسطے جدا کرنے قیاس کے یہ ہے

قیاس مسلسل کے دوسرے قضیئے کو پہلا قیاس
بنانے کیواسطے کبری اور پہلے قضیئے کو صغری گردانتے ہین
اور پھر اون دونون مقدمات سے جو نتیجہ نکلتا ہے اوس
دوسرے قیاس کا صغری کرتے ہین اور اس ہی قیاس کا
کبری قیاس مسلسل کے تیسرے قضیئے کو قائم کرتے ہین
اسی طرح پر کرتے چلے جاتے ہین جب تک سب حد
اوسط تمام نہ ہو جائین

قیاس مسلسل کا عکس بھی ہو سکتا ہے چنانچہ
مثال ذیل سے ظاہر ہے ؛

ر — س ہے

د — ر ہے

ج - د ہے

ب - ج ہے

ا - ب ہے

پس ا - س ہے

مثال قضیون کی یہ ہے

جو چیز غیر فانی ہے ابد تک رہیگی

جو چیز جسم نہین غیر فانی ہے

روح جسم نہین ہے

قوت دراکہ روح ہے

ذہن قوت دراکہ ہے

پس ذہن ابد تک رہے گا

یہان پر دیکہنا چاہیے کہ اس صورت مین بہی وہی نتیجہ نکلا جو پہلی صورت مین نکالا تہا گو کہ قضیے قیاس کے سب اولٹے ہو گئے ہین

یہ بہی معلوم کرنا چاہیے کہ اس عکس کی صورتین

پہلا قضیہ جو لاتے ہین اوسکے افراد اور قضیون سے
زیادہ ہوتے ہین اور کلی سے جزی کی طرف دلیل لاتے
ہین اکثر موقع آکر پڑتا ہے کہ یونہین دلیل لانا اچھا ہوتا ہے

قیاس مسلسل قضیون متصلہ سے بھی مرکب ہوتا
ہے اور تب قیاس مسلسل استثنائی کہتے ہین قیاس
مسلسل استثنائی قضیون متصلون کے سلسلہ سے
مرکب ہوتا ہے اور وہ قضیئے اس طرح پرآتے ہین
کہ تالی ہر قضیہ اول کی اپنے مابعد کا مقدم واقع ہوتی ہے
اور نتیجہ یا تو پہلے مقدم کو آخری تالی کے ساتھ نسبت
اثبات دینے سے حاصل ہوتا ہے یا آخری تالی کو پہلے
مقدم کے ساتھ نسبت نفی دینے سے مثلاً

اگر ا - ب ہے تو ج - د ہے ۔ اگر ا - ب ہے تو ج - د ہے
اگر ج - د ہے تو ر - س ہے ۔ یا اگر ج - د ہے تو ر - س ہے
لیکن ا - ب ہے پس ر - س ہے ۔ لیکن ر - س نہین - پس ا - ب نہین

مثال اول قیاس مسلسل استثنائی بالایجاب کی

اگر خدا پاک ہے تو بانی گناہ کا نہین ہے
اگر وہ بانی گناہ کا نہین ہے تو قسمت کا مسئلہ غلط ہے
لیکن خدا پاک ہے پس قسمت کا مسئلہ غلط ہے
مثال دوسری قیاس مسلسل استثنائی بالسلب ہے
اگر جوا کھیلنا اچھی بات ہے تو اوسکا کھیلنا
درست ہے
اگر کھیلنا درست ہے تو اوسکا انجام بہتر ہوگا
لیکن اوسکا انجام بہتر نہین ہوتا پس اوسکا
کھیلنا درست نہین ہے

قیاس مسلسل استثنائی کو اوسی قاعدے کی رو سے
جو شرطیات کو حملیات مین لانے کیواسطے مقرر ہے
اقترانی بھی کر سکتے ہین (ص ۱۱۷) اور پھر صحت اوسکی
قاعدون قیاس مسلسل سے معلوم ہو جاتی ہے
اور یاد رہے کہ اوس قیاس مسلسل مین جتنے قیاس
استثنائی داخل ہین اون سب کو جدا جدا اکرکے پھر

اون کی صحت اوسی قاعدے کی روسے جو قیاسون استثنائی کی صحت معلوم کرنے کے واسطے مقرر ہے دریافت کیجاوے (ص ۱۱۷)

اب ہم کل بیان قیاسون استثنائی اور مرکب اور مخفف کا بالاجمال لکھتے ہین

بیان مجمل

قیاس اسطرح پر تقسیم ہے

- قیاس
  - اقترانی
  - استثنائی
    - اتصالی
    - انفصالی

- اور قسم کا قیاس
  - قیاس مرکب
  - قیاس مخفف
  - قیاس مسلسل

قواعد

۱- قیاس اتصالی کے لئے

پہلا — اگر مقدم تسلیم کیا جاوے تو تالی بھی ضرور تسلیم کرنی پڑیگی

دوسرا — اگر تالی کا انکار کیا جاوے تو مقدم کا بھی

انکار کرنا پڑے گا

تیسرا - اگر تالی تسلیم کیجاوے یا مقدم کا انکار کیا جاوے تو کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا

۲- قیاس انفصالی کے لئے

اگر ایک جز کا ذب قرار دیا جاوے تو دوسرا صادق قرار دیا جاوے گا

۳- قیاس مخلف کے لئے

اگر کسی مقدمہ میں موضوع نتیجے کا پایا جاوے تو وہ صغری ہے اور اگر محمول پایا جاوے تو کبری ہے

۴- قیاس مسلسل کے لئے

قیاس مسلسل میں سوا نتیجے کے صرف پہلا قضیہ جزیہ ہوتا ہے اور صرف آخری قضیہ یعنی نتیجے کے اوپر جو ہوتا ہے سالبہ ہوتا ہے ؎

چوتھا حصہ

منطق استعمالی

منطق استعمالی سے یہ مراد ہے کہ اس علم کو جہان
کہین حاجت پڑے عمل مین لانا چنانچہ منطق استعمالی
اوس علم منطق سے جو صرف ذہن مین ہو صرف اسی
بات مین مختلف ہے کسی علم کا جان لینا اور بات ہے
اور اوسکا مشق اسطرحپر کہ روزمرہ کام مین آوے اور
بات ہے مثلاً یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص جتنے ہتھیار
بڑہئی کا کام کرنے کے ہون سب کا نام بخوبی جانتا ہو
اور اس بات سے بھی بخوبی واقف ہو کہ فلانا ہتھیار
فلانے کام مین آتا ہے اور اسکو اس طرح
استعمال مین لانا چاہئے غرضکہ سب باتین بڑہئی گری
کی جانتا ہو مگر باین ہمہ چاہئے کہ کوئی چیز اون ہتھیارون
سے بڑہئی کیطرح بنالے تو کبھی نہ بنے گی پس مشق
(؟) کہنا بڑہئی کے کام کا اور بات ہے اور صرف جان لینا

اوسکا اپنے ذہن مین اور بات ہے اسی طرح اگر کوئی
شخص ایک کتاب کو پڑہ کر پیمایش کے قاعدونسے
واقف ہوجاے تو ہوجاے مگر مشق جو ایک چیز ہے
وہ جب تک کہیتون کہیتون ناپتا نہ پہرے اور طرح طرح کی
باتین اوسکی نظر سے نہ گذرین کبہی نہین حاصل ہوگا

بیان قواعد اور قوانین اور اصطلاحات منطق

سے فراغت پائی اب ارادہ ہے کہ آگے چل کر اس
کتاب مین مفصل بیان طریقون استعمال منطق لکہین اور
یہہ تبلا دین کہ کسطرح اسکو روزمرہ عمل مین لانا چاہئے ہیے
اول بیان مختلف صورتون مغالطے کا جو اکثر آگے پڑتے
ہین لکہین گے اور پہر طریقہ اون مغالطون کے رفع کرنیکا
بذریعہ مثالون کے تبلا دینا گے اور پہر چند طریقے دلیل
لانیکے سمجہا دین گے ؛

پہلی فصل

بیان مغالطے کا

دلیل اور قیاس کی سب صورتون کے بیان سے
فراغت پائی اب ضرور ہے کہ مغالطہ جو اکثر دلیل لانے
مین پڑتا ہے اوسکی مختلف قسمون کا بیان بالتشریح
لکھین مغالطہ نادرست دلیل کو کہتے ہین چنانچہ استعمال علم
منطق کا اس بات پر بہت منحصر ہے کہ مغالطے کو
بخوبی پکڑ لانا اور معلوم کر لینا اس واسطے بیان مغالطے
کا خوب سمجھ لینا نہایت ضرور ہے اس علم کے
سیکھنے والون کو مغالطے کی سب صورتون سے وقفیت
کامل پیدا کرنی چاہیئے مغالطے سے واقف ہونا صرف
اسی کام مین نہین آتا ہے کہ اورون کی غلط دلیل سے
محفوظ رہین بلکہ اپنی غلطیان جو ہر وقت دلیل لانے
کے ہو جایا کرتی ہین اون سے محفوظ رہنے کیواسطے بھی
بکار آتا ہے مغالطہ تین جگہہ پڑتا ہے مثلاً جب کوئی لفظ

یا خبر مشکوک معنون مین یا دو معنون مین استعمال کیا جائے یا
کوئی قضیہ غلط ہو جاوے یا ترتیب قیاس کی نادرست ہو جائے
یہ ظاہر ہے کہ سب غلطیان دو قسم پر ہو سکتی ہین اول
جہان کہ ترتیب قیاس غلط ہو یعنی وہ نتیجہ مقدمات سے
نہین ہوتا ہے دوم یہ کہ جہان ترتیب قیاس غلط
نہین ہے یعنی صحیح نتیجہ مقدمات سے حاصل ہوتا ہے
لیکن اوس قیاس کے کسی جز یا قضیہ مین غلطی واقع ہے
پہلی قسم کے مغالطے کو جبکہ قیاس کی ترتیب مین غلطی واقع
ہوتی ہے مغالطہ صوری کہتے ہین اور دوسری قسم کی مغالطے
کو یعنی جبکہ قضیئے کے معنون مین غلطی واقع ہوتی ہے مغالطہ معنوی
کہتے ہین ؂

قسم اول مغالطہ صوری

اس قسم مین وہ مغالطے داخل ہین جو بہ باعث خلاف
ہونے قول ارسطاطالیس کے اور قاعدون قیاس کے
واقع ہو سکتے ہین اور یہ پانچ طرح پر ہین ؂

۱ حد اوسط جزئی

۲ کلیت ناجائز اکبر یا اصغر کی

۳ مقدمات سالبے

۴ نتیجہ موجبہ مقدمہ سالبے سے یا برعکس اسکے

۵ ایک قیاس میں تین جزون سے زیادہ کا ہونا

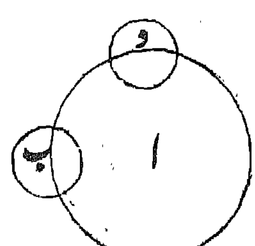
ان سب صورتون کی غلطی صورت قیاس سے معلوم ہو جاتی ہے جبکہ اپنی صورت مین بیان کیا جاوے لیکن غلطی کے پکڑنے مین مشکل اکثر اوسوقت آکے پڑتی ہے جب دلیل مختصر ہو یعنی کوئی قضیہ وہان مقدر ہو یا یہ کہ بہت سی لفظون کی تہ مین ایسی چھپ گئی ہو کہ بہ آسانی معلوم ہوتی ہو ایسے وقت مین اگر دلیل کو اپنی پوری صورت مین لاوین یا یہ کہ ان بہت سی لفظون کے جنجال کو دور کرکے بہ ترتیب قیاس رکہین تو اوسوقت غلطی صاف ظاہر ہو جاویگی ❊

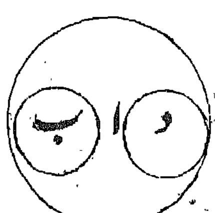
غلطیون کا تھوڑا سا حال قیاس کی صحت دریافت کرنے

سے کے قاعدے نکالنے مین ہم نے بیان کیا ہے
اسوجہ سے یہان کچھ زیادہ بیان کی حاجت نہین ہے
صرف مغالطے کی قسمون کا بیان لکھا جاوے گا اور ہر بیان
کے ساتھ مثالین ہونگی یاد رکھنا چاہیے کہ اِس قسم کی
مغالطے مین جو نتیجہ اگرچہ باعتبار اپنے معنی کے صحیح
ہو لیکن اون مقدمات سے وہ نتیجہ نہ نکلتا ہو پس دلیل
بہر صورت ناقص رہے گی ✦

۱- حد اوسط جزئی کی
صورت مغالطے کی یہ ہے

بعض ا- ب ہے — سب ب- ا- ہے
بعض ا- د ہے — سب د- ا- ہے
پس بعض ب- د ہے — پس سب ب- د ہے





دیکھو اس مثال مین نہ اکبر اور نہ اصغر حد اوسط کے
کل افراد سے مقابلہ کیا گیا ہے یعنی حد اوسط کلی نہین ہے
جزمی ہے پس اس سبب سے دلیل غلط ہے اور اسی وجہ
سے نہ نتیجہ جو یہان پر لکھا ہے اون مقدمات سے نہین
نکلتا ہے فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ ہندون کا
مذہب حق ہے کیونکہ بعض اچھے آدمی اوسپر ایمان لائے
ہین اور اوسکی تعلیم دی ہے یہان حد اوسط جزمی
ہوگی جیسا کہ قیاس کو پوری صورت مین لکھنے سے
ظاہر ہے مثلاً

حق مذہب کو اچھے آدمی قبول کرتے ہین اور اوسکی
تعلیم دیتے ہین ؀
ہندوون کے مذہب کو اچھے آدمی قبول کرتے ہین
اور اوسکی تعلیم دیتے ہین
پس ہندوؤنکا مذہب حق ہے

اس مثال مین حد اوسط اچھے آدمی قبول کرتے ہین

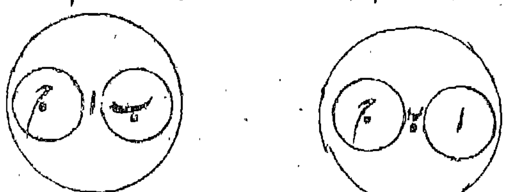
بباعث واقع ہونے محمول دو موجبون کے جزی ہے (ص ۹۴ تا ۹۷)

اس سبب سے نتیجہ مین غلطی ہے ٭

۲ ناجایز کلیت اکبر یا اصغر کی

صورت اس قسم کے مغالطے کی یہ ہے

سب ا ب ہے	سب ا ب ہے
کوئی ج ا نہین	سب ا ج ہے
پس کوئی ج ب نہین	پس سب ج ب ہے



فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ فلانا بادشاہ برا نہتا کیونکہ وہ ظالم نہتا یہ دلیل اگر پوری لکہی جاوے تو یون ہوگی ٭

سب ظالم بادشاہ برے بادشاہ ہوتے ہین

زید ظالم نہتا

پس زید برا بادشاہ نہتا

اس مثال مین اصغر بڑے بادشاہ کلی ہے نتیجہ سالبہ مین کیونکہ اوسکا محمول پڑا ہے (ص۵۰ ق۳) لیکن کبریٰ مین کلی نہین ہے کیونکہ قضیہ موجبہ کا محمول پڑا ہے (ص۴۹ ق۲) پس کلیت ناجایز اکبر کی ہوئی ٭

دوم مثال - فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ تعلیم کسی طرح کی کیون نہ ہو عورتون کو تعلیم دینا بُرا ہے کیونکہ فلانی فلانی خراب عورتون نے تعلیم پائی تھی یہ دلیل اگر پوری صورت مین لکھی جاوے تو کلیت ناجایز اصغر کی ظاہر ہو جایگی مثلاً

فلانی عورتین بُری تہین

اون عورتون نے علمونکی تعلیم پائی تھی

پس کسیطرحکی تعلیم کیون نہو عورتون کو

علم کی تعلیم دینا بُرا ہے

اس مثال مین اصغر عورتونکو علم کی تعلیم دینا نتیجہ مین کلی ہے لیکن صغریٰ مین کلی نہین ہے کیونکہ موجبہ

کا محمول پڑا ہے پس دلیل صحیح نہین ہے

۴- مقدمات سالبہ

یہ ایسی غلطی ہے جیسے کوئی کہے-

کوئی ا - ب نہین ہے

کوئی ج - ا نہین ہے



پس کوئی ج - ب - نہین

یہ ظاہر ہے کہ حد اوسط - ا - واسطہ مقابلہ کرنے کا
ان دونو جزون کے درمیان مین نہین ہے اور اگرچہ
اس صورت مین یہ نتیجہ صحیح ہے مگر ممکن ہے کہ کوئی صورت
ایسی آکر پڑے کہ ب اور ج - ا - مین نہ داخل ہون مگر
تاہم آپس مین علاقہ رکھین مثلاً



پس یہ دلیل غلط ٹھہری

فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ علم اور نیکی
مین کچھ علاقہ نہین کیونکہ فلانی قوم تربیت یافتہ نہ تھی

اور پھر بدذات قوم نہ تھی یہ مثال مقدمات سالبون
کی ہے اسلئے کچھہ نتیجہ نکالنا جایز نہین ہے اگر یہ دلیل ترتیب
کامل لکھی جائے تو یون ہوگی۔

فلانی قوم بدذات نہ تھی

وہ قوم تربیت یافتہ نہ تھی

پس غیر تعلیم یافتہ قوم بدذات نہین ہوتی ہے

۴۔ نتیجہ موجبہ مقدمات سالبون سے اور برعکس اسکے

صورت اول۔ اگر کوئی مقدمہ سالبہ ہو تو نتیجہ موجبہ نہین
نکلے گا اور اگر نکلے گا تو گویا ایسا ہوگا کہ دو جز جن مین
سے ایک جز تیسرے جز یعنی حد اوسط سے
نسبت نفی کی رکھتا تھا نتیجہ مین آکر باہمدیگر نسبت
اثبات کی رکھین گے اور یہ بات قیاس کی قانون
بدیہی کے خلاف ہے (جز ۲ ق ۲) پس کوئی دلیل
یا قیاس جسکا نتیجہ موجبہ نکلے جس حالت مین کہ اوس
دلیل یا قیاس کے مقدمات مین سے ایک سالبہ ہو

ضرور غلط ہوگا ؛

دوسری صورت — مقدمات موجبون سے نتیجہ سالبہ نہین نکلتا ہے اور اگر نکلے تو گویا ایسا ہوگا کہ دو جز جو کبری صغری مین تیسرے جز حد اوسط سے نسبت اثبات کی رکھتے تھے نتیجے مین آکر ایک دوسرے کے منافی ہوجاینگے اور یہ بات قیاس کے قانون بدیہی کے خلاف ہے (ص ۲۷ ق ۱) پس جو کوئی قیاس ایسا ہو جس کے مقدمات موجبون سے نتیجہ سالبہ نکلے غلط ہوگا ؛

(۵) ایک قیاس مین تین جزون سے زیادہ کا ہونا یہ ظاہر ہے کہ جو کوئی دلیل بہ ترتیب قیاس صحیح لکھی جاتی ہے تو ضرور اوس مین صرف تین جز ہوتے ہین پس جس دلیل مین تین جز سے زیادہ ہونگے وہ دلیل ضرور غلط ہوگی —

اس قسم کا مغالطہ دو صورتین اکثر پڑتا ہے یا تو یہ

سکہ اکبر یا اصغر مشترک المعنی ہون یا حد اوسط مشترک ہو ان دونو صورتون مین سے جس کسی صورت مین حد اوسط کے ایک ہی معنی کل قیاس مین قائم نہ رہین تو بیشک قیاس مین تین جز سے زیادہ ہو جائینگے مثال اس قسم کے مغالطے کی جو صغری مین اکثر پڑتا ہے اسطرح پر ہے ؛

فلانے آدمی پر ظلم ہوا

اوسکو ناحق قیدخانے مین ڈال دیا

پس قیدخانہ ظلم کی جگہہ ہے

یہانپر اس سبب سے غلطی واقع ہوئی ہے کہ ناحق قیدخانے مین ڈالدیا کے اور قیدخانے کی ایک ہی معنی لئے ہین یعنی اسمین وہی کرنے سے کہ جو صغری کا اصغر ہے وہی نتیجے کا بھی اصغر واقع ہوا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہین ہے دوسری مثال —

ہندو ایک طرحکا ایمان رکھتے ہین

ہندو گناہ اکثر کرتے ہین

پس بعضے گناہگار ہندو ایماندار ہوتے ہین

یہان اکبر کبری کا یعنی ایمان رکہتے ہین اوس اکبر سے

جو نتیجے مین آیا ہے یعنی ایماندار مختلف ہین غرض اکبر اور

اصغر کے مقدمات مین اور نتیجے مین ایک ہی معنی رہین ورنہ

اوس قیاس مین تین جز سے زیادہ ہو جاینگے ✽

لیکن اکثر اسطرحکا مغالطہ یعنی ایک قیاس مین تین جز

سے زیادہ کا ہونا اوس صورت مین آکر پڑتا ہے

جبکہ حد اوسط مشترک ہے پس حد اوسط پر خوب

لحاظ رکہنا چاہیئے تاکہ غلطی نہ پڑے بعض لفظ جو حد اوسط

مین واقع ہوتا ہے اوس کے مختلف معنی مقدمات

مین لئے جاتے ہین یعنی ایک حد اوسط مین کبہی شرکت

معنی کی آپڑتی ہے مثلاً اگرچہ ایمان اور ایماندار دونو کا

مصدر ایک ہی ہے لیکن ان کے معنی ہمیشہ ایک ہی

نہین رہتے ہین مثلاً

زید ایمان مین پختہ ہے
ایماندار نجات پاوینگے

پس زید نجات پاوے گا

ممکن ہے کہ زید اپنے مذہب کا پختہ اور خوب سخت ہو لیکن ایماندار نہ ہو پس یہی وجہ مغالطے کی ہے

ایک لفظ کے کئی معنی ہونے کے چند سبب ہین

اول یہ کہ مشابہت لفظی ہو جیسے لفظ آگ کا کہ واسطے درخت اور آگ دونو کے مستعمل ہے یا لفظ لہسن کا کہ واسطے اوس چیز کے جو پیڑ سے پیدا ہوتی ہے اور واسطے اوس داغ کے جو لڑکپن مین آدمیون کے بدن پر کہین نہ کہین ہوتا ہے دوم یہ کہ بسبب مشابہت صورت کے ایک ہی لفظ دو مختلف چیزون کے واسطے بولا جاوے جیسے لفظ بہالے کا کہ ہل مین لگا ہوتا ہے اوسکو بھی کہتے ہین اور جیہر سے نخے مین جو ہوتا ہے اوسے بھی کہتے ہین یا لفظ کمان کا کہ

واسطے کمان کے اور بگہی کے کہتے ہین سوم یہ کہ بہ سبب
مشابہت مقصد کے ایک ہی لفظ بولا جاسے جیسا لفظ
پایا کا کہ واسطے پایہ چوکی اور واسطے پایہ شامیانہ دونو
کے بولا جاتا ہے دونو پائے ایک ہی مقصد کے
واسطے ہین یعنی ایک چوکی تہامنے کے واسطے اور
دوسرا شامیانہ کے تہامنے کے واسطے یا مثلاً میٹہی چیز
اور میٹہی آواز دونو ہین یہ مشابہت ہے کہ طبیعت کو
خوش کرتی ہین اور چہارم کہین پر بہ سبب قرابت
کے ایک نام مختلف چیزون کے واسطے بولا جاتا ہے
جیسے لفظ سواری کا کہ واسطے چیز کے جو بیٹہنے کے
لئے ہوتی ہے اور واسطے اوس فعل کے جو سوار سے
ہوتا ہے یعنی دونو کیواسطے مستعمل ہے مثلاً کوئی کہے
کہ بگہی ایک سواری ہے یا یون کہ فلانا شخص اچہی سواری
کرتا ہے علی ہذا القیاس لفظ گہڑی کا - اگر اس بیان
پہ بغور لحاظ رہے تو حد اوسط کی شراکت معنی کا جاننا اور

ظاہر کرنا آجائیگا طریقہ رفع کرنے شتراک معنی اور رکیک غلطے غلطی کا یہ ہے کہ جو لفظ اوسط واقع ہو اوس کے ایک ہی معنی مقرر کئے جائین اور پھر یہ دیکھا جاوے کہ آیا ان دونو مقدموں مین وہی معنی قائم رہتے ہین یا نہین

دو اور صورتین مغالطے کی ہین جنکا بیان یہان پر ضرور کرنا چاہئے کیونکہ اون کے سبب سے حد اوسط مین غلطی پڑ جاتی ہے ؀

اول مغالطہ عارضی

یہ غلطی اوس صورت مین اکثر پڑتی ہے جبکہ ایک مقدمے مین حد اوسط کے ذاتی معنی لئے جائین اور دوسرے مین عارضی معنی یعنی معنی اتفاقیہ یہان تک کہ نتیجے مین اکثر دو ایسی باتین جو ایک دوسرے کے منافی ہوتی ہین جمع ہو جاتی ہین ایک سہل سی مثال اس قسم کی غلطی کی یہان پر دی جاتی ہے —

بازار سے وہ چیزین خریدی جاتی ہین جو ہم کہاتے ہین
کچا گوشت ایک چیز ہے جو بازار سے خریدا جاتا ہی
پس کچا گوشت ایک چیز ہے جو ہم کہاتے ہین

کبری مین حداوسط یعنی بازار سے وہ چیزین خریدی جاتی ہین جو ہے اوسکے ذاتی معنی لئے ہین اور صغری مین اوسکے عارضی معنی پس جب ایک مقدمے مین عام معنی حداوسط کے اور دوسرے مین معنی اتفاقی یعنی خاص معنی لئے تو درحقیقت دو حد اوسط ہوگئے جن کے سبب سے نتیجے مین مغالطہ پڑتا ہے ایسی غلطی رفع کرنیکے واسطے یہ لحاظ رکہنا چاہیئے کہ حداوسط کے ایک ہی معنی دونو مقدمون مین قائم رہین یعنی اگر کبری مین حداوسط کے ذاتی معنی لئے ہون تو چاہیئے کہ وہی معنی صغری مین قائم رہین

دوسرا مغالطہ تقسیم اور جمع

یہ غلطی اوس صورت مین واقع ہوتی ہے جب ایک

مقدمے مین حد اوسط بہ معنی جمع استعمال کیجاے اور ایک مین بطور تقسیم۔ پس اگر کبری مین بمعنی جمع استعمال کیجاے اور صغری مین بطور تقسیم تو اوسکو مغالطہ تقسیم کہتے ہین اور اگر حد اوسط کبری مین بطور تقسیم استعمال کیجاے اور صغری مین بہ معنی جمع تو اوسکو مغالطہ جمع کہتے ہین ایک سہل سی مثال یہان دیجاتی ہے ۔

ہندو بت پرست ہین (بہ معنی جمع)

رام چندر ہندو ہے (بہ معنی تقسیم)

پس رام چندر بت پرست ہے

یہ مغالطہ تقسیم ہے کیونکہ کبری مین ہندو بہ معنی جمع استعمال کیے گئے ہین یعنی بہ لحاظ قومیت بت پرست ہین مگر صغری مین بطور تقسیم اس وجہ سے یون نہین کہہ سکتے ہین کہ سب ہندو بت پرست ہین کیونکہ ممکن ہے کہ رام چندر بت پرست نہ ہو۔

دوسری مثال

زید امر بکر مسلمان ہین

مسلمانون سے نے غدر پہ کمر باندہی تہی

پس زید امر بکر نے غدر پہ کمر باندہی تہی

یہ مغالطہ جمع ہے کیونکہ کبری مین حد اوسط مسلمان بطور تقسیم کے آئی ہے یعنی فرد فرد کیواسطے آئی ہے لیکن صغری مین حد اوسط مسلمان بہ معنی جمع مستعمل ہے واسطے ایک قوم کے جس نے غدر مچانے پر کمر باندہی تہی پس جبکہ حد اوسط کبری مین بطور تقسیم اور صغری مین بہ معنی جمع استعمال کیجاے تو وہان مغالطہ جمع پڑ جاتا ہے پس یہ کہنا کہ زید بکر عمر نے غدر پہ کمر باندہی تہی غلط ٹھہرتا ہے شاید اونہون نے کچہ بہی نہ کیا ہو

ایک اور سہل سی مثال دو نو قسم کے مغالطی کی یہہ ہے

پانچ ایک عدد ہے
تین اور دو پانچ ہوتی ہین

پس تین اور دو ایک عدد ہے

یہ مغالطہ تقسیم ہے

تین اور دو دو عدد ہیں

پانچ تین اور دو ہوتے ہیں

پس پانچ دو عدد ہیں

یہ مغالطہ جمع ہے

اس قسم کا مغالطہ رفع کرنے کے واسطے اس
امر پر لحاظ رکھنا چاہیے کہ اگر حد اوسط بہ معنی جمع مستعمل ہو
تو دونو مقدموں میں بہ معنی جمع رہے اور اگر بطور تقسیم ہو
تو دونو مقدموں میں بطور تقسیم رہے

بیان مغالطہ صوری کا

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مغالطہ صوری اوسکو کہتے ہیں
جہاں ترتیب قیاس میں غلطی واقع ہو بلکہ اون قضیوں
کے مضمون میں غلطی ہو جنسے وہ قیاس بنا ہو اس قسم
کے مغالطوں میں نتیجہ تو مقدمات سے نکلتا ہے اور قیاس

کی صورت مین کوئی غلطی نہین معلوم ہوتی ہے لیکن قضیے کے مضمون یعنی مادّے مین غلطی پڑ جاتی ہے اور غلطی مادّ مین یا یہ کہ مقدمات غلط ہون یا بے موقع استعمال کئے گئے ہون تو پڑتی ہے یا یہ کہ وہ نتیجہ نکالا جائے جو غیر مطلوب ہو غرضکہ مغالطہ معنوی کی دو صورتین ہین۔

مغالطہ مقدمات مین

مغالطہ نتیجے مین

پہلے بیان اوس مغالطے کا جو مقدمات مین پڑتا ہے اسکی کئی صورتین ہین یا تو یہ کہ مقدمہ نتیجے پر موقوف ہو یعنی بے موقع آیا اگرچہ وہ سچا ہو یا وہ خود بالکل غلط ہو

۱۔ مقدمہ نتیجے پر موقوف ہے

اس قسم کے مغالطے مین یہ بات ہے کہ نتیجہ نکلتا ہے ایسے مقدمات سے جو موقوف ہون نتیجے کی ثبوت پر یا ایسے مقدمات سے جو معنی مین نتیجے کے موافق ہو پس جب نتیجہ ایسے مقدمات سے نکالے جاوین جو اوسپر موقوف

ہین یا معنی مین ایکہی ہین تو نتیجہ کیا ثابت ہوگا بلکہ چاہیے کہ
نتیجے کے ثبوت مین ایسے مقدمات آوین جو اوس سے
علحدہ ہین اس قسم کے مغالطے مین یہ بات ہے کہ نتیجہ
نکلتا ہے ایسے مقدمے سے جو موقوف ہو نتیجے کے
ثبوت پر یا ایسے مقدمے سے جو معنی مین نتیجے کے موافق
ہو فرض کرو کہ کوئی شخص اس قضیہ کو کہ خدا ازلی ہے
اسطرحپر ثابت کرنا چاہے کہ وہ بغیر ابتدا اور انتہا کے ہے
تو ثبوت نتیجے کا اور نتیجہ جو نکلا ہے دونو فی الواقعی ایکہی
ہو جاوینگے یہ دلیل اگر بصورت قیاس لکہی جاے تو
یون ہوگی —

جو ذات کہ بے ابتدا اور بے انتہا ہے ازلی ہے
خدا بے ابتدا اور بے انتہا ہے
پس خدا ازلی ہے

اس مثال مین مقدمات بلاشبہہ صحیح ہین لیکن
قیاس نادرست ہے کسواسطے کہ مقدمات نتیجے کے

معنون مین ہین اور یہ بات بیجا ہے ایک اور مثال اوس
قسم کی غلطی کی دیجاتی ہے فرض کرو کوئی شخص
دلیل لاوے کہ فلانا مذہب برحق ہے کیونکہ اوس
مذہب کی کتابین خدا کیطرف سے آئی ہین اس مثال
مین صحت مذہب کے ثبوت مین جو قضیہ آیا ہے اوس
کے معنی حقیقت مین یہ ہین کہ مذہب برحق ہے کیونکہ اگر
مذہبی کتابین خدا کی طرف سے ہین تو یہ بات بہی نکلتی
ہے کہ مذہب برحق ہے لیکن اسصورت مین دعوی
اور دلیل دونو ایک ہی ہین حالانکہ یہ چاہیئے تہا کہ دعوی
ثابت ہوتا دو ایسے مقدمات سے جن مین نہ تو کوئی
نتیجے پر موقوف ہو اور نہ کوئی معنون مین متحد ہو اگر
اس بات پر بخوبی لحاظ رہے کہ آیا یہ مقدمات نتیجے
پر موقوف ہین یا نتیجے کے معنون مین ہین تو اس قسم
کی غلطی ظاہر ہوجایگی ؞

۲ دور تسلسل اوس مغالطے کو کہتے ہین جہان

مقدمات بیجا استعمال کئے جائین یعنی نتیجے پر موقوف ہون
مگر مغالطہ مذکورہ بالا سے اس مین اتنا فرق ہے کہ اسکی
مقدمات اور نتیجے پر کچھہ ضرور نہین کہ معنی مین موافق
ہون جیسا کہ اوپر والے مغالطے مین تھا غرض کہ دور تسلسل
اوسوقت ہوتا ہے جبکہ مقدمہ اور نتیجہ باہم دیگر ثابت
کیا جائے یعنی اس طرح پر کہ نتیجہ کے ثبوت کیواسطے
مقدمہ لایا جاوے اور اگر مقدمہ کا ثبوت طلب کیا جائے
تو نتیجہ لایا جاوے جیسا ا صحیح ہے کیونکہ ب صحیح ہے
اور ب صحیح ہے کیونکہ ا صحیح ہے یا مثلاً کوئی کہے
کہ عورتونکو تعلیم دینا نہ چاہئے کیونکہ نادرست ہے
اور پھر دلیل لائے کہ وہ نادرست ہے کیونکہ وہ عورتونکی
تعلیم ہے تو یہ دور تسلسل ہوگا یہ کہنا ایسا ہے جیسے
کوئی کہے کہ ا صحیح ہے کیونکہ ب صحیح نہین ہے اور
ب صحیح نہین ہے کیونکہ ا صحیح نہین ہے اسطرحکی غلطی
مین مقدمات اور نتیجہ دونو کیواسطے الگ الگ ثبوت

طلب کرنا چاہیئے۔

جتنا بڑا دور ہوگا یعنی پہلے قضیے سے پچھلے تک جو اول پر موقوف ہے جتنے بہت سے قضیے ہونگے اوسیقدر غلطی پکڑنے مین وقت زیادہ ہوگی کیونکہ طول طویل دلیل مین ممکن ہے کہ غلطی خیال سے اوتر جاوے مثلاً ا صحیح ہے کیونکہ ب صحیح ہے ب صحیح ہے کیونکہ ج صحیح ہے ج صحیح ہے کیونکہ د صحیح ہے اور د صحیح ہے کیونکہ ا صحیح ہے یہ بہت بڑا دور ہے اور شاید اسبات کا خیال نہ رہے کہ آخری قضیہ قضیہ اول پر موقوف ہے بطریق ناجایز پس اس غلطی مین قضیہ آخری کے واسطے کوئی ایسا ثبوت طلب کرنا چاہیئے جو دوسرے قضیون سے بالکل جدا ہو۔

۱۴ وجہ غیر موجہ کسی بات یا نتیجے کی غلط وجہ لانے کو کہتے ہین اس حال مین وہ وجہ یا تو غلط ہوگی یا مسلم نہ ہوگی یہ مغالطہ اکثر واقع ہوا کرتا ہے بعض معاملہ ایسا

واقع ہوتا ہے یا کوئی حقیقت ایسی بیان کیجاتی ہے
جسکے واسطے ایک ایسا سبب مقرر کیا جاتا ہے
کہ کچھ اوس سے علاقہ نہین رکھتا ہے جاہل آدمی
ہمیشہ جہوٹے سبب قحط کے اور طرح طرح کی آفتون
کے بتلاتے ہین مثلاً گہن کو باعث بتلاتے ہین طرح طرحکی
تاثیرونکا جنکا علاقہ گہن سے مطلقاً نہین ہے کوئی آدمی
بیمار ہو جاے یا مر جاے تو کہتے ہین فلانا دیوتا یا بہوت
اوس سے ناخوش تہا اس سبب سے مر گیا ایک
بادشاہ کا سر کٹ گیا اور اوس کا بیٹا تخت پر بیٹھا ایک مرتبہ
ایسا اتفاق ہوا کہ اس بیٹے نے اوس شخص کو جسنے اوسکے
باپ کا مقابلہ کیا تہا دیکھا کہ اندہا ہو گیا ہے تو کہنے لگا
کہو اب تم نہین جانتے کہ تمنے کیسی بڑی خطا میرے
باپ کے ساتہ کی تہی جسکے سبب سے خدا نے تمکو
ایسی سزا دی کہ تمہاری آنکھین جاتی رہین اوس اندہے
نے جواب دیا کہ نہین خداوند نعمت جہان پناہ اگر اس خطا

سے میری آنکھیں جاتی رہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے
باپ نے کوئی اس سے بھی بھاری خطا کی ہوگی جو
خدا نے ایسی سزا دی کہ اوسکا سر کٹ گیا میری
تو صرف آنکھیں ہی گئیں بادشاہ اپنی وجہ غیر موجہ کے
جواب باصواب کو سنکر بہت قایل ہوا اور دیکھا
کہ جو اعتراض میں اسپر کرتا ہون وہ خود میرے اوپر عائد
ہوتا ہے اسطرح ایک مثال وجہ غیر موجہ کی یہ ہے
کہ اکثر لوگ سرکار انگریزی پہ اتہام رکھتے ہیں کہ باعث
بغاوت کا ہندوستان مین انگریزون کا ظلم تھا اگرچہ در حقیقت
سبب اسکا کچھ اور ہی تھا یعنی حرارت دینی اور ہوس
ملک گیری کی بعض موقع پر وجہ غیر موجہ کا جب بصورت
سوال آکر پڑتا ہے تو غلطی چھپ بھی جاتی ہے
ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال کیا کہ پانی بھرے
برتن مین مچھلی ڈالو تو وہ برتن بہ نسبت قبل کے
کیون نہیں بھاری ہوتا ہے دوسرا شخص اسکا سبب دریافت

کرنے لگا مگر یہ نہ سوچا کہ یہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ مچھلی ڈالنے سے وہ برتن بھاری ہو جائیگا اس غلطی کے پکڑنے کا یہ قاعدہ ہے کہ معلوم کرنا کہ آیا یہ سبب درست ہے یا نہین اور جب تک دلیل شافی اس بات کی نہ دی جاوے کہ یہی حقیقی سبب ہے اس معاملہ یا تاثیر کا اسوقت تک اوسے تسلیم کرنا نہ چاہیے کسی سوال کی دعویکو تسلیم نہ کرنا چاہیے جب تک ثابت نہو

مغالطہ معنوی جو مقدمات مین پڑجایا کرتے ہین اکثر یہ تین ہین مقدمہ نتیجہ پر موقوف دور تسلسل وجہ غیر موجہ

بیان اون مغالطونکا جو نتیجہ مین ہوتے ہین

اس قسم کی غلطی کو اکثر مغالطہ نتیجہ غیر مطلوبہ کا کہتے ہین جو نتیجہ چاہیے وہ نہین نکالا جاتا ہے بلکہ کوئی اور ایسا ہوتا ہے جو نتیجہ مطلوبہ کیطرف سے دہیان کو ہٹا لیتا ہے غرضکہ مغالطہ نتیجہ غیر مطلوب کا اوسکو کہتے ہین کہ وہ نتیجہ مقرر کیا جاوے اوس دلیل مین

جو مطلوب نہو خواہ وہ نتیجہ نا سمجھی سے نکل آوے
یا جان بوجھ کر نکالا جاوے مثلاً فرض کرو کوئی شخص
سوال کرے کہ اس آدمی نے فلانی چوری کی اور
دوسرا شخص جواب دینے والا دیکھے کہ چوری ثابت
نہین ہوتی تو ادہر ادہر کی باتین لا کر ثابت کرے کہ
اگر چور نہین ہے تو بہر حال بدمعاش تو ہے تو یہ
مغالطہ نتیجہ غیر مطلوب کا ہوگا کیونکہ اوسکی بدمعاشی
پر بحث نہ تھی بلکہ بحث اوسکی چوری پر تھی اس مغالطے
کی بہت صورتین ہین جنکا ذکر آگے چلکے لکھا
جائیگا بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دعوے کو چالاکی
سے بدل کر کچھ کا کچھ کر دیتے ہین اور کبھی جواب
دینے والا بحث کرنے والے کے دل مین ایسی باتین
ڈالدیتا ہے کہ غلط نتیجے کو وہ شخص قبول کر لیوے
پس اس قسم کے مغالطون سے محفوظ رہنے کیواسطے
چاہیے کہ جس بات پر بحث ہو اوسی پر قائم رہے

اور اگر کوئی بات بحث سے جدا یا نتیجہ غیر مطلوب

پاوے اُسکو بلا تامل رد کرے اس مغالطہ کی چند

صورتین جو اکثر آکے پڑتی ہین ذیل مین لکھی جاتی ہین

۱۔ مغالطہ تملق آمیز وہ ہے جس مین جواب

دینے والا بدمعاملی سے بحث کرنیوالے کے دل کو

یا جس کسیکو قایل کرنا منظور ہو ایسی ترغیب دے کہ

اوسکے دل مین جوش یا تعصب پیدا ہوجاوے یا اوسکی

دل کی سی کہنے لگے یا اوسکو بڑہاوے کہ آپ ایسے

ہین اور ویسے ہین یا حیا دلاوے وغیرہ اکثر حقیقت

کی بات پر غصہ دلاتے ہین یا ٹھٹھے مین اڑاتے ہین

ٹھٹھے سے بھی حقیقت کی بات چھپ جاتی ہے یا اوس

سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے چند مثالین صحیح سی

اس غلطی کی یہانپر لکھی جاتی ہین جن سے اوسکا حال

بخوبی کہلے گا۔

اگر کوئی نالایق فقیر تمہارے دروازے پر آوے

اور تم اوس سے کہو کہ تو اِس لایق نہین ہے کہ تجکو
خیرات دیجاوے تو وہ فقیر اسکے جواب مین یہ کہے

کہ بابا غریب پروری اور رحم کرنا غریبون پر فرض ہے خیرات

دینا سب پر فرض ہے یہ مثال مغالطہ تملق آمیز کی ہے
فقیر کی دلیل کا نتیجہ غیر مطلوب ہے کیونکہ غریب پروری اور رحم
کرنا اور خیرات دینا عموماً فرض ہے اسمین کلام نہ تہا
بلکہ اسمین تہا کہ آیا یہ فقیر خیرات دینے کے لایق ہے یا نہین
وہ فقیر سوال کا جواب نہین دیتا بلکہ تملق آمیز دلیلون سے
تمہارے دلکو لبہاتا ہے تاکہ تم رحم کہا کر اوسکو خیرات دیدو

دوسری مثال بہت لوگ ہندوستان کی جو عورتون
کی تعلیم مین مزاحمت کرتے ہین ثبوت کامل اس امر کا
نہین دیتے کہ تعلیم سے عورتون کو یا ملک کو کیا نقصان
ہوتا ہے بلکہ لوگونکو تعلیم کیطرف سے پہیرتے ہین
اور کہتے ہین کہ یہ دستور نہین ہے اپنی لڑکیونکو اسکول
مین بہیجنے سے ہمارے خاندان کی بدنامی ہوگی غرضکہ یہ سب

باتین کو بحث مین اصل مطلوب کو چھوڑ دینا اور جوش و تعصب پیدا کرنا اور شیخی و لانا مغالطہ تعلّی امیز مین داخل ہین اس مغالطے سے محفوظ رہنے کیواسطے یہ چاہیئے کہ اصل مطلوب کو بروقت مباحثے کے ہاتھ سے نہ دے بلکہ اوسی پر دھیان رکھے

یہ جاننا چاہیئے کہ بروقت مباحثہ کے ایسا جوش و ترغیب دلانا کہ بحث کرنیوالا راستی پر آوے اور صحیح نتیجہ نکالے کچھ غلطی نہین ہے

۴ مغالطہ تغیر مضمون اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بحث نتیجہ غیر مطلوب کی ہے یعنی نتیجہ مطلوب نہ نکالا جاوے بلکہ کوئی اور ایسی بات غیر مطلوب کہ اگر قائم کیجاوے تو بظاہر معلوم ہو کہ یہ وہی ہے غرض یہ فریب یعنی تغیر مضمون جواب دینے والا اکثر اس مقصد کیواسطے کرتا ہے کہ مباحثے مین جب وہ دیکھتا ہے کہ مین اپنی بحث پر قائم نہین رہ سکتا ہون تو اس بحث

کو چھوڑ کر اور بات پر جو بالکل مختلف ہو یا بالکل نہ ہو بلکہ کچھ
ہو بحث کرنے لگتا ہے مثلاً فرض کرو کوئی شخص ثابت
کرنا چاہے کہ تیز نشے کا ایک قطرہ بھی پینا گناہ ہے مگر
ثابت نہ کر سکے تو چالاکی سے بحث کو بدل کر کہنے
لگے کہ تیز نشے کا بہت سا پینا گناہ ہے تو یہ بحث اول
سے بالکل مختلف ہو گی یہ مغالطہ کئی طرح آ کر پڑتا ہے
مثلاً بعض جگہہ لفظ مشترک یا عام نام استعمال کیا جاتا ہے
اور جب ایک معنی قائم نہیں رہ سکتے تو مقابل والا
دوسرے تیسرے معنی استعمال کرنے لگتا ہے
مثلاً کوئی ثابت کرنا چاہے کہ فلانے لوگ خدا پر
اس طرح ایمان لائے ہیں کہ اسکو بخوبی جانتے
ہیں اور اسکے احکام کو مانتے ہیں لیکن اسکو ثابت
نہ کر سکے تو کہنے لگے کہ وے خدا کے وجود پر ایمان
رکھتے ہیں تو یہ بحث بالکل جاری ہو جائیگی بعض جگہہ ایسا
ہوتا ہے کہ قضیہ جزیہ ثابت کیا جاتا ہے جب کہ

کلیہ ثابت کرنا چاہیئے مثلاً بعض لوگ جب یہ نہیں
ثابت کر سکتے ہیں کہ عیسائی مذہب اچھا نہیں
ہے تو اس بحث کو چھوڑ کر کہنے لگتے ہیں کہ بعض شخص
اس مذہب کے اچھے نہیں ہیں پس وہ یہ نتیجہ
نہیں ہے جو نکالنا چاہیئے تھا اور اگر یہ ثابت بھی
ہو جاوے کہ بعض شخص اس مذہب کے اچھے
نہیں ہیں تو کیا اصل دعوی سے یہ بات بالکل الگ ہے

بعض دفعہ مقابلہ والا بروقت مباحثہ کے ایک
مقدمہ کو چھوڑ کر دوسرے پر بھی باری باری سے
بحث کرنے لگتا ہے جب ایک مقدمہ پر اعتراض نہیں
ہو سکتا ہے تو دوسرے پر اعتراض کرنے لگتا ہے
اور جب دوسرے پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے
تو پھر پہلے پر آجاتا ہے غرضکہ کسی بحث کو پورا نہیں
کرتا ہے اگر بحث کرنے والا کم عقل ہو تو اس کو
اس سے بڑھ کر اور کوئی مغالطہ نہیں پڑتا ہے کہ ایک

قضیہ کو چھوڑ کر دوسرے پر چلا جاتا ہے ہمیشہ ادہر
آدہر گھومتا پھرتا ہے کسی بحث پر بخوبی قائم نہین
رہتا ہے مذہبی مباحثون مین ہمنے اکثر دیکھا ہے کہ
مقابلہ والا ایک مسئلہ پر اعتراض کرتا ہے اور پھر
اوس پر بڑے شور و غل کے ساتہ ذرا ٹھہرتا نہین کہ پورا
جواب پاوے یا آپ رد کرے یا اقبال اپنے
قایل ہونے کا کرے پس ایسے مغالطے سے محفوظ
رہنے کیواسطے یہ خوب طریقہ ہے کہ اگر کوئی لفظ مشترک
ہو یا عام ہو تو اول اوسکے معنی مقرر کئے جائین اور
اول ہی اول خوب جتا دیا جاوے کہ اسی پر بحث رہے
اور پھر اگر مقابلے والا ایک مقدمے یا قضیے کو چھوڑ
کر دوسرے مقدمے یا قضیے پر بار بار جانے
لگے تو اوسے مطلع کرتا رہے کہ جب تک
ایک بات پر بحث پوری نہ ہو جاوے دوسرے کو نہ لیگا

۳ مغالطہ اعتراضون کا مغالطہ اعتراضون کا

اوسکو کہتے ہین جبکہ اعتراض کسی قضیے پر یا جو کوئی بات جسپر بحث ہو رہی ہو وارد ہووے اور بسبب وارد ہونے اعتراض کے اوس بات کو غلط قرار دیا جاوے ؛

مغالطہ اعتراضون کا بھی نتیجہ غیر مطلوب کی قسم سے ہے کیونکہ صرف اسقدر نتیجہ نکالنا کہ فلانے قضیہ پر اعتراض ہو سکتے ہین نتیجہ مطلوبہ نہین ہے بلکہ یہ بتلانا چاہیئے کہ فلانے قضیے اعتراض زیادہ یا اوسکی اثبات صحت کی دلیلین زیادہ ہین یعنی یہی بات ثابت کرنا چاہیئے کہ آیا اعتراض دلیلون سے زیادہ ہین یا نہین بہت باتین ایسی ہین جنکے ثبوت مین اسقدر دلیلین ہین کہ کوئی اونکے قبول کرنے مین کسی طرح کا تامل نہین کر سکتا ہے مگر باایںہمہ اون کے اوپر کچھ اعتراض ہو سکتے ہین اگر کوئی مقابلہ والا اون باتون پر بڑے شور وغل کے ساتھ اعتراض اوٹھاکر

ظاہر کرے کہ ان باتون کو رد کرنا چاہیئے پس یہی
مغالطہ اعتراضون کا ہوا مثلاً مثلاً کوئی دوا ہو جس سے
بیسیون مریضون کو فائدہ ہوا ہو مگر ایک آدہ دفعہ
کسیکو نہ ہوا ہو تو یہ کہنا کہ یہ دوا ناقص ہے
غلط ہوگا یا مثلاً بیبل کے ثبوت مین بہتیری پکی دلیلین
ہین کہ یہ کتاب خدا کی ہے اور سالہا سال سے تابہ
آجتک سحیحہ بغیر تحریف چلی آتی ہے مگر تاہم چونکہ
بعض جگہہ وقت آ کے پڑتی ہے اور بظاہر چند
اعتراض ہوسکتے ہین اس سبب سے بعض آدمی کہنے
لگتے ہین کہ اسکو رد کرنا چاہیئے یہ مغالطہ اعتراضونکا ہوا
یہان یہ سوال چاہیئے کہ بیبل کے الہامی ہونے
اور بغیر تحریف رہنے کی زیادہ دلیلین ہین یا نہین
اگر زیادہ ہین تو تسلیم کرنا چاہیئے ایک اور مثال مغالطہ
اعتراض کی یہ ہے کہ بعض آدمی امورات سلطنت
مین رفاہ خلائق کیواسطے کسیطرحکا تغیر عمل مین لاتے

تو اعتراض کرسکتے ہین اگرچہ اوس تغیر مین اوس ملک کی بہت بہتری ہو تاہم بہ سبب دو ایک اعتراض کے بعض لوگ رد کرنے لگتے ہین

جس مباحثے مین کہ مغالطہ اعتراض کا واقع ہو تو اوسکے جواب مین یہ قاعدہ بتانا چاہیے کہ جتنی دلیلین ثبوت صحت مین ہین اس سے زیادہ اعتراض جب تک نہ ہون اوسوقت تک اوسے رد کرنا نہ چاہیے اور کیسا ہی شور وغل کیون نہ مچے اس قاعدیکو ہاتھ سے ندے

۴ مغالطہ ثبوت جزئی کا یہ مغالطہ مغالطہ اعتراض کے برعکس ہے مغالطہ اعتراض مین جزئی پر اعتراض کرکے کلی کو رد کرتے ہین اور اسمین جزئی کو ثابت کرکے دعوی کرتے کہ کلی ثابت ہے مثلاً فرض کرو کوئی شخص سوال کرے کہ آیا فلانی کتاب اچھی ہے یا نہین اور اوسکے جواب مین کہا جاے

کہ چند بیانات اُس کتاب مین اچھے ہین اس سبب
سے وہ کتاب اچھی ہے تو یہ مغالطہ ثبوت جزی کا ہوگا
کیونکہ جُزی کے حال سے کلی کی طرف دلیل پکڑتا ہے
سوال اس بات مین تھا کہ وہ کتاب سب
طرح سے اچھی ہے یا نہین پس یہان پر نتیجہ جزی
نکالنا جس صورت مین کُلی چاہئے غیر مطلوب ہے
دوسری مثال فرض کرو کوئی شخص سوال کرے کہ
فلانی سرکار اچھی ہے یا نہین تو اوسکے جواب مین
صرف دو تین باتین اوس عملداری کی اچھی ثابت کرنا
کافی نہ ہوگا بلکہ کُل باتون پر غور کرکے نتیجہ نکالنا چاہئے
اور اگر کُل باتین اچھی ثابت نہون بلکہ جزوی باتین تو
نتیجہ یہان پر غیر مطلوب ہوگا کیونکہ بحث ہماری کُل پر
تھی نہ جُز پر غرض کہ مغالطہ ثبوت جُزی سے
محفوظ رہنے کے واسطے کُلی پر دلیل طلب کرنا
چاہئے اور اس امر سے آگاہ کر دینا چاہئے

که اگر کل سوال کا جواب نہ ملے گا تو دلیل پوری نہوگی
اور واضح ہو کہ ہر بحث مین اس بات کا لحاظ رکھنا
چاہئے کہ جتنی بات ہو اوتنا ہی دعوی کرنا چاہئے
نہ یہ کہ زیادہ کیونکہ اگر زیادہ دعوی کیا جاے تو کل ثابت
نہ ہوسکے گی اور دلیل مین اعتراض مغالطہ جزی کا
پیدا ہوگا نتیجہ غیر مطلوب اکثر انہین چار قسمون
کے مغالطون مین یعنی تعلق امیر اور مغالطہ تغیر مضمون
اور مغالطہ اعتراض اور مغالطہ ثبوت جزی مین
آگر پڑتا ہے ؛

اب یہان پر چند قاعدہ عام واسطے دریافت
کرنے صحت دلیلون کے لکہینگے اور پہر بیان
مغالطون کا بالاجمالی لکہہ کر تمام کرینگے ؛

اول دلیل کو بصورت قیاس کرنا چاہئے
اور دلیل خواہ زبانی ہو یا تحریری اور تحریری خواہ
کل کتاب مین یا باب مین یا فصل مین ہو بصورت

قیاس اسطرح لانا چاہیے یعنی دیکھو کہ آخری بحث
کیا ہے کیونکہ اکثر وہی نتیجہ ہوگا اور پھر یہ دریافت کرو
کہ کس بنا پر وہ اخری بحث قائم ہے یعنی کن دلیلون
سے وہ نتیجہ نکلا ہے اور وہ بنا یعنی دلیلین مقدمات
ہونگے پس اسطرح قیاس بن جائگا اور جب قیاس
بنجاوے تو اوسکی صحت اون قاعدون سے جو واسطے
دریافت کرنے صحت قیاسون کی مقرر ہین دریافت کرنا چاہیے
اول یہ دیکھو کہ وہ قیاس اقترانی یا استثنائی ہے
اگر استثنائی ہے تو اونہین قاعدون سے جو واسطے
استثنائی کے مقرر ہین صحت اوسکی معلوم کرو
دوم اگر قیاس اقترانی ہو تو یہ دیکھو کہ اوسمین کتنی جزین ہین
سوم اگر صرف تین جزین ہون تو یہ دیکھو کہ حد اوسط کلی
ہے یا نہین اور یہ معنی منفرد استعمال کی گئی ہے یا نہین۔
چہارم یہ دیکھو کہ دونو مقدمات سالبے ہین یا
موجبے اور اگر سالبے ہین تو معنًا یا لفظًا اور اگر ایک

مقدمہ سالبہ ہو تو دیکھو کہ نتیجہ بھی سالبہ ہے یا نہین
اگر دونو مقدمات موجبہ ہون تو یہ دیکھو کہ نتیجہ بھی موجبہ
ہے یا نہین ٭

پنجم یہ معلوم کرو کہ جو جزو نتیجہ مین کلی ہین مقدمات مین
بھی کلی ہین یا نہین

ششم اگر قیاس بصورت شکل اول ہو تو یہ دریافت
کرو کہ موجب قول ارسطالیس کے ہے یا نہین۔

پس اگر وہ قیاس ان سب نقصون سے خالی ہو یعنی
اوسکی صورت مین غلطی نہو تو یہ دریافت کرو کہ مقدمات
صحیح ہین اور نتیجہ وہی ہے جو مطلوب تہا اور دریافت
اسطرح پر کرو کہ ہر ایک مقدمہ کو جدا جدا کرکے۔

پہلے یہ دیکھو کہ یہ مقدمہ بدیہی ہے یا نہین۔
دوسرے۔ اگر بدیہی نہو بلکہ محتاج ثبوت کا
ہو تو یہ دیکھو کہ وہ بنا یعنی دلیل جسپر وہ قایم ہے
صحیح ہے یا نہین ٭

تیسرے یہ دیکھو کہ مقدمات درحقیقت وہی ہین جو نتیجہ
سے ہے یا نتیجہ پر موقوف ہین

اگر مقدمات صحیح اور اعتراض سے خالی ہون تو نتیجہ
کیطرف متوجہ ہو

پہلے یہ دیکھو کہ نتیجہ مطلوبہ ہے یعنی وہی ہے جو
اس دلیل مین چاہیئے تھا

دوسرے یہ کہ نتیجہ وہی ہے جو بحث کرنیوالے
نے ثابت کرنا چاہا تھا یا بحث بدل گئی ہے

تیسرے یہ دیکھو جتنا ثابت کرنا چاہیئے تھا اوتنا ہی
یا جزو اوسکا ؛

پس ان سب باتون مذکورہ بالا پر لحاظ رکھنے
سے اگر کسیطرح کی غلطی دلیل مین ہو بخوبی معلوم ہو جاےگی
مغالطے کی ہر صورت پر جو ذیل کے بیان مفصل مین
لکھی ہے تا وقتیکہ اوسکی کیفیت بخوبی معلوم نہ ہو جاے
اور ہر صورت کی مثال اپنی طرف سے نہ بنا سکے خوب

دہیان دینا اور غور کرنا چاہیے ؛

مغالطونکا مجمل بیان

- ۱- مغالطہ صوری
  - ۱ حد اوسط جزئی
  - ۲ کلیت ناجائز
  - ۳ مقدمات سالبے
  - ۴ نتیجہ موجبہ مقدمات سالبہ یا برعکس اسکے
  - ۵ ایک قیاس مین تین جز نسبی زیادہ کا ہونا
    - اکبر یا اصغر یا حد اوسط مشترک
    - مغالطہ عارضی
    - مغالطہ تقسیم و جمع
- ۲- مغالطہ معنوی
  - اول- مغالطہ مقدمات مین
    - ۱- مقدمہ نتیجہ پر موقوف
    - ۲- دور تسلسل
    - ۳ وجہ غیر موجبہ
  - دوم مغالطہ نتیجے مین یعنی نتیجہ غیر مطلوب
    - مغالطہ تملق آمیز
    - مغالطہ تغیر مضمون
    - مغالطہ اعتراضونکا
    - مغالطہ ثبوت جزئی

دوسری فصل

بیان چند طریقون استعمال منطق کا

منطق کے استعمال کیواسطے چند طریقے ہین جنکے جدا جدا نام مقرر ہین اب ہمارا ارادہ ہے کہ اُن طریقون کو لکھین اور اونکے استعمال کا طور بتلاوین یہ معلوم ہوگا کہ عقل اگرچہ حقیقتاً ہمیشہ ایک ہی طور پر دوڑتی ہے مگر پھر بھی بروقت مباحثہ کے جبکہ کسی بات کی تحقیقات دریافت کیجاے یا کوئی غلطی رفع کیجائے تو دلیل لانے کے طریقے اون کچھ نہ کچھ تغیر ہو جاتا ہے ؟

بیان استقراء کا

۱- استقراء اوسکو کہتے ہین کہ جزئیت سے کلیت معلوم کرنا یعنی چند باتون سے اوس قسم کی کُل باتون کے لئے کوئی قاعدہ عام نکالنا جب چند دفعہ ہمنے دیکھا کہ جب ایک امر ہوتا ہے اوسکے ساتھ خلافی بات

ہوتی ہے پس اوس سے ہم نتیجہ نکال لیتے ہین کہ اس
قسم کی جتنی باتین ہین سب ہمیشہ اسی طرح پر ہوتی ہین انکا
ایک عام قاعدہ اون سب باتون کے واسطے نکل آتا ہے
مثلاً ہم دیکھتے ہین کہ سیسا لوہا چاندی وغیرہ جب خوب
گرم کئے جائین تو پگہل جائینگے پس قاعدہ عام نکلا
کہ دہاتین پگہل جاتی ہین دوسری مثال ہمنے دیکھا کہ گائے
بہینس بکریان اور سینگ والے جانور جگالی کرتے ہین
پس قاعدہ نکلا کہ سینگ والے جانور جگالی کرتے ہین
تیسری مثال سیکڑون مرتبہ آزمانے سے معلوم ہوا
کہ خالص پانی جب اوسکے عناصر کیمیائی ترکیب سے جدا
جدا کئے جائین تو دو گاسین ہو جاتی ہین اس حساب سے آٹھ
حصہ آکسیجن اور ایک حصہ ہیڈروجن پس نتیجہ نکلا کہ
جتنا خالص پانی ہے دو عنصر سے یعنی آکسیجن اور ہیڈروجن
سے اس طرح پر کہ آٹھ حصہ آکسیجن اور ایک حصہ
ہیڈروجن مرکب ہے ؂

۲- اب جاننا چاہئے کہ بنیاد استقرا کی اس یقین پر ہے کہ قدرتی قانون ایک ہی رہتے ہین بدلتے نہین اور یہ یقین بھی شاید استقرا سے حاصل ہوا کیونکہ لڑکپن سے ہم دیکھتے ہین کہ آفتاب برابر طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے اور رات اور دن پے در پے ہوتے رہتے ہین ایکہی ترتیب پر ایک موسم آتا ہے بیج بون ہین کلا پھوٹتا ہے اور درخت بڑہتے ہین اور پہلتے پہولتے ہین ایکہی ترتیب پر پس دیکہتے دیکہتے ہمارے دل پر یہ یقین جم گیا ہے کہ قوانین قدرتی بدلتے نہین ایک ہی رہتے ہین جب کئی ایک مرتبہ ہم دیکہتے ہین کہ فلانی واقعہ کے ساتھ فلانی بات ہوتی ہے تو نتیجہ نکالتے ہین کہ چونکہ قدرت کے قانون ہمیشہ ایکہی رہتے ہین اس سبب سے فلانے واقعہ کے ساتھ فلانی بات ہمیشہ ہوتی رہے گی ؛

۳- جتنی مرتبہ اور جسقدر غور کے ساتھ کوئی بات

دیکھی جاسے اوسیقدر اوسکا استقرا کامل ہوگا یہ نہین
ہے کہ ایک بات کو ایک امر کے ساتہ دو ایک مرتبہ
ہوتے ہوئے دیکھکر ایک عام قاعدہ نکالنا کہ جب
فلانا امر ہوگا تو اوسکے ساتہ فلانی بات ضرور ہوگی
یہ غلطی اکثر واقع ہوتی ہے کیونکہ اکثر بارہا دیکھنے
مین آتا ہے کہ جب کوئی بات کسی امر کے ساتہ دو ایک
مرتبہ ہوتی ہو تو لوگ کہنے لگتے ہین کہ اوس بات
اور اوس امر مین علاقہ ضرور ہے مثلاً ہندو لوگ اکثر
کہتے ہین کہ گہن پڑتے وقت لڑکے کا پیدا ہونا منحوس
ہوتا ہے کیونکہ بعض مرتبہ آزما دیکھا ہے کہ جب ایسے
وقت مین لڑکا پیدا ہوتا ہے منحوس ہوتا ہے اگرچہ اِس
بات کی کچہ اصلیت نہین کیونکہ ہزارون مرتبہ لڑکے کا پیدا ہونا
ایسے وقت مین مسعود ہے اگر عمر بہر مین دو تین مرتبہ
کسی شخص کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ سفر کرتے وقت
کوئی جانور اوسکے سامنے سے راستہ کاٹکر نکل گیا

اور اوس سفر مین کچھ خلل پڑ گیا تو اوسسے یہ نتیجہ نکالنا نہ چاہیے کہ مسافرت مین جانور کا رستہ کاٹ کر نکل جانا شگون بد ہے بلکہ برخلاف اسکے استقرار کامل سے ہمکو یہ بات ثابت ہو جائیگی کہ جانور کے نکلنے سے کچھ نہین ہوتا کیونکہ سیکڑون مرتبہ جانور راستہ کاٹ کر نکل گئے اور سفر بخیریت تمام ہوا ؛

جس قدر باتین ہماری نظر سے گذرینگی اُسی قدر استقرا الکا بڑہتا جاوے گا ؛

استقرار کامل کہ جس مین کچھ بہی کسی طرح کا شُبہ ممکن نہو جب ہو گا کہ ایک قسم کی کُل باتین ہماری نظر سے گذر جائین لیکن یہ امر اکثر غیر ممکن ہے اور حقیقت مین کچھ ضرور بہی نہین ہے جب کہ طبیعت سے کے چند ہی مرتبہ دیکہنے سے قرار واقعی اطمینان ہو کہ ہان یہ عام قاعدہ نکلتا ہے مثلاً

ضرور نہین ہے کہ تمام دنیا کے
پانی کو جدا کرکے دیکھین تاکہ یقین ہوجاوے
کہ پانی دو گاسون یعنی دو ہواؤن سے مرکب
ہے کیونکہ چند مرتبہ آزمانے سے دل کو
قدر واقعی اطمینان اس امر کا ہوگیا
ہے کہ پانی دو گاسون سے مرکب ہے غرض
استقراء کامل جب ہوگا کہ ایک بات اتنی مرتبہ
آزمائی جاوے کہ دل کو یقین کامل ہوجاوے
اور جو نتیجہ نکالا جاوے جائز ہو یقین جو
استقرا سے حاصل ہوتا ہے یکسان
نہین ہے یعنی دلیل استقرا کی جسقدر
کامل ہوگی اوسی قدر یقین کامل ہوگا
اگر کسی امر کو صرف چند ہی مرتبہ آزما کر
دیکھا تو اوسکے یقین مین شاید کسی قدر
شک ہوگا اور جس بات کو بارہا آزما کر دیکھا

اوسکا یقین خوب پختہ ہوگا۔

۴- قریب تمام علمون کے استقراسے حاصل ہوئے ہین بار بار دیکھنے دیکھنے اور آزمانے کے واسطے عام قاعدے نکلے ہین اور اون قاعدون کے جمع کرنے سے علم بن گئے ہین علم ہیت علم ترکیب زمین علم کیمیا علم طب وغیرہ اسیطرح نکلے ہین سیکڑون برس کی آزمایش اور تحقیقات سے بعض علم اس کاملیت تک پہونچے ہین استقرا سے اور بہی ان علمون کو پختگی ہوجاے گی کیونکہ تحقیقات جدیدہ ہوتی جاتی ہے اور نئی باتین نکلتی جاتی ہین۔

۵- دلیل استقرا کسطرح کیون نہو بصورت قیاس ہوسکتی ہے اکثر تو دلیل استقرا بصورت قیاس مختصر ہوتی ہے جسکا کبری مقدر ہوتا ہے جب ایک قسم کی چند چیزون سے ایک سی حالت بارہا ہماری نظر سے گذرتی ہین تو ہم نتیجہ نکال لیتے ہین کہ جو حال اون چند چیزون پر صادق آتا ہے وہی اوس قسم کی کل

چیزون پر صادق آیگا یہی استقرا ہوا- اگر ترتیب قیاس کیا جائے تو یون ہوگا

ا-جو ہے ج د-ر- پر صادق آتا ہے

ب جو ہے ج د-ر-کی قسم مین ہے

اس سبب سے ا-ب-پر صادق آتا ہے

مثال اسکی یہ ہے—

جو بات کہ گائے بھیڑ بکری ہرن وغیرہ پر صادق آتی ہے غالباً سب سینگ دار جانورون پر صادق آئے گی

جگالی کرنا گائے بھیڑ بکری ہرن وغیرہ پر صادق آتا ہے

پس جگالی کرنا غالباً سب سینگ دار جانورون پر صادق آتا ہے—

استقرا مین اول صرف یہ معلوم کر لیتے ہین کہ خلانی عام بات ایک قسم کی چند چیزون مین پائی جاتی ہے اور پھر یہ نتیجہ لگا لیتے ہین کہ اس قسم کی کل چیزون مین یہ بات پائی جاتی ہے اوپر کی مثال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی دلیلون سے استقرا مین کبری مقدر

ہوتا ہے اور وہ کُبری بقدر کوئی ایسا قضیہ ہوتا ہے

جیساکہ جو بات فلانی قسم کی چند چیزون پر صادق آتی ہے وہی اوس قسم کی کُل پر صادق آئیگی

ولیلون استقرا کو بہی جُدا جُدا کر کے بصورت قیاس رکھہ سکتے ہین مثلاً سیسا پگہل جاتا ہے پس بعض دہات پگہل جاتی ہے چاندی پگہل جاتی ہے پس بعض دہات پگہل جاتی ہے پس ہمکو معلوم ہو جاتا ہے کہ کُبری سیسا دہات ہے چاندی دہات ہے مقدر ہے اگر یہ استقرا بصورت قیاس لکہا جائے تو یون ہوگا ۔

استقرا اول بصورت قیاس
سیسہ دہات ہے
سیسہ پگہل جاتا ہے
پس بعض دہات پگہل جاتی ہے

استقرا دوسرا بصورت قیاس
چاندی دہات ہے
چاندی پگہل جاتی ہے
پس بعض دہات پگہل جاتی ہے

ان سب قیاسون استقرائی کو ملاکر ایک کر دیتے ہین اور پھر عام قاعدہ اوسسے نکلتا ہے مثلاً

سیسہ چاندی سونا لوہا وغیرہ دہات ہین
یہ دہاتین پگہل جاتی ہین
پس دہاتین پگہل جاتی ہین

بیان استخراج کا

استخراج ٹھیک ٹھیک استقرا کے برعکس ہے استقرا مین جزئیت سے کلیت ثبوت کیجاتی ہے اور استخراج مین کلیت سے جزئیت ثابت کیجاتی ہے استقرا سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ فلانی چیزین زہردار ہین پس اس عام قاعدے سے جو ہمکو معلوم ہوا ہے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ اگر چہ ان زہردار چیزون مین سے کوئی بہی کسی شخص نے کہائی ہے تو اوسپر زہر نے اثر کیا ہوگا اسی کو استخراج کہتے ہین اسی طرح اگر کوئی نیا جانور سینگ دار کہین ملے تو ہم نتیجہ نکال لینگے کہ یہ جگالی کرنے والا ہے

کیونکہ یہ عام قاعدہ دلیل استقرا سے معلوم ہو چکا ہے
کہ سینگ دار جانور جگالی کرتے ہین غرض استخراج
کلیت سے جزئیت پر دلیل لانے کو کہتے ہین اور استقرا
جزئیت سے کلیت پر دلیل لانے کو کہتے ہین

بیان تمثیل کا

تمثیل ہین استقرا اور استخراج کچھ کچھ دونو پائے
جاتے ہین استقرا مین جزئیت سے کلیت پر دلیل لاتے
ہین تمثیل مین ایک جزی سے دوسری جزی پر یعنی ایک
چیز سے دوسری چیز پر حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً کوئی
نتیجہ نکالے کہ فلانے باغی کا انجام برا ہوگا کیونکہ نانا راو
باغی کا انجام برا ہوا شاید یہان پر استقرا اور استخراج دونو
پائے جاتے ہین کیونکہ تمثیل نانا راو سے استقرا کے
طور پر یہی بات نکلتی ہے کہ کل باغیون کا انجام برا ہوتا
ہے پس چونکہ یہ آدمی باغی ہے اس سبب سے
اوس عام قاعدے سے استخراج کے طور پر یہ بات نکلتی ہے

کہ اسکا بھی انجام برا ہوگا پطرس رسول نے جو گنہگار فرشتون
کی ہلاکت کا (۲ پطرس ۲-۴-۹) اور قبل طوفان نوح
جو لوگ دنیا مین آباد تھے اونکا اور سدوم وعمورا
کے لوگون کا حوالہ دیا ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ شریر
بد ذات سزا پائینگے وہ دلیل تمثیل ہے یہ طریقہ
دلیل لانے کا بہت صاف اور صحیح ہے کچھ حاجت اور
مثال لانے کی یہان پر نہین ہے

بیان قرینہ کا

۱- عام محاورے کے مطابق قرینہ کے معنی مشابہت
کے ہین اور مشابہت کئی طرح پر ہے یا صوری یا معنوی
یا نسبت کی مثال اول قرینہ صوری جیسے زمین اور چاند
دونو کا گول ہونا اور دونو کا اپنے محورون پر گھومنا
مثال دوم قرینہ معنوی کہ جیسے بازو مچھلی کا اور پرند کا
کہ دونو واسطے ایک ہی مطلب کے بنے ہین یعنی واسطے
اوڑنے اور دوڑنے کے مثال تیسری قرینہ نسبت

سے جیسے ملک کا صدر مقام دار السلطنت ہے اسیطرح جسم کا صدر مقام دل ہے دیکھو یہان پر جو نسبت ملک کو اپنی دار السلطنت سے ہے وہی جسم کو اپنے دل سے ہے پس یہ مثال مشابہت نسبت کی ہوئی ؞

قرینے کی رو سے دلیل لانے مین اسطرح پر نتیجہ نکالتے ہین کہ جب ایک چیز دوسری چیز سے چند باتون مین مشابہت رکھتی ہے تو اور باتون مین بھی مشابہ ہوگی اور بیشک جسقدر مشابہت ہوگی اوسیقدر دلیل پختہ ہوگی ایک دلیل قرینہ کی مندرج مثال ذیل ہے مثلاً ہم دیکھتے ہین کہ یہ زمین جسپر ہم رہتے ہین سیارون عطارد مشتری زحل وغیرہ سے بہت باتون مین مشابہت رکھتی ہے سب زمین کی مثل ذی جرم معلوم ہوتے ہین سب آفتاب کے آس پاس گردش کرتے ہین اور اوس سے روشنی حاصل کرتے ہین جیسے زمین کا حال ہے اور جیسے ہماری زمین کے اپنے محور پر گھومنے سے دن اور رات

ہوتے رہتے ہین اسی طرح دن مین بھی دن اور رات ہوتے رہتے ہین پس جب ہمنے دیکھا کہ یہ سیارے بہت باتون مین ہماری زمین سے مشابہت رکھتے ہین تو قرینہ سے ہم نتیجہ نکالتے ہین کہ جیسے زمین آباد ہے ویسے وے بھی آباد ہین

۴- دلیل قرینہ ودلیل استقرا اور تمثیل دونو سے مشابہت رکھتی ہے مگر استقرا سے مختلف اس بات مین ہے کہ استقرا مین جزئیت سے کلیت پر دلیل لائی جاتی ہے لیکن قرینے مین ایک بات سے دوسری بات ثابت کیجاتی ہے — استقرا مین کئی چیزون کو ایک دوسرے کے مشابہ دیکھکر نتیجہ نکالا جاتا ہے اور اسمین ایک چیز کو دوسری چیز سے چند باتون مین مشابہت دیکھکر قرینے سے نکال لیا جاتا ہے کہ اور باتون مین بھی مشابہ ہونگے قرینہ تمثیل سے اس بات مین مختلف ہے کہ تمثیل مین ایک چیز کو دوسری چیز سے مشابہ دیکھکر ہم دلیل لاتے ہین لیکن قرینہ مین ایک چیز کو دوسری چیز سے کچھ باتونمین مشابہ دیکھکر قرینے سے

معلوم کر لیتے ہین کہ باقی اور باتون مین بہی ایسا بہت کچہہ ہین اس قسم کی دلیل کی ایک اور مثال یہ ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ بیبل مین ایسے مطلب ہین جو سمجہہ مین نہین آتے ہین تو اوسکے جواب مین ہم یہ بات کہین کہ خلقت اور الہام دونو اوس لا انتہا خدا کے کام ہین تو اس بات مین خلقت اور الہام دونو ایک ہوئے اب چونکہ خلقت مین بہتیری باتین ایسی ہین کہ سمجہہ مین نہین آتی ہین اسی سبب سے غالب ہے کہ الہام مین بہی بہتیری باتین ایسی ہون جو سمجہہ مین آوین اور جیسے زمانہ بزمانہ غور کرنے سے بہید خلقت کے کہلتے جاتے ہین اسی طرح الہام کا حال ہوا اور حقیقت میں ہم دیکہتے ہین کہ زمانہ بزمانہ غور کرنیسے وہ باتین کلام الہی کی جو بظاہر مشکل معلوم ہوتی تہین روشن ہو جاتی ہین

۴۳- دلیل قرینہ بہی بصورت قیاس ہو سکتی ہے جیسا کہ اور سب دلیلونکا حال ہے مثلاً فرض کرو کسی ایسی جانور

کسی کہانکر جسکو ہمنے کبھی نہ دیکھا ہو کہین پر ملے اور ہم دیکھین
کہ اوس کہانکر کے تیز دانت ہین اور تیز پنجے تو قرینہ سے
دریافت کر لینگے کہ یہ جانور شکاری تھا اگر یہ دلیل
بصورت قیاس لکہی جائے تو یون ہوگی —

جن جانوروں کے تیز دانت اور تیز پنجے ہوتے ہین
وے شکاری ہوتے ہین

اس جانور کے تیز دانت اور تیز پنجے ہین
پس یہ جانور شکاری ہے

اسیطرح ایک مثال ہبل کی جو ابہی اوپر ہو چکی ہے
بصورت قیاس ہو سکتی ہے

خلقت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس
لاانتہا خالق کے کام مین بعض باتین ایسی ہون جو انسانکی
سمجہ مین نہین آتی ہون

الہام اوس لاانتہا خالق کا کام ہے
پس الہام مین بعض باتین ایسی ہون جو انسان

کی سمجھ مین نہ آتی ہون ❊

دلیل قرینہ بڑی ہوشیاری سے لانا چاہئے کیونکہ بغیر دیکھی بات مین اکثر گنجایش اعتراض کی ہوتی ہے اور بہتیری چیزین ایسی ہین جو بعض باتون مین باہمدیگر مشابہت رکھتی ہین مگر کل باتون مین نہین مثلاً اگرچہ زمین سیّارون عطارد مشتری زحل وغیرہ سے بہت باتون مین مشابہت رکھتی ہے تاہم بہ یقین کامل ہم یہ نتیجہ نہین نکال سکتے ہین کہ وے زمین کی مثل آباد ہین کیونکہ شاید یہ حالت گرمی و سردی اور پانی اور جو چیزین زندگی کے لئے چاہیئے زمین کے مثل اون سیّارون مین نہ ہون تو وہان پرورش جان کی غیر ممکن ہے

بعض یہ سمجھتے ہین کہ چونکہ حیوانات اور نباتات کے درمیان مین بڑھنے اور گھٹنے اور مرنے مین مشابہت ہے حیوانات مع انسان اور نباتات دونو ٹھیک ایکہی طور پر نیست ہو جاتے ہین لیکن یہ نتیجہ

نکالنا غیر جائز ہے کیونکہ حیوانات ذی حس و حرکت جسم ہین اور اس بات مین حیوانات نباتات سے مشابہت نہین رکھتے ہین ہر ایک وجود مین بڑا فرق ہے ذرا سی مشابہت دیکھ کر نتیجہ نکالنا کہ وے مرتے بھی اسی طرح ہونگے کسی طرح جائز نہین ہے پس بڑی ہوشیاری سے قرینہ کا استعمال کرنا چاہیئے دلیل قرینہ اور دلیلون کے استحکام کے واسطے لائق ہین ایسا کم ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود دلیل ہو

علت سے معلول ثابت کرنا اور معلول سے علت ثابت کرنا ادنی سے اعلی کو ثابت کرنا یہ تینون دلیل کی صورتون کے نام ہین ان صورتون کا اور اون کے استعمال کرنے کے طریقے کا بیان ہم یہان پر لکھتے ہین۔

ا۔ علت سے معلول ثابت کرنا اوسکو کہتے ہین کہ سببون معلومہ سے مسبب دریافت کئے جائین اور قواعد یا قوانین مقررہ سے نتایج نکالے جائین غرضکہ وجود علت

سے وجود معلول کا نتیجہ نکالنے کو علت سے معلول ثابت
کرنا کہتے ہین مثلاً جسوقت آفتاب طلوع ہوگا ہم جانتے
ہین کہ دن ضرور ہوگا کیونکہ آفتاب چشمہ روشنی کا ہے
طلوع ہونا آفتاب کا علت ہے جس سے وجود معلول کا یعنی
دن کا ہونا ثابت ہوتا ہے یا اگر چاند آفتاب اور زمین کے
درمیان آجائے تو ضرور گہن پڑے گا پس دیکھئے
یہان پر حایل ہونا چاند کا علت ہے جس سے وجود
معلول کا یعنی گہن کا پڑنا ہوتا ہے یا اگر ہم سُنین کہ کسی
شخص کو باولے کتّے نے کاٹ کہایا ہے تو ہم
جان لینگے کہ وہ شخص کتّے کی بیماری سے مرگیا ہے
اسیطرح جب ہم نے جانا کہ خدا رحیم اور کریم قدوس
وحاکم حقیقی ہے تو ہم نتیجہ نکالتے ہین کہ خداتعالی انسان
پر رحمت کی نظر رکھتا ہے اور بانی گناہ کا نہین ہے
علم ریاضی مین اس قسم کی دلیل کی بہت مثالین
پائی جاتی ہین کیونکہ علم ریاضی مین چند قواعد مقررہ

یا اصول موضوع سے نتایج ثابت کئے جاتے ہین یا یہ
ثابت کیا جاتا ہے کہ فلان دعوی غلط ہے مثلاً
ایک قاعدہ یہ ہے کہ خطوط متوازیہ کبھی نہین ملتے
ہین پر جہان کہین کسی دعوی مین ایسا سبب آکر
پڑے تو ہم ثابت کرینگے کہ یہ خطوط کبھی نہ ملین گے کیونکہ
متوازیہ ہین یا یہ ثابت کرینگے کہ یہ خطوط مل جائین گے
کیونکہ متوازیہ نہین غرض اسی طرح پر بہت اور
نتایج ثابت کرلیتے ہین اور سب علمون سے اسی
طریق پر بحث کیجاتی ہے —

۲ معلول سے علت ثابت کرنا یہ ٹھیک اول کے
برعکس ہے اس مین معلول سے علت ثابت
کیجاتی ہے مثلاً جب چاند گہن پڑتا ہے تو چاند کا عکس
زمین پر گول پڑتا ہے پس اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ زمین گول ہے عکس گول پڑا معلول ہے جس سے
علت یعنی زمین کا گول ہونا معلوم ہوتا ہے اس

قسم کی دلیل کی بہتیری مثالین اوس موقع پر آتی
ہین جہان کہ وجود معلول سے وجود علت کا ثابت کرنا
چاہتے ہین خون کے مقدمے ہین اکثر اس امر کی تحقیقات
سے کہ کس چیز سے قتل ہوا اور کس کس طرح پر ہوا اسی طریق
پر کرنے سے قاتل معلوم ہو جاتا ہے

اسی دلیل کی رو سے ہم اپنا وجود اور خلقت کا
وجود اور طرح طرح کی حکمتین وغیرہ دیکھ کر خدا کا وجود
اور اوسکی ذات و صفات ثابت کرتے ہین اسی طرح
ہم دیکھتے ہین کہ بیبل کی تعلیم نہایت عمدہ ہے اور وہ وہ
باتین پائی جاتی ہین کہ انسان کی طاقت ولیاقت سے
باہر ہین پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیبل الہامی کتاب
ہے علی ہذا القیاس اگر کسی کتاب کی تعلیم بری ہو اور
اوسکی نسبت کوئی دعوی کرے کہ یہ کتاب آسمانی ہے
تو ہمین ثابت ہو جائیگا کہ یہ صرف آدمی کی بنائی ہے +

اس قسم کی دلیل کو بڑی ہوشیاری اور خبرداری

سے استعمال کرنا چاہیئے جبتک علت اور معلول کے درمیان کوئی علاقہ قرار واقعی نہ پایا جائے اوسوقت تک کچھہ نتیجہ نکالنا نہین چاہیئے ورنہ صورت مغالطہ وجہ غیر موجہ کی پیدا ہوجایگی جو جو باتین مغالطہ وجہ غیر موجہ مین محفوظ رہنے کیواسطے اوپر بیان ہوچکی ہین اون کا لحاظ یہان پر بھی رکھنا چاہیئے *

۴۴- ادنی سے اعلی کو ثابت کرنا اس دلیل مین کسی امر یا دعوی مسلمہ سے اوسی قسم کے کسی اور امر یا دعوی کو ثابت کرتے ہین اور جو امر یا دعوی کہ ثابت کیا جاتا ہے اوسکو تسلیم کرنے کیواسطے اوس سے بھی بڑہکر ثبوت ہوتے ہین جتنا کہ اوس امر یا دعوی مسلمہ کے ثبوت کے لئے ہوتے ہین یہ دلیل اسصورت کی ہوتی ہے

ا- برابر ہے ب- کے

ج ا- سے بڑا ہے

پس ج- ب سے بڑا ہے

مسیح اپنے شاگردوں اور لوگوں کے ساتھ بارہا اس قسم کی دلیل لایا مثلاً (دیکھو متی ۶-۲۸-۳۰) اور پوشاک کی کیوں فکر کرتے ہو جنگلی سوسن کو دیکھو کیسے بڑھتے ہیں وے نہ محنت کرتے نہ کاٹتے ہیں پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ سلیمان بھی اپنی ساری شان و شوکت میں اونمیں سے ایک کی مانند پہنے نہ تھا پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جاتی یون پہناتا ہے تو کیا تمکو اے سست اعتقادو زیادہ نہ پہنائیگا

اگر یہ دلیل بصورت قیاس قائم کیجائے تو یون ہوگی

جنگلی سوسن اور گھاس کو پوشاک دی

تم اونسے بہت بڑے ہو

پس تمکو بہت زیادہ پوشاک خدا بخشیگا

دوسری مثال (متی ۱۲-۱۰-۱۲) اور دیکھو وہاں ایک شخص تھا جسکا ہاتھ سوکھ گیا تھا تب اونھوں نے اس ارادہ سے کہ اوسپر نالش کریں اوس سے پوچھا کہ کیا

سبت کے دن چنگا کرنا روا ہے اوسنے اونہین کہا کہ تم
مین سے ایسا کون ہے کہ جسکے پاس ایک بھیڑ ہو اگر وہ
سبت کے دن گڑھے مین گرے وہ اوسے پکڑ کے نہ نکالی
پس آدمی بھیڑ سے کتنا بہتر ہے اسلئے سبت کے دن
نیکی کرنا روا ہے ؛

غرض اسی قسم کی دلیل کو ادنی سے اعلی کو ثابت
کرنا کہتے ہین جسمین قضیہ مسلمہ ایسا صاف نہین ہوتا جیسا
کہ اوس قضیہ کی جو مسلمہ سے ثابت ہوتا ہے تسلیم کرنی
کی دلیلین پختہ ہوتی ہین ؛

بیان مجمل

دلیل کئی طرح پر ہے

۱ استقرائی
۲ استخراجی
۳ تمثیلی
۴ قرینیہ
۵ علت سے معلول ثابت کرنا
۶ معلول سے علت ثابت کرنا
۷ ادنی سے اعلی کو ثابت کرنا

خاتمہ

منطق کے بیان سے فراغت پائی صرف اتنا اور رہا ہے کہ ایک آدہ بات خاتمہ کے طور پر لکہین کُل حال منطق کا جسقدر کہ سکہلایا جاتا ہے اس کتاب مین موجود ہے اگر کوئی شخص ازراہ دہوکا دہی اپنا علم جتانے کو کسی طالب علم سے یہ دعوی کرے کہ اس کتاب مین کُل حال علم منطق کا نہین لکہا ہے منطق بہت بڑا علم ہے اس ذراسی کتاب مین نہین سماسکتا ہے تو اس بات پر ہرگز یقین نہ لانا چاہیئے ؛

مطالب اور معنی صحیح منطق کے جیسا کہ متقدمین اور متاخرین سکہلاتے چلے آئے ہین اس کتاب مین موجود ہین جو کچہ حال علم منطق کا اور کتابون سے پڑہنے سے آتا ہے وہ سب اس کتاب سے حاصل ہے جو کچہ کتابین علم منطق کی اس ملک مین مروّج ہین اونکا پڑہنا اسغرض سے چاہیئے کہ مختلف طرز بیان اور اصطلاحات

وغیرہ سے کہ ہر کتاب کی مختلف ہونے مین واقف ہو جاوے اور استعمال مین لاوے ٭

مگر کوئی طالب علم یہ نہ سمجھے کہ ایک آدہ کتاب یا بہت سی کتابین علم منطق کی اگرچہ وہ کامل ہی کیون نہون پڑہ لینے سے منطقی ہو جاویگا اگر کوئی اس کتاب کو پڑہکر اوسکے اصطلاحات اور قواعد اور الفاظ بزبان یاد کرکے اوسکو تہ کر رکہے اور اوسکو استعمال مین نہ لاوے تو منطقی نہو جاویگا کیونکہ کاریگری ہر علم و ہنر مین ملکہ چاہئیے کاریگرون کو دیکہو کہ اول ہتہیارون کے نام اور اونکے استعمال کرنے کے طریقون سے واقف ہوکر بعدہ روز مرہ اون ہتہیارون کو کام مین لاتے ہین تو کہین ایک مدت مین جاکے ہوشیار ہو جاتے ہین اسی طرح پیمایش کو دیکہو کہ بعد جاننے قواعد پیمایش کے ایک مدت تک اوسکی مشق کرتا ہے تو پیمایش مین پختہ ہو جاتا ہے علی ہذالقیاس ہر شخص کو قبل اس کے کہ وہ اپنے کو

منطقی کہلاوے اس علم کے استعمال سے واقف ہونا ضرور ہے
اصول اور اصطلاحات اور قواعد اس علم کے اول
خوب سمجھنا چاہیئے اور پھر روزمرہ صحت کے ساتھ بحث
کرنے کے لیئے ملکہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے
ہمیشہ اپنی اور اوروں کی غلطی پکڑنے کی اور مغالطوں کے
جاننے کی کوشش کرتا رہے جو دلیل کہ پیش آئے
خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری خوب غور کے ساتھ دیکھنے
کی عادت ڈالنی چاہیئے ہر دلیل کی صورت اور پختگی اور
خامی پر ہمیشہ نظر رہے جہان کہین کوئی پختہ اور قوی دلیل
دیکھنے مین آئے اوسکو اپنے واسطے ایک نمونہ سمجھنا
چاہیئے جو شخص ان سب باتون پر لحاظ رکھے وہ منطقی
ہو جائیگا پس غرض یہ ہے جو شخص ایسا کرے اوسکا
ذہن بڑھ جائیگا مثلاً اوسکے خیالات مین خوب صفائی
اور روشنی آجائیگی اگر ذہن مین صفائی اور روشنی نہ ہو
تو اندیشہ ہے کہ وہ شخص آپ دہوکھا کھائے

اور اوروں کو دہو سکے ہیں ٹڑا اسلیے جو شخص علم منطق میں ملکہ کامل حاصل کرلے اوسکا سوچ بہت درست ہوجایگا ہر بات کی رگ وپے کو خوب صفائی سے کے ساتہ سمجہ لے گا اور بیان کردے گا قوای ذہنی میں ایسی رسائی آجایگی کہ فوراً کسی طرح کا مغالطہ ہو دریافت کرلے گا اور تبلادے گا ؛

دوسرے ان سب باتوں مذکورہ بالا پر لحاظ رکہنے سے ذہن میں بڑی قوت آجاتی ہے جو آدمی خوب تربیت یافتہ نہو اوسکا ذہن کمزور ہوگا اور اس لایق نہ ہوگا کہ کسی حقیقت کو دریافت کرسکے اور اگر کوئی حقیقت یافت ور ہوبہی گئی تو اوسپر قائم رہنا مشکل پڑتا ہے منطق کے پڑہنے سے طبیعت انسان کی زور پر آجاتی ہے اور اس لایق ہوجاتا ہے کہ مشکل سے مشکل بات ہو اوسکو حل کرلے ؛

تیسرے ان سب باتوں مذکورہ بالا پر لحاظ رکہنے

سے ذہن آراستہ و پیراستہ ہو جاتا ہے خدا کی بنائی ہوئی
جن جن چیزون سے ہم واقف ہین اون مین سب سے عمدہ
چیز ہم دیکھتے ہین کہ ذہن ہے لیکن اس سے بڑہ کر
افسوس و حقارت کی بات کیا ہے کہ ذہن کسی کا جہالت
سے بھرا ہو اور خطا و غلطی کی راہون مین بھٹک رہا ہو اور اس
سے بڑہ کر اور کیا خوبصورتی ہے کہ ذہن کیسکا تیز و درست ہو
اور نور صداقت اور حقیقت سے معمور ہو۔ ان سب باتون
مذکورہ بالا کے حاصل کرنے کیواسطے جو جو وسائل قومی
ہین اونمین سے ایک علم منطق ہے ؛

تمام شد

امتحان کے لئے چند سوالات

مقدمہ

منطق کسکو کہتے ہین

منطق کو علم کب کہنا چاہیے اور فن کب

کیا عقل فقط اپنی طور سے نتیجہ صحیح نکال سکتی ہے

علم منطق کے سیکھنے سے عقل مین کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے

علم منطق کے حق مین بعض آدمی کیا سمجھتے ہین

علم منطق ابتدا مین کن لوگون مین تہا

اول یہ علم کس قوم مین ایجاد ہوا

یہ علم سلسلہ وار اس زمانہ تک کسطرح پہونچا

اس علم کے مشہور مصنفون کا نام اور اونکا زمانہ بیان کرو

فی الحال اہل اسلام مین یہ علم کس صورت پر پایا جاتا ہے

پہلا حصہ

علم منطق ذہن سے کونسی صورت مین علاقہ رکہتا ہے

ذہن کیا شے ہے

حواس خمسہ کا نام لو

محسوس کسکو کہتے ہین معقول کسکو کہتے ہین

علم منطق ذہن کی کونسی تین باتون سے متعلق ہے

تصور کسکو کہتے ہین

تصدیق کسکو کہتے ہین۔ تصدیق کو قضیہ کس حالت مین کہتے ہین

دلیل اور برہان کسکو کہتے ہین

غور اور مقابلہ کرنا اور قوت تفریقیہ اور قوت جنسی کونسی

ذہنی قوتون کو کہتے ہین

قوت ناطقہ کا کچھ بیان کرو

لفظ کی تعریف کرو

پہلی فصل

تصور کی تعریف اور اوسکی قسمین بیان کرو

دوسری فصل

تصور اور اسم مین کیا فرق ہے

اسم مفرد اور مرکب اور جزئی اور کلی کسکو کہتے ہین

لفظ کو کونسی حالت مین تمام اور ناتمام کہا جاتا ہے

اسم بالنسبت اور بلا النسبت کس حالتمین کہا جاتا ہے

اسم مشترک اور غیر مشترک اور مترادف کی تعریف بیان کرو

اسم متناقضہ اور متضادہ مین کیا فرق ہے

تیسری فصل

جنس اور نوع کی تعریف بیان کرو

اقسام جنس بیان کرو اور اونکی مثال دو

تقسیم اجناس اور انواع کس بات پر منحصر ہے

فصل کسکو کہتے ہین

عرض کسکو کہتے ہین

اوسکی قسمین مع مثالون کے بتاو

چوتھی فصل

تعریف کسکو کہتے ہین

تعریف کی ترکیب مین اون کون چیزین داخل ہین

معرّف کے طور پر ہو سکتا ہے

قواعد معرّف بیان کرو

دوسرا حصّہ

پہلی فصل

قضیہ کسکو کہتے ہین مع مثال کے بیان کرو

موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ کسکو کہتے ہین

قضیون کی قسمین بیان کرو

مادّہ کسکو کہتے ہین

مادہ مین کے صورتین ہین

مادہ نسبت کے قواعد بیان کرو

دوسری فصل

علم منطق مین لفظ کام کسکو کہتے ہین

موضوع کی کلّیت اور جزئیت کس بات پر موقوف ہے

اور محمول

کو نسے چار قواعد کام کیواسطے ہین

تیسری فصل

عکس کسکو کہتے ہین
معکوس اور غیر معکوس کسکو کہتے ہین
عکس کونسی صورت مین صحیح ہوگا
عکس کے قسم ہین اونکے نام مع مثال کے بیان کرو
عکس کرنیکا قاعدہ کیا ہے

چوتھی فصل

نقیض کسکو کہتے ہین
نقیض کے طرح پر ہوتا ہے مع مثال بیان کرو
نقیض کے قواعد بیان کرو

تیسرا حصہ

پہلی فصل

دلیل اور حجت کی تعریف بیان کرو
دلیل مین کونسے دو جزء اعلی ہین ہر ایک کا نام مع تعریف اور مثال بیان کرو
قیاس کسکو کہتے ہین ٭

نتیجہ کسکو کہتے ہین

قیاس کے جزون کا بیان کرو

اکبر اور اصغر اور حد اوسط کسکو کہتے ہین

قول ارسطاطالیس کسکو کہتے ہین

قیاس کے قانون بدیہی بیان کرو

سات قاعدے جو واسطے جانچنے قیاس کے ہین بیان کرو

دوسری فصل

شکل کسکو کہتے ہین

چارون شکلون کا بیان کرو

چارون شکلون کے قاعدے تبلاؤ

ہر ایک شکل کے استعمال کیصورت بیان کرو

تیسری فصل

ضرب کسکو کہتے ہین

ہر شکل مین کتنی صحیح ضربین ہین

ضروب کاملہ کسکو کہتے ہین

خلاف کسکو کہتے ہین

چوتھی فصل

قیاس استثنائی کسکو کہتے ہین

اوسکو اتصالی کب کہتے ہین اور انفصالی کب

مقدم اور تالی کسکو کہتے ہین

قیاس اتصالی کے تین قاعدے تبلاؤ

قیاس اتصالی کو مثبتہ کب کہتے ہین اور منفیہ کب

قیاس اتصالی کو اقترانی کیطرف کیسے پہیرتے ہین

قیاس انفصالی کا کیا قاعدہ ہے

پانچوین فصل

قیاس مرکب استثنائی کسکو کہتے ہین

اس قیاس کی کے صورتین ہین

اس قیاس کی صحت دریافت کرنیکے واسطے کون قاعدہ ہے

چھٹوین فصل

قیاس مخفف کسکو کہتے ہین

اُس قیاس سے پورا قیاس کیونکر بن سکتا ہے

اُس کا قاعدہ بیان کرو

قیاس مسلسل کسکو کہتے ہین

قیاس مسلسل مین دلیل کی کیا صورت ہے

قیاس مسلسل مین جانچنے کے لئے کیا قاعدہ ہے

قیاس مسلسل کو پورے قیاسونمین لانیکے لئے کیا قاعدہ ہے

قیاس مسلسل کا عکس بیان کرو

قیاس مسلسل استثنائی کسکو کہتے ہین

قیاس مسلسل استثنائی اقترانی کیونکر بناتے ہین

چوتھا حصہ

منطق استعمالی سے کیا مراد ہے

اس بات کی مثال دو

پہلی فصل

علم منطق مین مباحثہ کسکو کہتے ہین

مغالطونکی تقسیم کرو

ان مغالطونکا مع مثال بیان کرو یعنی حد اوسط جزی۔ کلیت ناجایز اکبر یا اصغر کی۔ مقدمات سالبہ۔ نتیجہ موجبہ مقدمے سالبی سے یا برعکس اسکے۔ ایک قیاس مین تین جزو قضیے زیادہ کا ہونا

حد اوسط مشترک کسکو کہتے ہین

الفاظ مشترک کیونکر ہو جاتے ہین

حد اوسط مشترک کے لئے کیا قاعدہ ہے

مغالطہ عارضی کسکو کہتے ہین اسکی مثال دو

مغالطہ تقسیم اور جمع کا مع مثال بیان کرو

مغالطہ معنوی کسکو کہتے ہین

اوسکی تقسیم کیسی ہے

ان مغالطون کا مع مثال بیان کرو یعنی مقدمے نتیجے پر موقوف۔ دور تسلسل۔ وجہ غیر موجہ۔ مغالطہ تعلق آمیز۔ مغالطہ تغیر مضمون۔ مغالطہ اعتراضون کا۔ مغالطہ ثبوت جزی کا

ان مغالطونکے ظاہر کرنیکے لئے کون کون قاعدے ہین ہر ایک کا بیان کرو ؛

اون قواعد عام کا جو واسطے دریافت کرنے صحت دلیلونکے

ہین بیان کرو

دوسری فصل

استقرا کسکو کہتے ہین

وہ کس یقین پر موقوف ہے

استقرا کس حالت مین کامل ہے

کونسے علم استقرا سے حاصل ہوتے ہین

استخراج کسکو کہتے ہین اور وہ استقرا سے کس باتمین خلاف ہے

دلیل مین تمثیل کیسے لاتے ہین

منطق مین قرینہ کسکو کہتے ہین

قرینہ کے طور پر ہوتا ہے

قرینہ سے دلیل لانا کس بات مین استخراج اور تمثیل کے خلاف ہے

اس بات کی مثال دو کہ قرینے کی دلیل قیاس کی صورت مین آجاتی ہے

قرینے کی دلیل مین کیسی خبرداری چاہیئے

علت سے معلول ثابت کرنا کسکو کہتے ہین

اسکی مثال دو

معلول سے علت ثابت کرنا اسکو کہتے ہیں

اسکی مثال دو

ادنی سے اعلی کو ثابت کرنا اسکو کہتے ہیں

علم منطق میں پختگی حاصل کرنے کے لئے کونسا طریقہ چاہئے

علم منطق سے ذہن کو کونسے فوائد حاصل ہوتے ہیں

تاریخ طبع کتاب تصنیف منشی شنکر دیال فرحت

چھپی مطبع میں رشن کے یہ کتاب

گویا وا ہوگیا باب منطق

روئی بہجت سے تم اب ای فرحت

کہدو مرغوب کتاب منطق

سنہ ۱۹۰۲ع

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	
۵	۸	مخاطب	مخاطب کو	
۶	۶	صحبت کر کے	صحبت اوٹھا کے	
۱۸	۱۵	لفظ یا فقرہ کو	لفظ مرکب یا فقرہ کو	
۲۳	۵	باالنیبت	باالنسبت	
۲۸	۵	مشارکت	مشارکات	
۳۵	۱۱	دو دو دو ہون	دو ہون	
۳۷	۱	ناواقفیت	ناموافقت	
۳۸	۱۴	لفظین	لفظاً	
۴۵	۵	بیان کام	بیان کلم	
۴۶	۱	کام	کلم	
۴۷	۲	....	....	اس قضیہ موجبہ کلیہ میں شکل الف کو ب اور ب کو الف سمجھا گیا ہے ۱۲
۴۷	۶	کوئی نہیں بھی	کوئی نہیں بھی سے	دوسرے قضیہ جزئیہ میں لفظ بعض رہ گیا ہے ۱۲
۶۲	۳	بحث کی حجت	بحث حجت کی	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	
۶۴	۳	متدل	مثال	
۶۶	۵	محنتی طالبعلم	عمر محنتی طالبعلم	
۷۹	۱۱	جماعت خدا	جمیعت خدا کی	
۸۰	۱۵	//	//	
۸۰	۳	//	//	
۹۴	۱۴	ایجاب وصلب	ایجاب وسلب	
۹۶	۱۴	(صفحہ ۸۱ تا عدم)	(صفحہ ۷۴ ق ۲)	
۹۰	۶	(ص ۸۰ ق ۳)	(ص ۷۵ ق ۳)	
۱۰۰	۱۵	(ص ۸۰ ق ۵)	(ص ۶۱ ق ۱)	
۱۰۱	۱۱	(ص ۸۰ ق ۲)	(ص ۷۴ ق ۵)	
۱۰۸	۷	موجبہ کلیت	موجبہ کلیہ	
//	۸	سالبہ کلیت	سالبہ کلیہ	
۱۱۰	۹	(ص ۸۷ تا ۱)	(ص ۷۳ ق ۱)	
//	//	(ص ۸۷ تا ۲)	(ص ۷۵ ق ۳)	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	
〃	〃	(ص ۸۸ ق ۷)	(ص ۸۶ ق ۷)	
۱۱۱	۱	(ص ۸۱ ق ۶)	(ص ۸۳ ق ۶)	
۱۱۴	۴	ضروب بیانہ	ضروب بیّنہ	
۱۳۰	۸	....	....	مستعمل ہوتی ہیں۔ ایک فقرہ اس جگہ اصل میں رہ گیا ہے
۱۳۱	۴	مکدر	مقدر	
〃	۵	(ص ۷۰ ق ۵)	(ص ۸۱ ق ۵)	
۱۳۲	۲	مکدرہ	مقدرہ ...	جہاں کہیں لفظ مکدرہ یا مکدر ہو اسکی جگہ مقدرہ یا مقدر پڑھنا چاہیئے
۱۴۹	۱	یا خیر	یا چیز	
۱۵۶	۱۲	اس بات	اثبات	
۱۵۹	۴	مختلف ہیں	مختلف ہے	
۱۶۱	۱۰	واسطے چیز کے	واسطے اوس چیز کی	
۱۶۳	۳	جو لفظ اوسط	جو لفظ حد اوسط	
۱۶۹	۳	امر	عمر	
۱۶۷	۱۵	نکالی	نکلی	

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
فی الواقع	فی الواقعی	۸	۱۶۸
آ اصحیح نہیں ہے	آ اصحیح ہے	۱۳	۱۷۰
بلکہ کچھ اور ہو	بلکہ کچھ ہو	۱	۱۷۹
تنقیہ اعتراض	قضیہ اعتراض	۹	۱۸۳
مسعود دہلوی	مسعودی	۱۳	۱۹۴
اسمٰعیل ادا نہیں	اسمٰعیل [illegible]	۱	۲۰۳